هُوَالمُعِیْنُ

مُعِینُ المنطق

حصّہ اوّل و دوم

حضرت مولانا محمود حسن صاحب اجمیری
سابق شیخ الحدیث جامعہ حسینیہ راندیر

ناشر: شعبہ نشر و اشاعت جامعہ حسینیہ راندیر، سورت، گجرات، انڈیا

نام کتاب: مُعِیْنُ المنطِق (اول ودوم)

مرتب: جناب مولانا مفتی محمود حسن صاحب

صفحات: ۱۳۶

قیمت : -/۳۶ روپئے

ناشر : جامعہ حسینیہ راندیر، سورت

سن اشاعت: ۲۰۱۱ء

کمپوزنگ: ھدایت آرٹ، سگرام پورا

ملنے کا پتہ:

جامعہ حسینیہ راندیر، سورت، گجرات

فون : ۰۲۶۱_۲۷۶۳۳۰۳

فیکس : ۰۲۶۱_۲۷۶۶۳۲۷

مصنفِ کتاب ایک نظر میں

خداوندقدوس کا خاص لطف وکرم خطۂ گجرات پر یہ ہوا کہ ہمیشہ اس سرزمین میں اساطین علم وفن کا ورود مسعود ہوتا رہا اور یہاں کے بدعات وخرافات کے خزاں سرا ماحول کو علومِ نبوت کی تابانی سے سبزہ زار کرنے کا عظیم کام بھی چلتا رہا۔

خدا کی اس زمین کو جن برگزیدہ ہستیوں نے اپنی ناقابل فراموش علمی خدمات، بلند افکار اور ارجمند جذبات سے آراستہ کیا ان کی فہرست میں ایک نمایاں نام جناب مولانا مفتی محمود حسن صاحب کا بھی ہے ۱۵ اشوال ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۲۲ء اجمیر شریف سے مولانا محمد حسینؒ راندیری کی دعوت پر راندیر تشریف لائے۔ اور ۲۶ چھبیس سال تک جامعہ حسینیہ راندیر سے منسلک رہ کر سورت اور اس کے اطراف کو علم دین کی نورانیت سے لالہ زار کیا اور سینکڑوں تشنگان علم نبوت کو مخمور و سیراب کیا۔

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب ہزاروی ۵۔ ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ بمطابق ۱۸۹۲ء کو "ویدل کماچ" علاقۂ چغرزئی، قصبہ ہزارہ میں جناب حضرت مولانا حاجی احمد خان صاحب کے گھر میں پیدا ہوئے اور اپنے ہی علاقہ کے باصلاحیت علماء کرام سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد علم تفسیر کے شہرہ آفاق عالم ربانی حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے سندھ میں پڑھا۔ پھر آپ سندھ سے اجمیر شریف منتقل ہوگئے، اجمیر کے معروف ومشہور عالم حضرت مولانا معین الدین صاحب سے مدرسہ معینیہ اجمیر شریف میں تکمیل کی سعادت حاصل کی آپ پیر سید غلام مصطفیٰ قاری کلیداری کے خلیفہ ومجاز بھی تھے۔ پھر اسی مدرسہ "صوفیہ" میں کچھ عرصہ تدریس کرنے کے بعد جامعہ حسینیہ راندیر، سورت میں شروع میں بحثیت صدر مدرس برسرِ تدریس ہوئے پھر بطور شیخ الحدیث ۲۶ سال تک تدریسی خدمات انجام دیں، آپ کی صلاحیت طرز بیان، انداز خطابت اور مطالعہ کی گہرائی یہاں کے ارباب علم وفن کے حلقہ میں طشت از بام تھی لہٰذا جامعہ میں آنجناب سے سیکڑوں بادہ نوشوں کو سیرابی کا موقعہ ملا۔ لیکن جب ملک کی تقسیم ہوگئی تو آپ اپنے وطن مالوف کی طرف رحلت فرما گئے۔ اور وہاں "مطلع العلوم بروری روڈ، کوئٹہ میں ابتداءً پڑھایا۔ پھر ۱۳۷۳ھ بمطابق ۱۹۵۳ء میں کوئٹہ کی مشہور عیدگاہ کے قریب جامعہ عربیہ اسلامیہ کی داغ بیل ڈالی اور اسی میں ایک مسجد تعمیر کرائی اور تادم حیات وہاں تدریس وافتاء کے مشغلے میں لگے رہے یہاں تک کہ یکم ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ ۱۹۷۳ء کو اس دنیائے دوں سے آخرت کا سفر کیا اور اپنے ہی قائم کردہ مدرسہ کے احاطہ میں سپرد خاک ہوئے۔

حضرت والا نے اپنی زندگی میں کئی اہم کتابیں تصنیف فرما کر اپنی خدمات کو جاودانی و پائندگی بخش دی اور آنے والی نسلوں تک کیلئے محفوظ کر لیا ہے۔

مرحوم کی گرانقدر تصانیف: معین العقائد (۲) معین الحکمت (۳) معین الفرائض (۴) معین المنطق اول۔ دوم۔ (۵) التذکرۃ المحمودۃ ہیں۔

تعارف وتقاریظ

حکیم الامت حضرت شاہ اشرف علی صاحبؒ دامت برکاتہم تھانہ بھون سے تحریر فرماتے ہیں:

مولانا صاحب۔ السلام علیکم۔ اس سے قبل میں نے ایک دوست کو اصطلاحات منطق کے بارے میں کہا تھا مگر اس نے حسب خواہش تیار نہ کیا۔ اور سالہا سال سے یہ آرزو دل میں موجزن تھی جس کو آپ نے پورا کیا اس لئے آپ کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں۔

حضرت العلامہ مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحبؒ مہتمم مدرسہ جامعہ حسینیہ راندیر:

رسالہ ''معین المنطق'' مصنفہ مولانا مفتی محمود حسن صاحب مدرس اول جامعہ حسینیہ راندیر کو میں نے بغور مطالعہ کیا نہایت جامع اور مختصر ہونے کے باوجود ابتدائی جماعتوں کیلئے نہایت مفید معلوم ہوا، اس لئے میں نے اس کو جامعہ حسینیہ کے نصاب میں داخل کیا۔ اور تمام مدارس کے منتظمین سے اس کیلئے پرزور سفارش کرتا ہوں کہ وہ بھی طلباء کی سہولت تعلیم کی غرض اس مفید رسالہ کو اپنے ہاں کے نصاب میں داخل فرما کر مبتدی طلباء کے لئے عرصۂ قلیسیلہ میں فنون مشکلہ کی تحصیل میں معاونت فرمادیں۔ فقط

تقریظ حضرت العلامہ مولانا مولوی محمد اعزاز علی صاحب مدرس دار العلوم دیوبند

رسالہ معین المنطق کا میں نے مطالعہ کیا۔ اس فن کے رسالے زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے بہت شائع ہوئے ہیں لیکن جو اختصار و جامعیت۔ تحقیق و تسہیل اس رسالہ میں ہے وہ میں نے اب تک کسی رسالہ میں نہیں دیکھی۔ طلبہ کی سہولت تفہیم کی غرض سے اس کے مشکل سے مشکل مسائل روزمرہ کی مثالوں میں سمجھائے گئے ہیں۔ اور طرز بیان میں ایسا طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ بچے شروع ہی سے استخراج مسائل واحکام کرنے کے قابل ہو جاویں۔ موفق حقیقی مؤلف ممدوح کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس کے باقی حصہ بھی شائع فرما کر عنداللہ اجر جزیل کے مستحق ہوں فقط۔

هو المعين

(حصّہ اول ودوم)

جس کو جناب مولانا **مفتی محمود حسن صاحب** سابق صدر المدرسین جامعہ حسینیہ راندیر، ضلع سورت نے یونیورسٹیوں اور مدارسِ اسلامیہ کے مبتدی طلبہ کی سہولت کیلئے **بطرز جدید تصنیف** کیا۔اور جس کے متعلق ہندوستان بھر کے متبحر اور تجربہ کار علمائے کرام کی رائے ہے کہ اِس فن میں ایسی تحقیق اور تسہیل کے ساتھ آج تک کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی اس لئے ابتدائی جماعتوں کے نصابِ تعلیم میں طلبہ کی سہولت کیلئے اس کو داخل کرنا نہایت ہی مفید ہے۔

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

سببِ تالیف

زمانہ کے انقلاب سے جہاں دنیا کے دیگر امور میں تغیر وتبدل واقع ہوا، وہاں طلبہ کی ہمتوں اور ذہنیتوں میں بھی انقلاب پیدا ہوگیا اور موٹی ضخیم کتابوں کو باشروح وحواشی یاد کرنیوالوں کی جگہ اب مختصرات ومنتخبات پر قناعت کرنے والے آگئے اور بعض ناگزیر عوارض کے ماتحت اس طریقہ کواختیار کرنا مناسب بلکہ ضروری بھی ہوجاتا ہے تاکہ بفحوائے **مالایدرک کله، لایترک کله**، اگر زیادہ نہیں تو کم ازکم فنون کی اصطلاحات کی واقفیت سے محروم تو نہ رہیں، اس لئے مروجہ فنون کے تراجم واختصارات کی طرف مؤلفین حضرات نے کافی توجہ کی ہے اور اکثر فنون میں حسبِ ضرورت اردو کی مفید تالیفات مل سکتی ہیں، مگر علومِ حکمیہ اور منطق جس قدر اہم ومشکل ہیں اسی قدر اس کی طرف کم توجہ کی ہے اور جو کچھ بھی تالیفات آج تک وجود میں آئی ہیں وہ کسی نہ کسی نقص کیوجہ سے اس قابل نہیں کہ داخلِ نصاب کی جائیں اور بعض مسلکِ فن سے برخلاف ہونے کے ساتھ اس طرز سے لکھی گئی ہیں کہ نہایت غور کرنے پر بھی مؤلف کا عندیہ معلوم کرنا دشوار ہوجاتا ہے، مگر متبدی طلبہ کی ضرورت کا یہ حال ہے کہ ایسی تالیفات کو بھی اپنی ضخیم کتابوں کے قالبوں کی جان بنا کر حفاظت سے رکھتے ہیں، اور کمال یہ کہ بعض مدارس نے طلبہ کو ان کے مطالعہ کی سفارش بھی کی ہے، اس سے ایک طرف طلبہ کا علمی نقصان ہورہا تھا تو دوسرے طرف اصل فن کے دفن ہونے کا سامان تیار ہورہا تھا خیرآبادی سلسلہ کے ادنیٰ خادم ہونے کے حیثیت سے میں نے اپنا یہ فرض سمجھا کہ تدریس اور افتاء سے کچھ بھی وقت نکالوں اور علوم حکمیہ اور منطق میں فن کے مسلک کے مطابق اختصار وجامعیت کے ساتھ تسہیلات کا ایک سلسلہ قائم کروں، مگر چند در چند وجوہ سے اب تک یہ ارادہ عملی صورت سے ظاہر نہ ہوسکا، آخر چند احباب کے اصرار پر "**معین المنطق**" سے یہ سلسلہ شروع کیا گیا، جس کا پہلا حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور دوسرا حصہ تیار ہورہا ہے۔

معین المنطق کے تالیف کے وقت مجھے ایک طرف اپنے عزیز مبتدی طلبہ کی ذہنی قابلیت کا خیال تھا تو دوسری طرف مسلکِ فن کی حفاظت کا بھی خیال تھا۔ اس کے ساتھ ایسے الفاظ کی

تلاش تھی کہ عام فہم اور آسان ہونے کے ساتھ ساتھ جامع بھی ہوں، ان اغراض کی تکمیل میں مجھے کتنی دقتیں اٹھانا پڑیں اور کتنے مسودے ردی کردیئے گئے وہ اللہ جانتا ہے یا میرا دل بہر حال جو نقشہ میں نے ذہن میں تیار کیا تھا، اس کا کچھ نمونہ اساتذہ کرام اور عزیز طلبہ کی خدمت میں حاضر کیا جاتا ہے، معین المنطق کی خصوصیت تو پڑھنے سے معلوم ہوگی، مگر ظاہری اور موٹی خصوصیت یہ ہے کہ ہر بحث استاذ کی تمہید سے شروع کی گئی ہے، جب مضمون طلبہ کے ذہن نشین کرایا گیا ہے، پھر اگر ممکن ہوا ہے تو اس مضمون کو نقشہ کے ذریعہ ذہن نشین کرایا گیا ہے، اس کے بعد اس بحث کے متعلق جتنے امور واجب الحفظ تھے ان کی تعریفات وضوابط مستقل لکھی گئی ہیں گویا ایک ہی مضمون تین طریقوں سے ذہن نشین کرایا گیا ہے، دوسری بڑی اور اہم خوبی یہ ہے کہ جو طلبہ کسی عارض سے ابتدائی امتحان کیلئے تیاری نہ کرسکیں اور امتحان سر پر آئے تو تھوڑے عرصہ میں اس کی صرف تعریفات ہی ذہن نشین کر کے امتحان میں بیٹھیں تو انشاء اللہ کامیابی یقینی ہوگی، آخر میں، میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ علوم وفنون کی تسہیلات کا جو نقشہ میں ذہن میں مقرر کر چکا ہوں وہ حسب منشا پایۂ تکمیل تک پہنچاؤں۔

وماذالک علی اللہ بعزیز

فقط

sainiya\Sign_Muft
not found.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

تعریفات وفوائد

مقدّمہ : کتاب کا وہ حصّہ جو مضمون سے قبل بطور تمہید ومعاونت لایا جاتا ہے۔

منطق : وہ قانونی علم ہے جس کے قواعد کی پیروی کرنے سے انسان فکری غلطیوں سے محفوظ رہتا ہے

منطق کا فائدہ : اس علم کا یہ فائدہ ہے کہ اس کے قواعد کوملحوظ رکھتے ہوئے انسان جو بھی تعریف یادلیل لائے اس میں فکری غلطیوں سے محفوظ ہو۔

فکر : ذہنی معلومات کواس طرح ترتیب دینا کہ ان سے نامعلوم مطلوب حاصل ہو۔

موضوع : ہر علم وفن کا موضوع وہی شئ ہوتی ہے جس کے متعلق اس فن میں بحث کی جاتی ہے۔

منطق کا موضوع: منطق کا موضوع معرِّف وحجۃ ہے یعنی وہ معلوم تصورات وتصدیقات جن کے ذریعہ سے مجہول تصورات وتصدیقات حاصل کئے جائیں۔

منطق کا موجد: اس علم کے قواعد سب سے پہلے حکیم ارسطا طالیس (ارسطو) نے مقرر کئے ہیں اس کے بعد ابونصر فارابی نے اس کو ایک مکمل ومدون فن بنایا اور پھر شیخ ابوعلی بن سینا نے اس میں بہت کچھ ترقی اور اصلاحات کیں اس لئے ارسطو کو معلم اوّل اور فارابی کو معلم ثانی کہتے ہیں اور شیخ معلم ثالث کے لقب کا مستحق ہے۔

علم اور اس کے اقسام

تمہید : کسی چیز کی صورت جب ہمارے ذہن میں آتی ہے تو یہی صورت اس چیز کا علم ہے جس کو تصوّر اور مفہوم بھی کہتے ہیں، ایسی چند چیزوں کی صورتیں اگر ہمارے ذہن میں اس طور سے جمع ہوجائیں کہ ہم ان کے آپس میں اتحاد یا عدم اتحاد، ارتباط یا عدم ارتباط، انفصال یا عدم انفصال کا جزمی فیصلہ کرلیں تو اس کو تصدیق کہیں گے اور ہمارے اس جزمی اتحاد یا عدم اتحاد، ارتباط یا عدم ارتباط، انفصال یا عدم انفصال کے فیصلہ کو حکم اور اگر ان میں ہم یہ حکم اور فیصلہ نہ کریں یا نہ کرسکیں تو

ان کو محض تصور کہیں گے مثلا ہمارے ذہن میں زید، عمرو، احمد، کھڑا، آیا، گیا، ہے، نہیں وغیرہ کی صورتیں جب الگ الگ حاصل ہو جائیں گی تو یہ سب تصوّرات کہلائیں گے۔

اور جب زید اور آیا کو ملا کر ان میں اتحاد یا عدم اتحاد کا جزمی وفیصلہ کر کے ہم یوں کہیں کہ زید آیا ہے یا زید نہیں آیا ہے تو اب یہ تصدیق کہلائے گی، اسی طرح (اگر آفتاب نکلا ہو تو دن ہوگا) میں ہم جزمی ارتباط اور (عدد زوج ہوگا یا فرد) میں جزمی انفصال کا فیصلہ کریں تو یہ تصدیق کہلائے گی ورنہ تصور۔

ان تصورات وتصدیقات میں وہ تصور یا تصدیق جو آسان ہونے کی وجہ سے تعریف یا دلیل کا محتاج نہ ہو، اس کو بدیہی یا ضروری کہتے ہیں جیسے آگ کی گرمی یا آگ گرم ہے اور جو مشکل ہونے کی وجہ سے تعریف یا دلیل کا محتاج ہو تو اس کو نظری یا کسبی کہتے ہیں جیسے جن اور فرشتوں کا تصور یا جیسے جن یا فرشتے موجود ہیں۔

تعریفات

عِلم : وہ صورت ہے جو کسی چیز سے ذہن میں آئے۔

حکم : اتحاد یا عدم اتحاد، ارتباط یا عدم ارتباط، انفصال یا عدم انفصال کا وہ جزمی فیصلہ جو دو یا زائد تصورات میں پایا جائے۔

تصور : اشیاء کی وہ ذہنی صورت یا صورتیں جن میں حکم نہ ہو، جیسے تنہا زید یا تنہا قائم کی صورت ذہنیہ۔

تصدیق : اشیاء کی وہ چند ذہنی صورتیں جن میں حکم موجود ہو، جیسے زید قائم ہے۔

بدیہی : وہ تصور یا تصدیق جو آسان ہونے کی وجہ سے تعریف یا دلیل کا محتاج نہ ہو جیسے آگ کی گرمی یا آگ گرم ہے۔

نظری : وہ تصور یا تصدیق جو مشکل ہونے کی وجہ سے تعریف یا دلیل کا محتاج ہو جیسے جن وفرشتوں کا تصور یا جیسے جن وفرشتے موجود ہیں۔

تنبیہ : زیادہ امثلہ اختصاراً چھوڑ دی گئی ہیں، اساتذہ کرام طلبہ کو مناسب امثلہ سے ہر مضمون ذہن نشین کرائیں۔

دلالت کی بحث

تمہید: سارے عالم کی موجودات پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں بعض اشیاء کے درمیان اس قسم کا ربط واتحاد پایا جاتا ہے کہ ان میں جب ایک چیز ہماری سمجھ میں آتی ہے تو اس کیساتھ دوسری چیز بھی سمجھ میں آجاتی ہے مثلاً آفتاب اور دن میں ایسا ربط وتعلق پایا جاتا ہے، کہ جب آفتاب کے موجود ہونے کا علم ہم کو حاصل ہوجاتا ہے تو اس کے ساتھ دن کی موجودگی بھی سمجھ میں آتی ہے۔ان میں سے جو چیز پہلے سمجھ میں آتی ہے اس کو دالّ اور دوسری چیز جو پہلی چیز سے سمجھ میں آتی ہے اس کو مدلول کہتے ہیں۔

دال اگر لفظ ہو تو دلالت کو لفظی کہتے ہیں ورنہ غیر لفظی۔

پھر ان میں ہر ایک کی تین قسمیں ہیں۔وضعی۔طبعی اور عقلی اس لحاظ سے دلالت کی چھ قسمیں ہیں مگر یہاں صرف لفظی اور وضعی دلالت بیان کی جاتی ہے کیونکہ زیادہ تر وہی کارآمد اور کثیر الوقوع ہے جس کی تین قسمیں ہیں۔مطابقی۔تضمنی۔التزامی۔ مثلاً ہم فرض کرلیں کہ انسان کے پورے معنی حیوان ناطق ہیں اور لکھنا پڑھنا ہنسنا وغیرہ اس کے لوازمات میں سے ہیں۔تو انسان کہہ کر اگر اس کے پورے معنی حیوان ناطق مراد لئے جائیں تو یہ دلالت مطابقی ہوگی اور اگر صرف حیوان یا ناطق مراد لیا جائے تو یہ دلالت تضمنی ہوگی اور اگر لکھنے یا پڑھنے والا مراد لیا جائے تو یہ دلالت التزامی ہوگی۔

تعریفات

دلالت : دو چیزوں میں اس قسم کا ربط وتعلق ہونا کہ جس کی وجہ سے ایک کے سمجھنے سے دوسرے کا سمجھنا لازم آتا ہو جیسے آگ اور گرمی میں ایسا تعلق ہے کہ آگ کے تصور سے گرمی تصور میں آتی ہے۔

دلالت مطابقی : لفظ کا اپنے پورے معنی پر دلالت کرنا۔جیسے انسان کہہ کر پورا حیوان ناطق مراد لینا۔

دلالت تضمنی : مرکب معنی والے لفظ کا اپنے معنی کے کسی جز پر دلالت کرنا۔ جیسے انسان کہہ کر حیوان یا ناطق مراد لینا۔

دلالت التزامی : لفظ کا اپنے معنی سے خارج کسی لازم پر دلالت کرنا جیسے انسان کہہ کر ضاحک یا کاتب مراد لینا۔

تنبیہ: اساتذہ کرام دیگر مناسب امثلہ سے بھی طلبہ کو ہر مضمون ذہن نشین کرائیں۔

لفظ کی تقسیم

تمہید : صرف ونحو میں تم نے لفظ کی جو قسمیں پڑھی ہیں وہی قسمیں کچھ رسمی فرق کیساتھ منطقی اصطلاح میں بھی مستعمل ہیں۔ چونکہ ان کا مفصل بیان تم وہاں پڑھ چکے ہو اس لئے یہاں صرف ان اقسام کی ترتیب اور رسمی فرق کے ساتھ مختصر تعریفات لکھی جاتی ہیں۔ لفظ دو قسم پر ہے۔ مفرد و مرکب، مفرد کی تین قسمیں ہیں۔ اسم۔ کلمہ اور ادات اور مرکب کی دو قسمیں ہیں تام اور ناقص۔ پھر مرکب تام کی دو قسمیں ہیں خبر انشا اور مرکب ناقص کی بھی دو قسمیں ہیں تقییدی اور غیر تقییدی

نقشہ کے مطابق ترتیب یاد رکھو۔

نقشہ نمبر ا
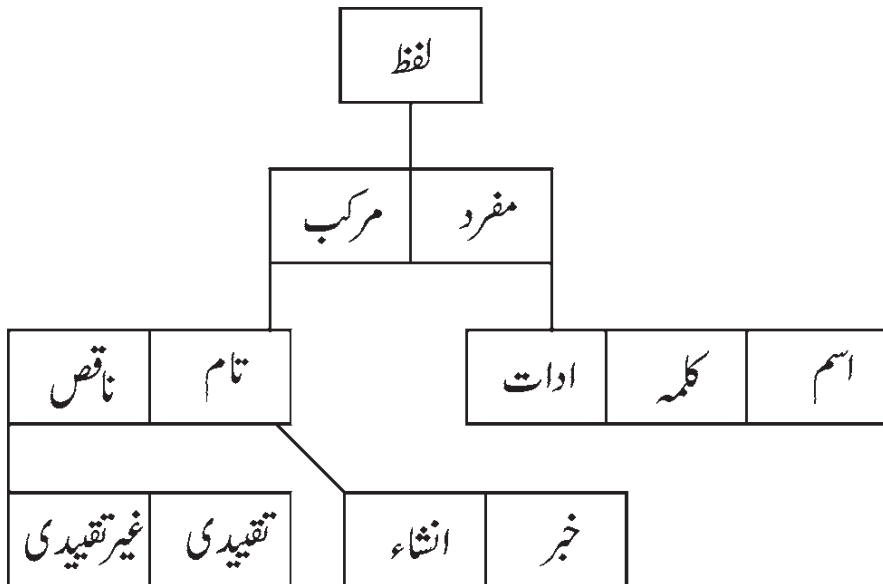
تعریفات

اسم : وہ لفظ ہے جو تنہا اپنے معنی پر دلالت کرتا ہے اور ہیئت تصریفی (یعنی کلمہ کی وہ اشکال وصورتیں کہ جن کو مختلف ازمنہ پر دلالت کرنے کی غرض سے مختلف صورتوں سے اہل صرف گردان کرتے ہیں) کے اعتبار سے کسی زمانہ پر بھی دلالت نہ کرے جیسے زید۔ احمد۔ کتاب وغیرہ۔

کلمہ : کلمہ یا فعل وہ لفظ ہے جو تنہا اپنے معنی پر دلالت کرے اور ہیئت تصریفی کے اعتبار سے کسی زمانہ پر بھی دلالت کرے جیسے آیا۔ گیا۔ آتا ہے۔ آئیگا۔

ادات یا حرف: وہ لفظ ہے جو نہ تنہا اپنے معنی پر دلالت کر سکے اور نہ زمانہ پر جیسے پر، سے، وغیرہ۔

مفرد : وہ لفظ ہے جس کے جز کی دلالت معنی کے جز پر مقصود نہ ہو جیسے زید، عبداللہ وغیرہ

مرکب : وہ لفظ ہے جس کے جز کی دلالت اس کے معنی کے جز پر مقصود ہو جیسے احمد آیا، زید گیا، وغیرہ

مرکب تام : وہ مرکب لفظ ہے جس سے سننے والے کو کسی چیز کی طلب یا خبر معلوم ہو جیسے استاد آیا، شرارت نہ کرو، سبق یاد کرو، وغیرہ

مرکب ناقص: وہ مرکب لفظ ہے جس سے سننے والے کو کسی چیز کی طلب یا خبر معلوم نہ ہو جیسے میری کتاب، خوبصورت قلم، محنتی لڑکا وغیرہ

خبر : خبر یا قضیہ وہ مرکب تام ہے جو سچ اور جھوٹ دونوں کا احتمال رکھے یا جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں جیسے احمد نے معین المنطق یاد کر لی۔

انشاء : وہ مرکب تام لفظ ہے جو سچ اور جھوٹ کا احتمال نہ رکھے یا جس کے کہنے والے کو سچا جھوٹا نہ کہہ سکیں جیسے وقت ضائع نہ کرو، محنت کرو۔

مرکب تقییدی : وہ مرکب ناقص ہے جس کا جز ثانی پہلے جز کے لئے قید ہو جیسے کتابِ زید۔ قلمِ عمرو وغیرہ

مرکب غیر تقییدی: وہ مرکب ناقص ہے جس کا ثانی جز پہلے جز کیلئے قید نہ ہو جیسے دوات میں، قلم پر وغیرہ۔

مفہوم کی بحث

تمہید : جب ذہن میں کسی چیز کی صورت آتی ہے تو اسی صورت کو اُس چیز کا مفہوم یعنی علم کہتے ہیں۔اس مفہوم کی دو قسمیں ہیں، کلی، جزئی پھر کلی کی دو قسمیں ہیں کلی ذاتی اور کلی عرضی کلی ذاتی کی تین قسمیں ہیں۔جنس۔نوع اور فصل اور کلی عرضی کی صرف دو ہی قسمیں ہیں۔خاصہ اور عرض عام اس طرح کلی کی پانچ قسمیں ہوگئیں۔جنس۔نوع۔فصل۔خاصہ اور عرض عام۔جن کو کلیاتِ خمسہ کہتے ہیں۔کلی کے ان اقسام میں امتیاز کا یہ طریقہ ہے کہ جو صورت اور مفہوم کسی چیز سے ذہن میں آئے تو پہلے یہ خیال رکھنا چاہئے کہ وہ صورت کسی خاص معین شئے سے ذہن میں آئی ہے یا کسی عام شئے سے۔اگر وہ صورت زید۔عمرو، وغیرہ کی طرح کسی خاص شئے سے ذہن میں آئی ہے تو اس کو جزئی کہیں گے اور اگر انسان گھوڑا۔ہاتھی کی طرح کسی عام شے سے ذہن میں آئی ہو جس کے نیچے بہت سے افراد کا تصور کرنا عقلاً درست ہو تو اس کو کلی کہیں گے، پھر کلی کے جو بھی معنی ہوں اس کو ذہن میں الگ اور کلی کے افراد کو الگ اور ان افراد کے معنی کو الگ ذہن میں محفوظ کر کے یہ غور کرنا چاہئے کہ اگر اس کلی کے معنی اور اس کے افراد کے معانی آپس میں متحد ہوں جیسے انسان جس کے معنی حیوانِ ناطق ہیں اور اس کے افراد یعنی زید، عمرو۔وغیرہ کے معانی بھی حیوانِ ناطق ہیں تو اس کو نوع کہیں گے، اور اگر وہ کلی اپنے افراد کے معانی کا جزوَ عام ہو، جیسے حیوان کہ اپنے افراد یعنی انسان[۱] فرس وغیرہ کے معانی کا جزو عام ہے تو اس کو جنس کہیں گے اور اگر اپنے افراد کے معانی کا جزء وخاص ہو جیسے ناطق کہ اپنے افراد زید۔عمرو غیرہ کے معانی کا جزوَ خاص ہو تو اس کو فصل کہیں گے، ان تینوں کو ذاتیات کہتے ہیں، اور اگر وہ کلی اپنے افراد کے معنی کا نہ عین ہو اور نہ جز۔بلکہ مختلف ماہیات کے افراد پر عرضی طور سے صادق آتی ہو جیسے ماشی (چلنے پھرنے والا) جو مختلف الماہیات افرادِ حیوانی پر عرضی طور سے صادق آتی ہے تو اس کو عرض عام کہتے ہیں اور اگر اپنے افراد کے معانی کا نہ عین ہو۔

---

[۱] انسان کے پورے معنی حیوانِ ناطق ہے۔جن میں حیوان عام ناطق خاص ہے۔اس طرح فرس کے پورے معنی حیوان ساہل ہے جن میں حیوان عام اور ساہل خاص ہے۔

نہ جز بلکہ ایک ہی ماہیتہ کے افراد پر عرضی طور سے صادق آتی ہو جیسے ضا حک (ہنسنے والا) جو صرف انسانی افراد پر عرضی طور سے صادق آتی ہے تو اس کو خاصہ کہیں گے، ان دونوں کو عرضیات کہتے ہیں۔

ھدایت: چونکہ منطق میں معقولات اور ذہنی امور سے بحث کی جاتی ہے۔ اور مبتدی طلبہ کو ابتداً بغیر امثلۂ محسوسہ کے معقولات کا ذہن نشین کرانا دشوار امر ہے۔ اس لئے کلیات کے افہام وتفہیم میں منطقی جن امثلہ کو استعمال کرتے ہیں ان کو ایک نقشہ میں الگ اور کلیات خمس کو ایک نقشہ میں الگ یہاں لکھتے ہیں، اساتذہ کرام اس کے مطابق ترتیب وار کلیات اور کلیاتِ خمس طلبہ کو یاد کرائیں۔

نقشہ نمبر۲ کلیات خمس

نقشہ نمبر ۳

ترتیب کلّیات

کلیات	معانی کلیات		افراد کلیات	معانی افرادِ کلیات	
	جنس	فصل		جنس	فصل
انسان	حیوان	ناطق	زید عمر بکر	حیوان حیوان حیوان	ناطق ناطق ناطق
حیوان	جسم نامی	حساس متحرک بالارادۃ	انسان فرس بقر	حیوان حیوان حیوان	ناطق صاہل باقر
جسم نامی	جسم	ذی نماء	حیوانات نباتات	جسم نامی جسم	حساس متحرک بالارادۃ ذی نماء
جسم مطلق	جوہر	قابل الابعاد الثلثۃ	حیوانات نباتات جمادات	جسم نامی جسم جوہر	حساس متحرک بالارادۃ ذی نماء قابل الابعاد الثلثۃ
جوہر	موجود الموجود	قائم بذاۃ لافی موضوع	حیوانات نباتات جمادات ملائکہ	جسم نامی جسم جوہر الموجود	حساس متحرک بالارادۃ ذی نماء قابل الابعاد الثلثۃ لافی موضوع

تعریفات

مفہوم : کسی چیز کی وہ صورت جو ذہن میں آئے۔

جزئی : وہ مفہوم ہے جس کا صدق کثیر افراد پر عقلاً درست نہ ہو جیسے زید، تو، میں۔

کلی : وہ مفہوم ہے جس کا صدق کثیر افراد پر عقلاً جائز ہو جیسے انسان، گھوڑا، ہاتھی۔

کلی ذاتی : وہ کلی ہے جو اپنے افراد کے معانی کا عین یا جزو ہو جیسے۔ انسان حیوان، ناطق۔

کلی عرضی : وہ کلی ہے جو اپنے افراد کے معانی کا عین یا جزو نہ ہو جیسے کاتب۔ ضاحک

نوع : وہ کلی ذاتی ہے جو اپنے افراد کے معانی کا عین ہو جیسے انسان۔ گھوڑا۔ ہاتھی

جنس : وہ کلی ذاتی ہے جو اپنے افراد کے معانی کا جزوِ عام ہو جیسے حیوان (حیوانی افراد کی نسبت)

فصل : وہ کلی ذاتی ہے جو اپنے افراد کے معانی مین سے جزوِ خاص ہو جیسے ناطق (انسانی افراد کی نسبت)

عرض عام : وہ کلی عرضی ہے جو اپنے افراد کے معانی کا نہ عین ہو نہ جزو اور مختلف ماہیات کے افراد پر عرضی طور سے صادق آتی ہو جیسے ماشی (چلنے پھرنے والا۔ حیوانی افراد کی نسبت)

خاصہ : وہ کلی عرضی ہے جو اپنے افراد کے معانی کا نہ عین ہو اور نہ جزو اور صرف ایک ہی ماہیۃ کے افراد پر عرضی طور سے صادق آتی ہو جیسے ضاحک، کاتب (انسانی افراد کی نسبت)

معرّف کی بحث

تمہید : مقدمہ میں تم پڑھ چکے ہو کہ منطق کا موضوع وہ معلوم تصورات و تصدیقات ہیں جن کے ذریعہ سے نامعلوم تصورات و تصدیقات حاصل کئے جاتے ہوں تو اب یاد رکھو کہ جن معلوم تصورات کے ذریعہ سے نامعلوم تصورات حاصل کئے جائیں ان کو معرِف اور جن معلوم تصدیقات کے ذریعہ سے نامعلوم تصدیقات حاصل کئے جائیں ان کو حجۃ کہتے ہیں یہاں ہم معرف سے بحث کرتے ہیں اور حجۃ کی بحث تصدیقات میں آئے گی، اگر ہم عام لوگوں کی روزمرہ کی گفتگو اور آپس کے مباحثوں پر غور کریں تو ہم کو اچھی طرح سے معلوم ہو جائیگا کہ وہ اپنی گفتگوؤں میں اشیاء

کی تعریفیں بھی کرتے ہیں اور اپنے دعووں پر دلائل بھی پیش کرتے ہیں پس یہی تعریفیں معرف اور وہی دلائل حجۃ ہیں۔

مگر چونکہ وہ تعریفیں اور دلائل منطقی اصولوں کے مطابق نہیں ہوتیں اس لئے اکثر ان میں غلطیاں واقع ہوتی ہیں۔ برخلاف ان کے جو شخص منطقی اصول کے مطابق تعریف یا دلیل لائے گا وہ ان غلطیوں سے محفوظ ہوگا۔

کسی چیز کی تعریف کرنے سے قبل اس چیز کی جنس قریب وبعید اور فصل قریب وبعید اور خاصہ میں سے ہر ایک کو ذہن میں ممتاز حیثیت سے تصور کرنا چاہئے اور عموماً تعریفات میں یہی تین کلیات استعمال کی جاتی ہیں۔

اب تعریف میں اگر اس چیز کی جنس قریب وفصل قریب لائی جائے تو اس کو حدِّ تام کہیں گے اور اگر جنس بعید وفصل قریب یا صرف فصل قریب لائی جائے تو اس کو حَدِ ناقص کہیں گے اور اگر جنس قریب وخاصہ لائی جائے تو اس کو رسم تام، اور اگر جنس بعید وخاصہ یا صرف خاصہ لائی جائے تو اس کو رسم ناقص کہیں گے، حسب ذیل تعریفات مع امثلہ سمجھ کر یاد کرو۔

تعریفات

معرِّف : یا قول شارح وہ قول ہے جو کسی چیز پر اس غرض کیلئے بولا جائے کہ اس کا نامعلوم معنی معلوم ہوجائے (معرِّف جس چیز پر بولا جائے اس کو معرَّف یا محدود کہتے ہیں جیسے انسان پر حیوان ِناطق اس غرض سے بولا جاتا ہے کہ اس کا نامعلوم معنی معلوم ہوجائے تو انسان کو معرَّف اور حیوانِ ناطق کو معرِّف یا قول شارح کہیں گے۔

حدِ تام : وہ تعریف ہے جو معرَّف کی جنس قریب اور فصل قریب کو ملا کر کی جائے جیسے انسان کی تعریف میں یوں کہا جائے کہ وہ حیوان ناطق ہے۔

حدِ ناقص : وہ تعریف ہے جو معرَّف کی جنس بعید وفصل قریب سے یا صرف فصل قریب سے کی جائے۔ جیسے انسان کی تعریف جسم ناطق یا صرف ناطق سے کی جائے۔

رسم تام : وہ تعریف ہے جو معرَّف کی جنس قریب وخاصہ سے کی جائے جیسے انسان کی تعریف حیوان ضاحک سے کی جائے۔

رسمِ ناقص : وہ تعریف ہے جو معرف کی جنس بعید وخاصہ سے یا صرف خاصہ سے کی جائے جیسے انسان کی تعریف جسم یا صرف ضاحک سے کی جائے۔

تصدیقات کی بحث

تمہید: معرِّف کی بحث سمجھ کر اب تم کو حجۃ کی بحث شروع کرنی چاہئے تھی مگر چونکہ حجۃ چند قضایا سے ایسے مرکب قول کو کہتے ہیں کہ دوسرے قول (نتیجہ) کو مستلزم ہو اور قضایا کی بہت سی قسمیں ہیں جن کے اختلاف کا اثر حجۃ اور نتیجہ پر پڑنا ضروری ہے اس لئے حجۃ کی بحث سے قبل تم کو قضیہ اور اس کے اقسام کی تعریفیں ذہن نشین کرنا نہایت ضروری ہے۔

قضایا کی بحث

مرکب تام کی تقسیم میں قضیہ کی تعریف تم پڑھ چکے ہو کہ وہ ایسا مرکب تام ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ اب اس کے اقسام لکھے جاتے ہیں۔ قضیہ کے ویسے تو بہت اقسام ہیں مگر تعلیمی سہولت کیلئے ہم پہلے اس کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں۔ حملیہ اور شرطیہ اور ہر ایک کی بحث میں ان کے اقسام اور حالات جدا جدا بیان کرتے ہیں تا کہ یاد کرنے میں تم کو آسانی ہو۔

حملیہ کی بحث

حملیہ وہ قضیہ ہے جس میں دو مفردوں کے درمیان اتحاد یا عدم اتحاد کا حکم کیا گیا ہو جیسے احمد منطقی ہے۔ وہ کاہل نہیں ہے وغیرہ۔

حملیہ کے پہلے جز (محکوم علیہ) کو موضوع اور دوسرے جزؤ (محکوم بہ) کو محمول کہتے ہیں اور دونوں جزؤں کو ربط دینے والی نسبت پر جو شئے دلالت کریگی اس کو رابط۔ اسی موضوع کے اعتبار سے حملیہ کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ شخصیہ یا مخصوصہ جس کا موضوع شخص معین ہو جیسے احمد منطقی ہے۔ وہ بدشوق نہیں ہے۔

۲۔ طبعیہ جس کا موضوع کلی ہو۔ مگر حکم اس کے مفہوم اور طبیعت پر ہو افراد پر نہ ہو جیسے انسان نوع ہے۔ کلی کلی ہے۔ جزئی جزئی نہیں (کیونکہ جزئی کا مفہوم اور طبیعت کلی ہے نہ جزئی)۔

۳۔ مہملہ جس کا موضوع کلی ہو اور حکم اسکے افراد پر ہو مگر جتنے افراد پر حکم لگایا گیا ہو ان کی کمیۃ اور مقدار مذکور نہ ہو جیسے انسان بڑا بے صبر ہے۔ طلبہ کاہل ہوتے ہیں وغیرہ۔

۴۔ محصورہ جس کا موضوع کلی اور حکم اس کے افراد پر ہو اور جتنے افراد پر حکم لگایا گیا ہو ان کی کمیۃ اور مقدار بھی اس میں مذکور ہو جیسے ہر انسان جاندار ہے، بعض طلبہ ذہین ہوتے ہیں۔ بعض ذہین محنت نہیں کرتے۔

تنبیہ : محصورہ میں جو لفظ موضوع کے افراد کی کمیۃ ومقدار پر دلالت کرتا ہے اس کو سور کہتے ہیں۔ جیسے ہر۔ بعض وغیرہ۔

ان چار اقسام میں سے محصورہ ہی سے زیادہ تر کام لیا جاتا ہے جس کی چار قسمیں ہیں۔ موجبہ کلیہ۔ موجبہ جزئیہ۔ سالبہ کلیہ۔ سالبہ جزئیہ۔ نقشہ میں ترتیب سمجھ کر نیچے لکھی ہوئی تعریفیں معہ امثلہ یاد کرو۔

نقشہ نمبر ۴
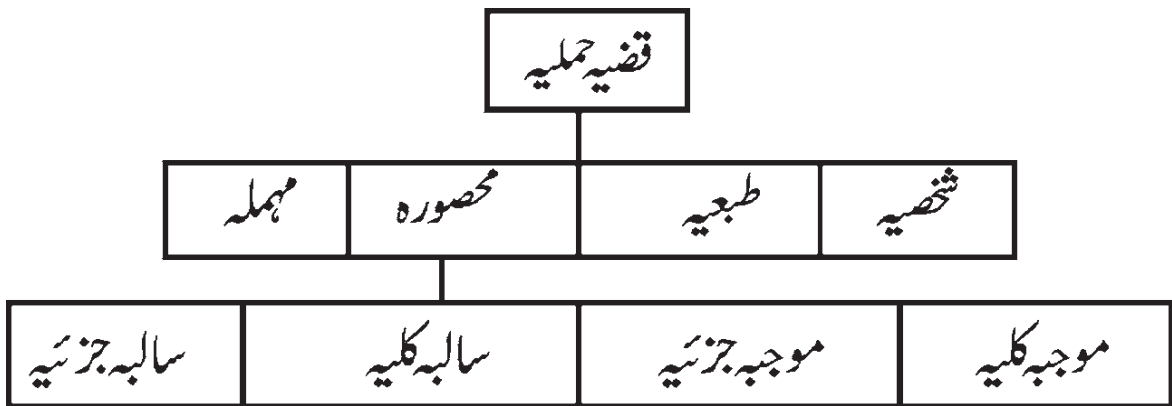
نقشہ نمبر ۵
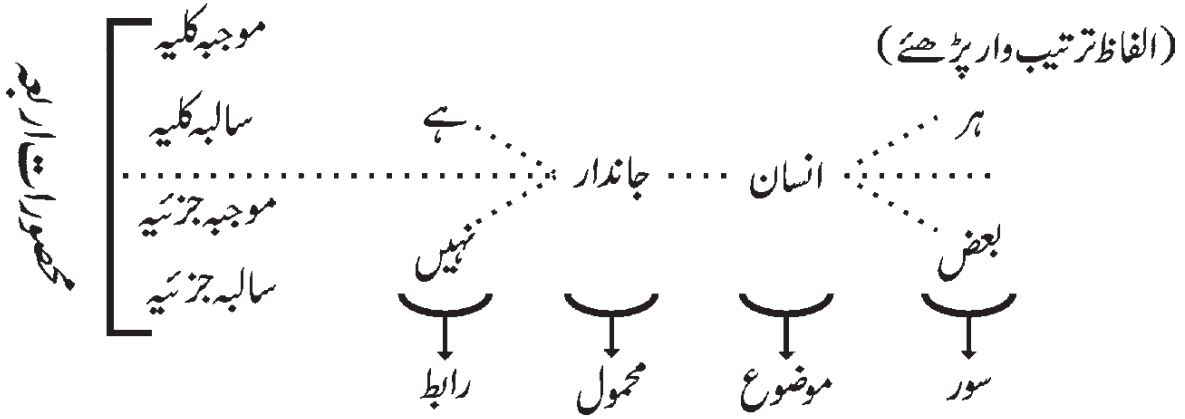
تعریفات

قضیہ : وہ مرکب تام ہے کہ سچ اور جھوٹ دونوں کا احتمال رکھے یا جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں جیسے احمد پاس ہو گیا اس کو خبر بھی کہتے ہیں۔

حملیہ : وہ قضیہ ہے جس میں دو مفردوں کے درمیان اتحاد یا عدم اتحاد کا حکم کیا گیا ہو، جیسے زید کاتب ہے۔ زید جاہل نہیں۔ جن میں سے زید اور کاتب میں اتحاد اور زید اور جاہل میں عدم اتحاد کا حکم دیا گیا ہے۔

شخصیہ : شخصیہ یا مخصوصہ وہ قضیہ ہے جس کا موضوع شخص معین ہو جیسے احمد سمجھ دار ہے۔

طبعیہ : وہ قضیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو مگر حکم افراد پر نہ ہو بلکہ نفس ماہیۃ وطبیعت پر ہو جیسے حیوان جنس ہے یعنی ماہیت حیوان جنس ہے نہ افراد حیوان۔

مہملہ : وہ قضیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم اس کے افراد پر ہو۔ مگر جتنے افراد پر حکم کیا گیا ہے ان کی کمیۃ ومقدار اس میں مذکور نہ ہو جیسے انسان بے صبر ہے، طلبہ محنت کرتے ہیں کیونکہ ان میں بے صبر انسانوں اور محنتی طلبہ کی کمیۃ مذکور نہیں۔

محصورہ : وہ قضیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم موضوع کے ان افراد پر کیا گیا ہو کہ جن کی کمیت ومقدار اس میں مذکور ہو جیسے ہر انسان جاندار ہے یا بعض طلبہ ذہن ہوتے ہیں۔

موجبہ کلیہ : وہ محصورہ قضیہ ہے کہ جس میں موضوع کے تمام افراد کے لئے ثبوت محمول کا حکم

کیا گیا ہو جیسے ہر انسان جاندار ہے۔

موجبہ جزئیہ : وہ محصورہ قضیہ ہے جس میں موضوع کے بعض افراد کے لئے ثبوت محمول کا حکم کیا گیا ہو جیسے بعض انسان سمجھ دار ہیں۔

سالبہ کلیہ : وہ محصورہ ہے جس میں موضوع کے تمام افراد سے محمول کی نفی کا حکم کیا گیا ہو جیسے کوئی انسان پتھر نہیں۔

سالبہ جزئیہ : وہ محصورہ ہے جس میں موضوع کے بعض افراد سے محمول کی نفی کا حکم کیا گیا ہو۔ جیسے بعض طلبہ محنتی نہیں ہوتے۔

قضیہ شرطیہ کی بحث

تمہید : قضیہ شرطیہ عموماً دو قضیوں سے ایسے مرکب قول کا نام ہے جس کے اجزاء کے درمیان ربط واتصال یا جدائی وانفصال کا اظہار مقصود ہوتا ہے واقع میں وہ ربط یا منافات ہو[1] یا نہ ہو قضیہ شرطیہ کے پہلے جُز (شرط) کو مقدم اور دوسرے جز (جزاء) کو تالی کہتے ہیں اور ان دونوں جزؤں میں ربط دینے والے حروف کو ادات اتصال کہتے ہیں۔

شرطیہ کی دو قسمیں ہیں: متصلہ اور منفصلہ۔ کیونکہ شرطیہ کے دونوں اجزاء (مقدم وتالی) میں اگر ارتباط واتصال کا حکم کیا گیا ہو جیسے اگر آفتاب نکلا ہوگا تو دن موجود ہوگا۔ تو اس کو شرطیہ متصلہ کہیں گے اور اگر مقدم وتالی میں جدائی اور منافات کا حکم کیا گیا ہو۔ جیسے یہ عدد جفت ہوگا یا طاق تو اس کو منفصلہ کہیں گے۔

پھر متصلہ کا اتصال وربط اگر واقع میں کسی علاقۂ ربط کی وجہ سے ہو، جیسے اگر آفتاب نکلا ہوگا تو دن موجود ہوگا تو اس کا متصلہ لزومیہ کہیں گے اور اگر مقدم وتالی میں بلا کسی علاقۂ رابط کے محض اتفاقیہ طور سے اتصال کا حکم لایا گیا ہو جیسے اگر آفتاب نکلا ہوگا تو زید سویا ہوگا۔ تو اس کو متصلہ اتفاقیہ کہیں گے۔ اسی طرح منفصلہ کے طرفین میں اگر کسی علاقۂ منافات سے انفصال کا حکم کیا گیا ہو جیسے

---

[1] دیکھئے (اگر زید عالم ہو تو وہ جاہل ہوگا) میں اتصال کا حکم کیا گیا ہے تو متصلہ ہے اور ''زید انسان ہوگا یا حیوان'' میں انفصال کا حکم کیا گیا ہے تو منفصلہ ہے اگرچہ واقع میں دونوں جھوٹے ہیں۔

عددزوج ہوگا یا فردتو اس کومنفصلہ عنادیہ اور اگر ان میں بلا کسی علاقہ منافات کے محض اتفاقیہ انفصال کا حکم کیا گیا ہو، جیسے زید عالم ہوگا یا مؤذن تو اس کامنفصلہ اتفاقیہ کہیں گے۔

شرطیہ منفصلہ کی تین قسمیں ہیں۔ حقیقیہ، مانعۃ الجمع اور مانعۃ الخلو ، اگر مقدم وتالی میں اس درجہ منافات ہو کہ دونوں کسی ایک جگہ جمع نہ ہوسکیں اور نہ ایک شئے سے معاً نفی ہوسکیں جیسے یہ عدد یا زوج ہوگا یا فرد کہ کوئی گنتی (عدد) ایک ساتھ جفت اور طاق بھی نہیں ہوسکتی اور نہ جفت وطاق سے خالی ہوسکتی ہے تو اس کو منفصلہ حقیقیہ کہیں گے۔

اور اگر دونوں میں اس قدر منافات ہو کہ دونوں ایک جگہ جمع نہ ہوسکیں۔ مگر دونوں کی نفی معاً ممکن ہو۔ جیسے یہ شے انسان ہوگی یا پتھر کہ ایک شئے کا انسان اور پتھر ہونا تو ممکن نہیں مگر یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شئے انسان بھی نہ ہو اور پتھر بھی نہ ہو۔ مثلاً لکڑی یا اور شے ہو تو اس کو منفصلہ مانعۃ الجمع کہیں گے، اور اگر دونوں میں منافات اس قدر ہو کہ دونوں ایک ساتھ کسی جگہ جمع تو ہوسکیں مگر دونوں کی معاً نفی نہ ہو۔ جیسے زید دریا میں ہوگا یا غرق نہ ہوگا۔ کہ زید کا دریا میں ہونا اور غرق نہ ہونا تو جمع ہوسکتا ہے کہ پانی میں تیرتا ہو مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ دریا میں بھی نہ ہو اور ڈوب جائے تو اس کو منفصلہ مانعۃ الخلو کہیں گے اس کے متعلق مندرجہ ذیل نقشہ اور تعریفات سمجھ کر یاد کرو۔
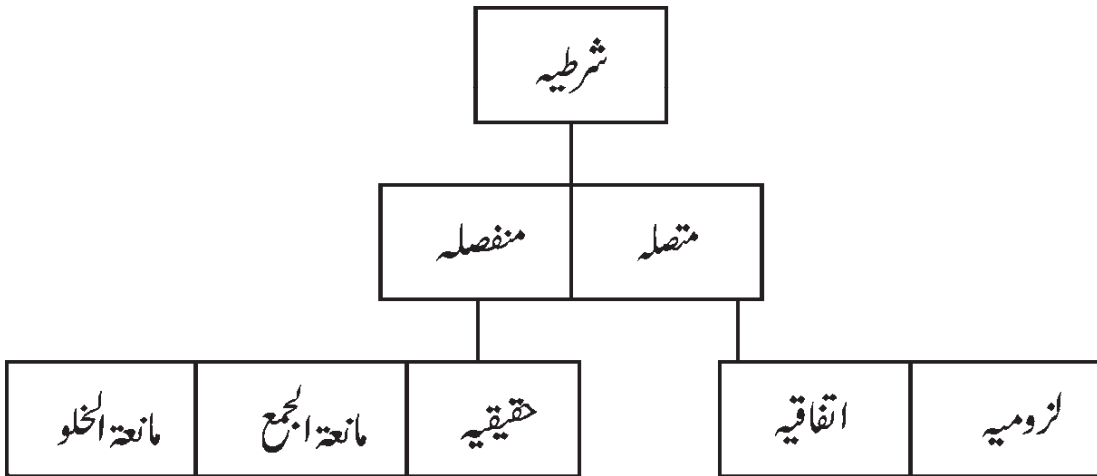
نقشہ نمبر ۷

اگر	آفتاب	نکلا	ہوگا	} مقدم
تو	دن	موجود	ہوگا	} تالی

ادات اتصال وروابط

تعریفات

قضیہ شرطیہ : دو یا زائد قضایا سے ایسا مرکب قول ہے، جس کے اجزاء میں اتصال یا انفصال ظاہر کیا گیا ہو۔

شرطیہ متصلہ : وہ شرطیہ ہے جس کے اجزاء (مقدم وتالی) میں ربط واتصال کا حکم کیا گیا ہو۔ جیسے اگر آفتاب نکلا ہوگا تو دن ہوگا۔

شرطیہ منفصلہ : وہ شرطیہ ہے جس کے مقدم وتالی میں منافات وانفصال کا حکم کیا گیا ہو، جیسے زید عالم ہوگا یا جاہل۔

شرطیہ لزومیہ : وہ شرطیہ متصلہ ہے جس کے مقدم وتالی میں کسی علاقۂ رابطہ سے اتصال کا حکم کیا گیا ہو۔ جیسے اگر آفتاب نکلا ہو تو دن ہوگا۔ آفتاب کے نکلنے اور دن میں ربط وعلاقہ سے اتصال کا حکم کیا گیا ہے۔

متصلہ اتفاقیہ : وہ متصلہ ہے جس کے مقدم وتالی میں بلا کسی علاقۂ رابطہ کے اتصال کا حکم کیا گیا ہو جیسے اگر آفتاب نکلا ہو تو زید سویا ہوگا کہ آفتاب کے نکلنے اور زید کے سونے میں بلا کسی رابطے کے اتصال کا حکم کیا گیا ہے۔

منفصلہ حقیقیہ : وہ منفصلہ ہے جس کے مقدم وتالی میں جمعاً وخلواً معاً منافات کا حکم کیا گیا ہو جیسے عدد جفت ہوگا یا طاق کہ ایک عدد نہ معاً جفت وطاق ہوسکتا ہے اور نہ معاً ان سے خالی ہوسکتا ہے۔

منفصلہ مانعۃ الجمع : وہ منفصلہ ہے جس کے مقدم وتالی میں منافات جمعی کا حکم دیا گیا ہو جیسے

یہ شئ انسان ہوگی یا پتھر۔

منفصلہ مانعۃ الخلو: وہ منفصلہ ہے جس کے مقدم وتالی میں منافات خلوی کا حکم کیا گیا ہو جیسے :زید دریا میں ہوگا یا غرق نہ ہوگا۔

منفصلہ عنادیہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے کہ جس کے طرفین میں کسی علاقۂ منافات کی وجہ سے انفصال کا حکم دیا گیا ہو جیسے عدد زوج ہوگا یا فرد۔

منفصلہ اتفاقیہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے کہ جس کے طرفین میں بغیر کسی علاقۂ منافات کے اتفاقیہ انفصال کا حکم کیا گیا ہو جیسے زید عالم ہوگا یا مؤذن۔

تناقض کی بحث

تمہید: قضایا کی بحث کو یاد کرنے کے بعد تم کو حجۃ کی بحث شروع کرنی تھی مگر حجۃ ودلائل میں بسا اوقات تناقض اور عکس سے بھی کام لیا جاتا ہے جن سے ناواقفیت کی بنا پر تم کو وہاں دقت پیش آتی اس لئے قضایا کی بحث کے ساتھ تم کو پہلے تناقض اور عکس کی بحث بھی یاد کرنا ضروری ہے۔

تناقض: دو قولوں کا آپس میں ایک دوسرے کو توڑنا، مخالف ہونا، ضد ہونا ہے، عدالتوں میں وکیل ، بیرسٹر، جو گواہوں یا مدعی اور مدعا علیہ کے بیان پر جرح کرتے ہیں، اس میں وہ زیادہ تر اسی تناقض سے کام لیتے ہیں یعنی مقابل کے ایک بیان کو دوسرے بیان سے متناقض اور مخالف ظاہر کرتے ہیں، تاکہ اس کے قول کی غلطی اور اپنے مدعی کی صحت ثابت ہوجائے منطقی اصطلاح میں تناقض دو قضیوں کے اس ایجابی وسلبی اختلاف کو کہتے ہیں کہ جس کی وجہ سے ہر ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو اور ہر ایک کا کذب دوسرے کے صدق کو مستلزم ہو مثلاً زید عالم ہے، زید عالم نہیں۔ ان دونوں قضیوں میں ایجاب وسلب کے اعتبار سے اس طرح اختلاف ہے کہ ان میں سے ایک قضیہ سچا تصور کیا جائے تو دوسرے کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے اور جس کو جھوٹا تصور کیا جائے تو دوسرے کا سچا ہونا لازم آتا ہے بس اس اختلاف کو تناقض اور ہر ایک قضیہ کو دوسرے کی نسبت نقیض کہتے ہیں اور دونوں قضیوں کو متناقضین۔

اہل فن نے تجربہ کے بعد تحقق تناقض کیلئے چند شرائط وقیود مقرر کی ہیں جن کے بغیر نقیض درست نہیں نکلتی (۱) ہر دو متناقض قضیوں کا کیف یعنی ایجاب وسلب میں مختلف ہونا (۲) کم'' یعنی کلیۃ وجزئیت میں مختلف ہونا، (۳) مندرجہ ہر دو اختلافات کے علاوہ دونوں قضیوں کا ہر حیثیت سے متحد ہونا ضروری ہے مثلا ہر دو قضیوں کا موضوع ایک محمول ایک مکان ایک زمانہ ایک ہوں وغیرہ جن کو ایک شاعر نے حسب ذیل قطعہ میں جمع کیا ہے۔

در تناقض ہشت وحدت شرط داں وحدت موضوع ومحمول ومکاں
وحدت شرط واضافت جزء وکل قوت وفعل است درآخر زماں

تناقض کے متعلق چند ضروری ضوابط

تناقض : دو قضیوں کا صرف ایجاب وسلب اور کلیۃ وجزئیۃ میں اس طور سے مختلف ہونا کہ ہر ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو چاہے۔

شرائط تناقض : مخصوصہ قضایا میں اختلاف کیف اور وحدات ثمانیہ اور محصورہ میں ان کیساتھ اختلاف کم بھی شرط ہے۔

وحدات ثمانیہ : یعنی ہر دو متناقض قضایا کا آٹھ امور (موضوع، محمول، مکان، زمان، شرط، اضافت، جزء وکل، قوت وفعل) میں متحد ہونا۔

اساتذہ کرام امثلہ میں سمجھائیں یعنی ان آٹھ امور میں سے اگر کسی ایک امر میں بھی وحدت نہ رہے تو تناقض نہ رہے گا، اور دونوں قضیے ایک ساتھ صادق ہوسکیں گے، مثلا زید کاتب ہے، عمرو کاتب نہیں، زید کاتب ہے، زید عالم نہیں، زید تاجر ہے بازار میں، زید تاجر نہیں مسجد میں، زید کاتب ہے بشرط قلم، زید کاتب نہیں بعدم قلم، زید باپ ہے اپنے بیٹے کی نسبت، زید باپ نہیں غیر بیٹے کی نسبت، آم کھایا جاتا ہے بعض، آم نہیں کھایا جاتا کل، یہ بچہ عالم ہے بالقوہ، یہ بچہ عالم نہیں بالفعل، زید سوتا ہے رات کو، زید نہیں سوتا دن میں۔

دیکھئے ان آٹھ مثالوں میں ہر دو قضیوں میں ایجاب وسلب کا اختلاف پائے جانے پر بھی

تناقض نہیں کیونکہ اول مثال میں وحدت موضوع نہیں دوم میں وحدت محمول نہیں، سوم میں وحدت مکان نہیں، چہارم میں وحدت شرط نہیں، پنجم میں وحدت نسبت واضافت نہیں، ششم میں وحدت کل یا جز نہیں، ہفتم میں وحدت قوت یا فعل نہیں، ہشتم میں وحدت زمانہ نہیں ۱۲منہ۔

موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ آئے گی، جیسے ہر انسان جاندار ہے کی نقیض ''بعض انسان جاندار نہیں'' آئے گی۔

موجبہ جزئیہ کی نقیض سالبہ کلیہ آئے گی، جیسے بعض انسان عقلمند ہیں کی نقیض ''کوئی انسان عقل مند نہیں'' آئے گی۔

عکس کی بحث

تمہید: عکس کے معنی الٹنے پلٹنے کے ہیں یعنی قضیہ کے پہلے جز کو دوسرے جز کی جگہ اور دوسرے جز کو پہلے جز کی جگہ لیجانا مگر اس الٹ پھیر میں یہ ملحوظ رہے کہ اصل قضیہ کی کیف اور صدق عکس میں بھی محفوظ رہے مثلاً اصل قضیہ سچا ہو تو اس کا عکس بھی سچا ہوگا اور اگر اصل موجبہ ہو تو اس کا عکس بھی موجبہ ہوگا۔ اس کے متعلق مندرجہ ذیل ضوابط یاد رکھو۔

عکس کے متعلق چند ضروری ضوابط

عکس : قضیہ کے دونوں طرفوں کو اس طرح ادل بدل دینا کہ اصل کا صدق وکیف عکس میں بدستور رہے۔

موجبہ کلیہ : کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے مثلاً ہر انسان جاندار ہے کا عکس بعض جاندار انسان ہیں، آئے گا۔

موجبہ جزئیہ : کا عکس موجبہ جزئیہ ہی آتا ہے مثلاً بعض طلبہ ذہین ہوتے ہیں کا عکس، بعض ذہین طلبہ ہوتے ہیں، آئیگا۔

سالبہ کلیہ : کا عکس سالبہ کلیہ ہی آتا ہے مثلاً کوئی انسان پتھر نہیں کا عکس کوئی پتھر انسان نہیں، آئے گا۔

سالبہ جزئیہ : کا عکس سالبہ جزئیہ ہی آتا ہے مگر ہر جگہ اس کے درست آنے کی ذمہ داری منطقی نہیں لیتے ہیں۔ مثلاً بعض حیوان انسان نہیں، صحیح ہے مگر بعض انسان حیوان نہیں، غلط ہے

فائدہ : عکس کی دو قسمیں ہیں۔ عکس مستوی اور عکس نقیض۔ اوپر عکس کی جو تعریف اور بیان تم نے پڑھا یہ عکس مستوی کا بیان تھا۔ اس کا پورا بیان اور عکس نقیض کا پورا بیان بڑی کتابوں میں تم پڑھوگے، یہاں اتنا یاد رکھو کہ اگر عکس نقیض بنانا ہو تو پہلے قضیہ کے دونوں طرفوں کو ان کے نقیض سے بدلو پھر ہر دو نقیضوں کو عکس مستوی کی طرح ایک دوسرے کی جگہ لے جاؤ مثلاً ہر انسان سمجھدار ہے کا عکس نقیض ہر غیر سمجھدار غیر انسان ہے، آئے گا۔

حجۃ کی بحث

تمہید : چونکہ قضایا کی بحث تم نے سمجھ کر یاد کر لی ہے اس لئے اب تصدیقات کی اصلی غرض یعنی بحثِ حجۃ شروع کی۔ حجۃ غلبہ کو کہتے ہیں چونکہ دلیل کے ذریعہ سے انسان اپنے مقابل پر غالب آتا ہے اس واسطے دلیل کو بھی حجۃ کہتے ہیں جن تصدیقات معلومہ کے ذریعہ تصدیقات مجہولہ حاصل کئے جاتے ہیں انکو حجۃ کہتے ہیں۔

حجۃ کی تین قسمیں ہیں یا یوں سمجھو کہ نامعلوم تصدیق کے حصول کے تین طریقے ہیں قیاس، استقراء اور تمثیل چونکہ قیاس کی بحث میں نسبتاً طوالت تھی اور مبتدیوں کو ابتداً جزئیات و تمثیلات کے ذریعہ سے کلیات کی طرف تدریجی ارتقاء دینا تعلیمی حیثیت سے مفید تھا اس لئے تمثیل اور استقراء کا بیان قیاس سے پہلے رکھا جاتا ہے۔

تمثیل

ایک جزئی کے حال سے دوسری جزئی کے حال پر کسی علۃ مشترکہ کی وجہ سے دلیل لانا تمثیل کہلاتا ہے، مثلاً تم چاہتے ہو کہ اپنے مقابل سے تاڑی کی حرمت منواؤ تو پہلے تم ایسی چیز کی تلاش کروگے جو تاڑی کیساتھ ایسے وصف میں شریک ہو جو حرمت کا سبب ہو۔ مثلا تلاش سے شراب تم کو ایسی چیز ملی کہ وہ بھی حرام ہے اور حرمت کا سبب سکر ''بیہوشی'' تھا جو تاڑی میں بھی پایا جاتا

ہے اب تم نے اپنے مقابل سے کہا کہ تاڑی حرام ہے کیونکہ شراب حرام ہے اور دونوں کا حکم (حرمۃ) اس واسطے مشترک ہے کہ حکم کی علۃ (سکر) دونوں میں مشترک ہے تمثیل میں جس شئ کا حکم مطلوب ہوتا ہے (تاڑی) اس کو فرع اور مقیس کہتے ہیں اور جس شئ کے حکم سے مطلوب حکم حاصل کیا جاتا ہے (شراب) اس کو اصل اور مقیس علیہ کہتے ہیں اور جو حکم (حرمۃ) فرع میں ثابت کیا جاتا ہے وہ حکم ہی کہلاتا ہے اور جس علۃ اور سبب سے اصل وفرع میں حکم لگایا جاتا ہے اس کو علۃ الحکم کہتے ہیں۔ علم اصول فقہ میں یہی تمثیل قیاس کہلاتا ہے۔

نقشہ نمبر ۸

	فرع	حکم		علۃ الحکم
فرع اور مقیس	تاڑی	حرام ہے	کیونکہ	نشہ کی وجہ سے
اصل اور مقیس علیہ	شراب	حرام ہے		نشہ کی وجہ سے

استقراء

تمہید : استقراء : تلاش، تتبع، جستجو کو کہتے ہیں۔

یہاں استقراء سے یہ مراد ہے کہ کسی کلی کے افراد میں تتبع اور تلاش کے بعد کوئی صفت اور حکم معلوم کرنا پھر اس حکم کو اس کلی کے سارے افراد پر جاری کرنا مثلاً حبشی، رومی، ترکی، افغانی، بخاری کلیات ہیں ان میں ہر ایک کے اکثر افراد کو ہم نے کسی مخصوص صفت سے موصوف پایا یعنی جتنے حبشی ملے وہ سیاہ رنگ کے تھے، جتنے رومیوں کو دیکھا وہ گورے تھے، جتنے ترکوں اور افغانی سے سابقہ پڑا ان کو بہادر پایا جتنے بخاریوں کو دیکھا ان کو مؤدب پایا۔ اب اگر ان تجربات کے بعد ہم ان کلیات کے تمام افراد پر کلی حکم لگا کر یوں کہیں کہ ہر حبشی سیاہ ہوتا ہے، اور ہر رومی گورا ہوتا ہے، ہر ترک وافغان بہادر ہوتا ہے، ہر بخاری مؤدب ہوتا ہے کیونکہ ہم نے ان کے اکثر افراد کو انہی اوصاف سے موصوف پایا ہے تو یہی دلیل استقراء کہلائے گی استقراء میں جو حکم کلی پر لگایا جاتا ہے

اگر وہ اس کلی کے اکثر افراد کے تتبع سے حاصل کیا گیا ہوتو اس کو استقرائے ناقص کہتے ہیں اور اگر تمام افراد کے تتبع سے حاصل کیا گیا ہوتو اس کو استقرائے تام کہتے ہیں۔

تعریفات

حجۃ : وہ معلوم تصدیقات ہیں جن کے ذریعے سے نامعلوم تصدیقات حاصل کیے جائیں۔

تمثیل: کسی ایک جزئی سے دوسری جزئی پر بواسطۂ علۃ مشترکہ کے دلیل لانا مثلاً شراب کی حرمت سے تاڑی کی حرمت پر بواسطہ علۃ مشترکہ (سکر) دلیل لانا۔

استقراء تام : کسی کلی کے تمام افراد پر وہ حکم لگانا جو اس کے تمام افراد کے تتبع سے حاصل کیا گیا ہو اس کی مثال صرف ایسی کلی میں مل سکے گی جس کے افراد محدود ہوں۔

اِستقراء ناقص : کسی کلی کے تمام افراد پر وہ حکم لگانا جو اس کے اکثر افراد کے تتبع سے حاصل کیا گیا ہو مثلاً ہر حیوان کھاتے وقت نیچے کا جبڑا ہلاتا ہے کیونکہ یہ حکم اکثر حیوانات کے تتبع سے حاصل کیا گیا ہے۔

تمثیل واستقراء کا حکم : تمثیل واستقراء ناقص مفید ظن اور استقراء تام مفید یقین ہے۔

قیاس کی بحث

تمہید : نامعلوم تصدیقات کے حصول کا تیسرا طریقہ قیاس ہے اور یہی حصول تصدیقات کا بہترین طریقہ ہے جس کے ضوابط اور طریقہ استدلال سے واقفیت ہر منطقی کیلئے ضروری ہے۔ قیاس کے متعلق پوری تفصیل تو آئندہ بڑی کتابوں میں تم پڑھو گے، یہاں قیاس کے متعلق چند ضروری امور اختصاراً لکھے جاتے ہیں۔ انہیں خوب یاد رکھو تا کہ آئندہ مشکل مضامین کے سمجھنے میں تم کو دقت نہ ہو۔

قیاس عموماً دو یا زائد قضایا سے ایسے مرکب قول کو کہتے ہیں جس کے تسلیم کرنے پر دوسرے

قول کا تسلیم کرنا لازم آئے اس دوسرے قول کو نتیجہ کہتے ہیں قیاس کی دو قسمیں ہیں قیاس اقترانی اور قیاس استثنائی۔ اگر قیاس میں مطلوب تصدیق (نتیجہ) یا اس کی نقیض اپنی پوری شکل و ہیئت کے ساتھ قیاس میں موجود ہو تو اس کو قیاس استثنائی کہتے ہیں ورنہ اقترانی۔

چونکہ قیاس اقترانی حصولِ تصدیقات کا زیادہ مروج اور مفید طریقہ ہے، اس لئے اس کا بیان قیاس استثنائی سے مقدم لانا بہتر ہے۔

قیاس اقترانی کی بحث

تمہید : قیاس اقترانی وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ اپنی پوری شکل و ہیئت کے ساتھ موجود نہ ہو بلکہ منتشر طور سے بکھرا ہوا ہو جیسے عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے جس کا نتیجہ "عالم حادث ہے" اپنی پوری شکل سے اس قیاس میں موجود نہیں ہے بلکہ ایک جز صغریٰ میں اور دوسرا کبریٰ میں ہے۔

جب کسی نا معلوم تصدیق کو بذریعہ قیاس اقترانی تم حاصل کرنا چاہو یا کسی تصدیق پر یقین لانے کا ارادہ رکھو تو پہلے اس تصدیق کے تمام اجزاء ممتاز حیثیت سے اپنے ذہن میں تصور کرو، مثلاً یہ موضوع ہے وہ محمول ہے اور یہ حکم ہے اور پھر حکم کے متعلق اچھی طرح سے غور کرو کہ موضوع پر محمول کا یہ حکم کس علۃ اور سبب سے لگایا جا سکتا ہے غور و فکر سے اس حکم کا جو بھی سبب تم کو معلوم ہو جائے بس وہی شئے حقیقتاً اس حکم کی دلیل اور حجۃ ہے اب تمہارے ذمہ صرف یہ کام باقی رہ گیا کہ تم ان معلومات کو منطقی اصول کے مطابق ترتیب دے کر اپنے دعوے پر استدلال قائم کرو۔

جس کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے اپنے ذہنی معلومات پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ ذہن میں تین معلومات جمع ہیں مطلوب تصدیق کا موضوع جس کو اصغر کہتے ہیں اور محمول جس کو اکبر کہتے ہیں اور تیسری وہ علت اور سبب جس کو غور کرنے پر تم نے علۃ الحکم ٹھہرایا تھا جس کو حدِ اوسط بھی کہتے ہیں۔

اب ان تین معلومات سے اس طرح دو قضیے بناؤ کہ حد اوسط کو اصغر سے ملا کر ایک قضیہ بناؤ

پھر اسی حدِ اوسط کو اکبر سے ملا کر دوسرا قضیہ بناؤ۔

بس انہی دو قضیوں کو ملا کر جب بولو گے تو اس کو قیاس کہیں گے اور ان میں سے مکرر جز (حداوسط) کو گرا کر باقی اصغر اور اکبر کو جب ملاؤ گے تو تیسرا قضیہ بن جائے گا یہی تیسرا قضیہ نتیجہ اور مطلوب کہلائے گا۔

مثلاً تم کو احمد کے مولوی ہونے پر تصدیق مطلوب ہے تو تم نے پہلے اپنے ذہن میں مولوی ہونے کی علۃ اور سبب تلاش کر لیا تو معلوم ہوا کہ ذہین ہونا اور محنت کرنا مولوی ہونے کی اصلی علۃ ہے جو احمد میں کافی طور سے موجود ہے اب تمہارے ذہن میں تین چیزیں جمع ہو گئیں اصغر (احمد) اکبر (مولوی) اور حداوسط (ذہین اور محنتی) تو تم نے ان تینوں سے اس طرح دو قضیئے بنائے کہ احمد ذہین و محنتی ہے اور جو ذہین و محنتی ہو گا وہ مولوی ہو گا۔ تو حداوسط (مکرر جزء) کے گرانے کے بعد اصغر (احمد) اکبر (مولوی ہوگا) کے ملانے سے تیسرا قضیہ احمد مولوی ہوگا بن گیا اور یہی نتیجہ اور مطلوب تھا۔

قیاس کے دو قضیوں میں سے جس میں اصغر ہو اس کو صغریٰ اور جس میں اکبر ہو اس کو کبریٰ کہتے ہیں تمہاری سہولت کیلئے یہاں ایک نقشہ تیار کیا جاتا ہے نقشہ میں صغریٰ اور کبریٰ دو متقاطع لائنیں دکھائی گئی ہیں جس کیوجہ سے شکل کی چار شاخیں بن گئی ہیں ان چار شاخوں میں سے جن دو شاخوں میں حداوسط (مکرر جزؤ) ہو ان دونوں کو کاٹ کر باقی دو شاخوں (اصغر و اکبر) کو ملا کر نتیجہ سمجھو۔

اساتذہ کرام اس شکل کے ذریعہ سے طلبہ کو اشکال اربعہ کی مشق اسطرح کرائیں کہ پہلے سلیٹ یا کاغذ پر اسی طرح چار عدد خالی اشکال کی بنوائیں اور طلبہ سے مختلف امثلہ میں اس کی خانہ پری کروا کر اشکال اربعہ کی مثالیں تیار کرائیں البتہ پہلے یہ ہدایت کریں کہ خانہ پری کے وقت یہ خیال رکھو کہ شکل اول کا نتیجہ سامنے والے شاخوں میں اور دوم کا دائیں والے شاخون میں اور ثالث کا بائیں والے اور چہارم کا نیچے والے شاخوں میں آنا چاہئے۔
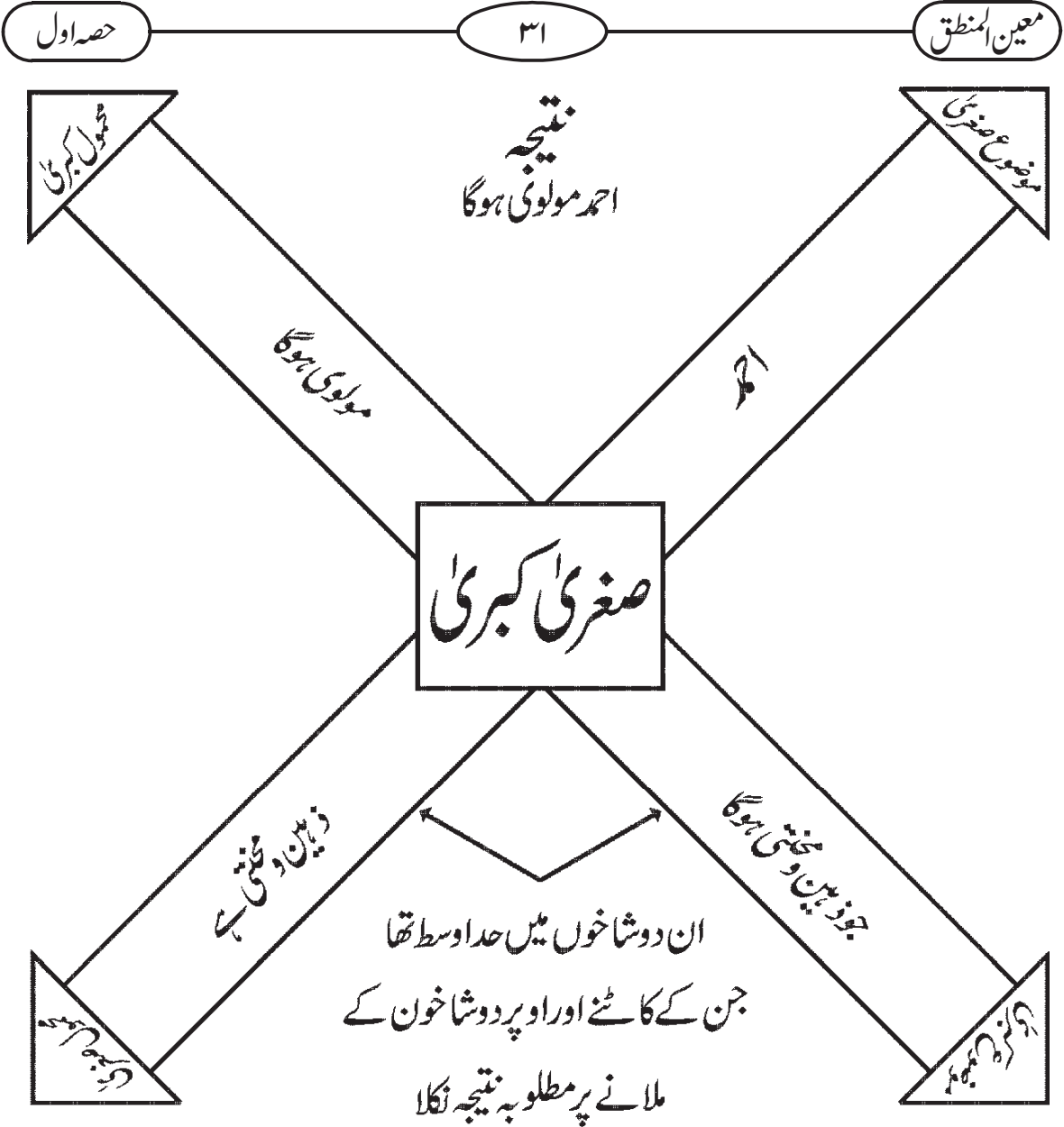
تعریفات

قیاس : قیاس دو یا زائد قضایا سے ایسا مرکب قول ہے کہ جس کے تسلیم کرنے سے دوسرا قول لازم آئے جیسے، زید نیک اخلاق ہے اور ہر نیک اخلاق ہر دلعزیز ہے، سے زید ہر دلعزیز ہے لازم آیا۔

قیاس استثنائی : وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ اپنی پوری شکل وہیئۃ کے ساتھ موجود ہو جیسے ''اگر آفتاب نکلا ہو تو دن ہوگا لیکن آفتاب نکلا ہے'' میں نتیجہ ''تو دن ہوگا''۔ موجود ہے۔

قیاس اقترانی : وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ اپنی پوری شکل وہیئۃ کے ساتھ موجود نہ ہو جیسے ''عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے'' میں نتیجہ ''عالم حادث ہے'' اپنی پوری شکل کیساتھ موجود نہیں۔

اصغر : مطلوب تصدیق کے موضوع کو اصغر کہتے ہیں۔

اکبر : مطلوب تصدیق کے محمول کو اکبر کہتے ہیں۔

حداوسط : مطلوب تصدیق کی علۃ الحکم یا قیاس کے ہر دو قضایا میں جزء مکرر کو حدِ اوسط کہتے ہیں۔

صغریٰ: قیاس کا وہ قضیہ (مقدمہ) جس میں اصغر ہو، اس کو صغریٰ کہتے ہیں۔

کبریٰ : قیاس کا وہ قضیہ (مقدمہ) جس میں اکبر ہو اس کو کبریٰ کہتے ہیں۔

نتیجہ : قیاس کے مقدمتین سے حداوسط کے گرانے کے بعد اصغر و اکبر کے جوڑنے سے جو قضیہ بنتا ہے اسکو نتیجہ کہتے ہیں۔

صورۃ القیاس

تمہید : جس طرح مکان بنانے والا مکان بنانے سے قبل غور کرتا ہے کہ مکان لکڑی کا بنایا جائے یا اینٹ اور پتھر کا۔ اس کے بعد یہ غور کرتا ہے کہ مکان کس وضع اور کس نقشہ پر بنایا جائے، پہلا غور جو وہ کرتا ہے وہ مکان کے مادہ کے متعلق ہوتا ہے یعنی کن اجزاء سے مکان بنایا جائے دوسرا غور صورت وہیئت کے متعلق ہوتا ہے یعنی کس وضع اور نقشہ پر بنایا جائے۔ ٹھیک اسی طرح قیاس کے بنانے والے کیلئے بھی ضروری ہے کہ قیاس کے بنانے سے قبل مادۃ القیاس پر غور کرے کہ قیاس کن قضایا سے بنایا جائے اور پھر صورۃ القیاس پر غور کرے کہ کس شکل وصورت سے قیاس کے اجزاء جوڑے جائیں۔ ہم پہلے صورۃ القیاس کے متعلق بحث کرتے ہیں۔

تم نے اوپر پڑھا ہے کہ قیاس کے بنانے سے پہلے ذہن میں تین چیزوں کا جدا جدا تصور کرنا ضروری ہے (۱) موضوع مطلوب "اصغر" (۲) محمول مطلوب "اکبر" (۳) علۃ الحکم "حداوسط" اب ان تینوں اجزاء سے جب تم قیاس کیلئے مندرجہ بالا ترکیب سے دو قضیئے بناؤ گے تو حداوسط کو اصغر واکبر کیساتھ مقدم یا مؤخر ملانے سے جو بھی صورت یا ہیئت پیدا ہوگی اس کو شکل کہیں گے جس کی چار صورتیں ہوسکتی ہیں (۱) حداوسط محمول صغریٰ وموضوع کبریٰ ہو (۲) حداوسط محمول صغریٰ وکبریٰ ہو (۳) حداوسط موضوع صغریٰ وکبریٰ ہو (۴) حداوسط موضوع صغریٰ ومحمول کبریٰ ہو۔ یہی چار صورتیں اشکالِ اربعہ کہلاتی ہیں اور جب تم قیاس اقترانی کے ذریعہ سے نا معلوم

تصدیق حاصل کرنا چاہو تو ان میں سے کسی ایک شکل پر قیاس بنا کر مطلوب تصدیق حاصل کر سکتے ہو مگر یہ یاد رہے کہ اہل فن نے بعد تجربہ ان میں سے ہر ایک کیلئے کچھ قیود وضوابط مقرر کئے ہیں جن کے بغیر نتیجہ کی صحت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

چونکہ اشکال اربعہ اور ان کے شرائط وقیود کا بیان ایک مفصل بحث پر موقوف تھا جس کی گنجائش اس مختصر رسالہ میں نہ تھی اور حصول مطلب کیلئے شکل اول ہی آسان اور مروج تھی اس لئے یہاں اشکال اربعہ کا ایک مجمل خاکہ نقشہ کے ذریعہ سے پیش کیا گیا ہے اور شکل اول کا مختصر بیان مع شرائط کے تحریر کیا جاتا ہے ان کو خوب سمجھ کر یاد کر لو باقی مفصل بیان بڑی کتابوں میں آئیگا۔

شکل اول کی صحت انتاج کیلئے ضروری ہے کہ صغریٰ موجبہ اور کبریٰ کلیہ ہو محصورہ قضیہ کے چار اقسام میں سے اگر ہر ایک قضیہ کو صغریٰ فرض کر لیں اور ہر ایک صغریٰ کے ساتھ چاروں محصوروں کے چار کبریٰ ملائے جائیں تو اس طرح صغریات وکبریات کے ملانے سے ہر شکل میں سولہ صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں مگر ہر شکل کے قیود وشرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے بہت سی صورتیں ساقط ہو جاتی ہیں مثلاً شرائط کے مطابق شکل اول میں صرف چار صورتیں شکل ثانی میں بھی چار ثالث میں چھ اور رابع میں آٹھ صورتین صحیح باقی ساقط ہو جاتی ہیں صحیح صورتوں کو ضروب منتجہ اور غیر صحیح ساقط کو عقیمہ کہتے ہیں اب ان اشکال میں بلحاظ شرائط ضروب منتجہ یا عقیمہ کو معلوم کرنے کیلئے ایک نقشہ دیا گیا ہے جس میں محصورات اربعہ میں سے ہر ایک صغریٰ کے ساتھ محصورات اربعہ کے چاروں کبریٰ ملا کر کل سولہ صورتیں پیدا ہو گئی ہیں ان میں جو صورت (ضرب) شرائط کی مطابقت کی وجہ سے صحیح نتیجہ دینے والی ہے اس کو منتج اور جو عدم مطابقت شرائط کے سبب سے غیر منتج ہے اس کے خانے کو خالی چھوڑ دیا گیا ہے۔

پھر ضروب منتجہ میں سے ہر ایک نتیجہ کی نوعیت کو دوسرے خانہ میں رموز سے ظاہر کی گئی ہے مثلاً موجبہ کلیہ کیلئے مک سالبہ کلیہ کیلئے سک موجبہ جزئیہ کیلئے مج اور سالبہ جزئیہ کیلئے سج رموز لکھے گئے ہیں اور ہر شکل کے انتہائی خانہ میں اس کے شرائط درج ہیں۔ اساتذہ کرام طلبہ سے ہر ضرب کی انتاج اور عقم کی وجہ دریافت کر کے شرائط ضروب کی مشق کرائیں۔

نقشہ نمبر ۱۰ ضروب محتملہ منتجہ وعقیمہ متعلقہ اشکال اربعہ

ضروب محتملہ		شکل اول		شکل دوم		شکل سوم		شکل چہارم	
صغریات	کبریات	منتجہ یا عقیم	نوعیۃ منتجہ	منتجہ یا عقیم	نوعیۃ منتجہ	منتجہ یا عقیمہ	نوعیۃ منتجہ	منتجہ یا عقیمہ	نوعیۃ منتجہ
موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	منتجہ	مک			منتجہ	مج	منتجہ	مج
〃	موجبہ جزئیہ					منتجہ	مج	منتجہ	مج
〃	سالبہ کلیہ	منتجہ	سک	منتجہ	مک	منتجہ	سج	منتجہ	سج
〃	سالبہ جزئیہ					منتجہ	سج	منتجہ	سج
موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	منتجہ	مج			منتجہ	مج		
〃	موجبہ جزئیہ								
〃	سالبہ کلیہ	منتجہ	سج	منتج	سج	منتجہ	سج	منتجہ	سج
〃	سالبہ جزئیہ								
سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ			منتج	سک			منتجہ	سک
〃	موجبہ جزئیہ							منتجہ	سج
〃	سالبہ کلیہ								
〃	سالبہ جزئیہ								
سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ			منتجہ	سج			منتجہ	سج
〃	موجبہ جزئیہ								
〃	سالبہ کلیہ								
〃	سالبہ جزئیہ								
شرائط اشکال اربعہ		ایجاب صغریٰ کلیۃ کبریٰ		اختلاف مقدمتین در ایجاب وسلب وکلیۃ کبریٰ		ایجاب صغریٰ وکلیۃ احد المقدمتین		احد الامرین یا موجبہ بودن ہر دو باکلیۃ صغری یا اختلاف ہر دو درکیف وکلیۃ یکے	

نقشہ نمبر ۱۱ جدول اشکال اربعہ مع شرائط وعدد ضروب منتجہ وامثلہ صرف ایک ایک ضرب میں

اشکال اربعہ	کیفیت وضع اوسط باصغر واکبر	امثلہ			شرائط و ضوابط	عدد ضروب منتجہ
		صغریات	کبریات	نتائج		
اول	حداوسط محمول صغریٰ وموضوع کبریٰ	ہرانسان جاندار ہے	ہر جاندار جسم ہے	ہرانسان جسم ہے	ایجاب صغریٰ وکلیہ کبریٰ	۴
دوئم	حداوسط محمول صغریٰ وکبریٰ	ہرانسان جاندار ہے	کوئی پتھر جاندار نہیں	کوئی انسان پتھر نہیں	کلیۃ کبریٰ واختلاف مقدمتین در کیف	۴
سوئم	حداوسط موضوع صغریٰ وکبریٰ	ہرانسان جاندار ہے	ہرانسان سمجھ دار ہے	بعض جاندار سمجھدار ہیں	ایجاب صغریٰ وکلیۃ احد المقدمتین	٦
چہارم	حداوسط موضوع صغریٰ ومحمول کبریٰ	ہرانسان جاندار ہے	ہر ناطق انسان ہے	بعض جاندار ناطق ہیں	اختلاف مقدمتین در کیف با کلیۂ یک یا کلیۂ صغریٰ باموجبیت ہر دو	۸

نقشہ نمبر ۱۲ جدول امثلہ ضروب منتجہ شکل اول مع شرائط

صغریات	کبریات	نتائج	امثلہ کبریات	امثلہ صغریات	امثلہ نتائج	شرائط
موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	ہرانسان جاندار ہے	ہر جاندار جسم ہے	ہرانسان جسم ہے	ایجاب صغریٰ وکلیۂ کبریٰ
موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	ہرانسان جاندار ہے	کوئی جاندار پتھر نہیں	کوئی انسان پتھر نہیں	ایجاب صغریٰ وکلیۂ کبریٰ
موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	بعض جاندار انسان ہیں	ہرانسان ناطق ہے	بعض جاندار ناطق ہیں	ایجاب صغریٰ وکلیۂ کبریٰ
موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	بعض جاندار انسان ہیں	کوئی انسان پتھر نہیں	بعض جاندار پتھر نہیں	ایجاب صغریٰ وکلیۂ کبریٰ

تعریفات

صورۃ القیاس : قیاس کی ترکیبی کیفیت وہیئۃ کوصورۃ القیاس کہتے ہیں۔

مادۃ القیاس : جن قضایا سے قیاس مرکب ہوتا ہے وہ مادۃ القیاس کہلاتے ہیں۔

شکل : وہ ہیئۃ ترکیبی جو قیاس کے مقدمتین کو بواسطہ وضع اوسط حاصل ہو شکل کہلاتا ہے۔

شرائط شکل : وہ قیود وضوابط جن کی مطابقت پر شکل کی صحت انتاج موقوف ہو۔

ضروب منتجہ : ہر شکل میں مخصوص ہیئۃ ترکیبی جو بوجہ موافقت شرائط صحت انتاج کی کفیل ہوتی ہے۔

شکل اول : جس میں حدِ اوسط محمول صغریٰ وموضوع کبریٰ ہو اس کے شرائط ایجاب صغریٰ وکلیۂ کبریٰ ہیں اور ضروب منتجہ چار ہیں۔

شکل دوم : جس میں حد اوسط محمول صغریٰ وکبریٰ ہو اس کے شرائط کلیۃ کبریٰ واختلاف مقدمتین در کیف ہیں اور ضروب منتجہ چار ہیں۔

شکل سوم : جس میں حد اوسط موضوع صغریٰ وکبریٰ ہو اس کے شرائط ایجاب صغریٰ وکلیۃ احد المقدمتین اور ضروب منتجہ چھ ہیں۔

شکل چہارم : جس میں حد اوسط موضوعِ صغریٰ ومحمول کبریٰ ہو اس کے شرائط دو باتوں میں سے ایک ہیں یعنی یا کلیۃ احد المقدمتین مع اختلاف در کیف یا کلیۃ صغریٰ با موجبیت مقدمتین اس کے ضروب منتجہ آٹھ ہیں۔

قیاس استثنائی کی بحث

تمہید : قیاس استثنائی قضیہ شرطیہ سے بنتا ہے۔ بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ اگر یہ قیاس قضیہ شرطیہ متصلہ سے بنانا چاہو تو پہلے پورے قضیہ کو رکھو جس کو بمنزلہ صغریٰ سمجھو اس کے بعد حرف استثنا (لیکن) رکھو اب اس کے بعد اگر مذکورہ متصلہ کے مقدم کو رکھو گے تو اس کو وضع مقدم یا استثنائے عین مقدم کہیں گے اور اگر نقیض تالی رکھو گے تو اس کو استثنائے نقیض تالی کہیں گے بہر حال ان میں سے کوئی بھی رکھو اس کو بمنزلہ کبریٰ تصور کرو، یہ قیاس استثنائی تیار ہو گیا، اب اس کے نتیجہ نکالنے کا

طریقہ یہ ہے کہ اگر قیاس میں تم نے استثناء عین مقدم کیا تھا تو نتیجہ عین تالی کو سمجھو اور اگر استثناء نقیض تالی کیا تھا تو نتیجہ نقیض مقدم کو سمجھو اور اگر یہ قیاس قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ سے بنانا چاہو تو مذکورہ بالا طریقے سے قیاس بناؤ مگر یہاں نتیجہ نکالنے میں یہ خیال رکھو کہ مقدم و تالی میں سے جس کے عین کا استثنا کرو گے، تو نتیجہ دوسرے کی نقیض کو سمجھو اور جس کی نقیض کا استثنا کرو گے تو نتیجہ دوسرے کے عین کو سمجھو۔

فائدہ : قیاس استثنائی اور اقترانی کی تعریف میں تم پڑھ چکے ہو کہ قیاس استثنائی میں نتیجہ یا نقیض اپنی پوری شکل و ہیئت کیساتھ موجود ہوتا ہے اور اقترانی میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ قیاس میں نتیجہ کے دوٹکڑے الگ الگ ہوتے ہیں جن کو حد اوسط کے گرانے کے بعد جوڑ کر ایک قضیہ بنایا جاتا ہے۔ اب یہ معلوم کرنا کہ قیاس استثنائی کا نتیجہ یا نقیض نتیجہ قیاس کے دو مقدموں میں سے کسی ایک میں اپنی پوری شکل و کیفیت کے ساتھ موجود رہتا ہے؟ اس کے متعلق نقشہ پر غور کر کے سمجھو۔ منفصلہ کے امثلہ میں عبارت پہلے لکیر سے اوپر پڑھو پھر نیچے کی۔

اصل قضیہ شرطیہ	استثناء	نتیجہ	تطبیق و کیفیت
اگر آفتاب نکلا ہوگا تو دن ہوگا	لیکن آفتاب نکلا ہے	تو دن موجود ہوگا	متصلہ میں استثناء عین مقدم سے نتیجہ عین تالی نکلا
اگر آفتاب نکلا ہوگا تو دن ہوگا	لیکن دن موجود نہیں	تو آفتاب نکلا نہ ہوگا	متصلہ میں استثناء نقیض تالی سے نتیجہ نقیض مقدم نکلا
یہ عدد جفت ہوگا یا طاق	لیکن وہ جفت نہیں / ہے	تو وہ طاق ہے / نہیں	منفصلہ میں استثناء عین یا نقیض مقدم سے نتیجہ نقیض یا عین تالی نکلا
یہ عدد جفت ہوگا یا طاق	لیکن وہ طاق نہیں / ہے	تو وہ جفت ہے / نہیں	منفصلہ میں استثناء عین یا نقیض تالی سے نتیجہ نقیض یا عین مقدم نکلا

مادۃ القیاس

اوپر تم پڑھ چکے ہو کہ جس طرح مکان بنانے سے قبل اس کے نقشے اور اجزء ترکیبی کے متعلق غور وفکر کرنا پڑتا ہے کہ مکان مٹی کا بنانا ہے یا پتھر اور اینٹ کا اور یہ ظاہر ہے کہ مکان کی پختگی کا دارومدار اجزاء اور مادہ کی پختگی پر ہوتا ہے جیسا کہ اس کی خامی کا انحصار مادہ کی خامی پر ہوتا ہے اسی طرح قیاس کی صورت ونقشہ پر غور کرنے کے بعد تم کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ تم کس قسم کے مقدمات وقضایا سے قیاس بنانا چاہتے ہو یہی مقدمات وقضایا قیاس کے مواد ہوں گے جن کے یقینی اور پختہ ہونے پر قیاس ونتیجہ کا پختہ ویقینی ہونا منحصر ہوگا اور جن کے وہمی یا ظنی ہونے پر قیاس ونتیجہ کے وہمی یا ظنی ہونے کا دارومدار ہوگا اس اعتبار سے قیاس کی پانچ قسمیں کی جاتی ہیں، برہان، جدل، خطابۃ، شعر، سفسطہ۔

قیاس کے ان اقسام پنجگانہ کو صناعات خمس کہتے ہیں۔تمہاری سہولت کیلئے ہر ایک کا جدا جدا بیان نیچے لکھا جاتا ہے۔

برہان : صناعات خمس میں سے نامعلوم تصدیقات کے حصول کا بہترین طریقہ برہان ہے کیونکہ وہ خود یقینی مقدمات سے مرکب ہوتا ہے اس واسطے نتیجہ بھی یقینی دیتا ہے برخلاف اس کے باقی چاروں اقسام چونکہ ظنی، وہمی، خیالی وغیرہ سے مرکب ہوتے ہیں اس لئے ان کے نتائج بھی اسی طرح ظنی وہمی خیالی وغیرہ نکلتے ہیں۔ وہ یقینی اور بدیہی قضایا ومقدمات کہ جن سے برہان مرکب ہوتا ہے چھ ہیں؛ اولیات، فطریات، تجربیات، حدسیات، متواترات، مشاہدات؛ جن کا ترتیب وار بیان نیچے آتا ہے ان کو خوب سمجھ کر یاد کرلو۔

اولیات : وہ قضایا ومقدمات ہیں کہ جن کے مضمون پر جزم ویقین کے لئے تصور طرفین ہی کافی دلیل ہو جیسے کل جز سے بڑا ہوتا ہے کیونکہ جو شخص کل اور جز کا تصور کریگا وہ اس قول کے مضمون پر بلا کسی دلیل آخر کے جزم ویقین کریگا کہ واقعی کل جز سے بڑا ہی ہوتا ہے۔

فطریات : جن کو "**قضایا قیاساتہا معہا**" بھی کہتے ہیں یہ وہ یقینی قضایا ہیں کہ جن کے

مضمون پر جزم ویقین کرنے کے لئے جن دلائل کی ضرورت ہوتی ہے وہ تصور طرفین کیوقت خود ذہن میں حاضر ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے مضمون کے جزم میں بیرونی دلائل کے محتاج نہیں ہوتے جیسے چار جفت ہے'' جس کی دلیل چار اور جفت کے سمجھنے کے ساتھ ذہن میں موجود ہے ۔یعنی جفت وہ شے (عدد) ہے جو دو پر بلا کسر برابر تقسیم ہوسکے اور چار دو پر بلا کسر برابر تقسیم ہوتا ہے لہذا وہ جفت ہے۔

تجربیات : وہ یقینی قضایا ہیں کہ جن کے مضمون پر جزم ویقین بواسطہ کثرت تجربہ وممارست حاصل ہو جیسے حکیموں کے وہ فیصلے جو وہ ادویہ اور امراض کے متعلق دیتے رہتے ہیں

حدسیات : وہ یقینی قضایا ومقدمات ہیں کہ جن پر جزم ویقین کرنا نظریات کی طرح مقدمات ودلائل پر موقوف ہو مگر وہ مقدمات بلا ترتیب فکری یک لخت ذہن میں حاصل ہو کر مطلوب مضمون کے جزم ویقین کا سبب بن جاتے ہیں۔ برخلاف اس کے جو قضایا نظری ہوتے ہیں ان پر جزم ویقین حرکت فکری اور ترتیب مقدمات کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا مثلا مبتدی طالب علم جب مطالعہ کرنے لگتا ہے تو کتاب کے ہر ہر لفظ کی انفرادی اور ترکیبی حیثیت پر جدا جدا غور کرتا ہے پھر ان کے معانی کو ذہن میں ترتیب دے کر مضمون کتاب کے حصول کا ذریعہ بنا دیتا ہے مگر یہی مبتدی کچھ عرصہ بعد جب تجربہ کار ماہر عالم بنتا ہے تو پھر اس کو مضمون کتاب کے حصول کیلئے مطالعہ میں ہر ہر لفظ کو جدا جدا ترتیب وار دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ کتاب پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے کتاب کا مضمون تمام دلائل کے ساتھ سمجھ لیتا ہے تو ہم کہیں گے کہ طالب علم نے کتاب کا مضمون ابتداً فکر ونظر سے حاصل کیا تھا اس کیلئے اس کی بہ نسبت وہ مضمون نظری تھا اور تجربہ کار ماہر عالم ہونے پر حدس کے ذریعہ سے حاصل کیا۔اس لئے اب وہی مضمون اس کی نسبت بدیہی اور حدسی ہوگیا۔

متواترات: وہ یقینی قضایا اور مقدمات ہیں کہ جن کے مضمون پر جزم ویقین اتنی بڑی جماعت کے اخبار سے حاصل ہو کہ جن کا جھٹلانا عقلا محال ہو جیسے کہ مکہ مدینہ بغداد کی موجودگی کا علم، یا جیسے قرآن اور احادیث کے احکام پر ہمارا یقین۔

مشاھدات : وہ یقینی قضایا ہیں جن کے مضمون پر جزم ویقین بواسطہ حواس ظاہرہ یا باطنہ حاصل ہو جیسے آفتاب نکلتا ہے، آگ جلاتی ہے، ہم کو بھوک پیاس یا غم وخوشی ہے۔

جدل

قیاس جدلی اس قیاس کو کہتے ہیں جس کی ترکیب ایسے مشہور مقدموں سے ہو جن کو عام یا چند افراد یا فرقے اپنے مخصوص اغراض کیلئے تسلیم کرتے ہوں جیسے ظلم بُرا اور عدل اچھا ہے یا جیسے ہندو کہتے ہیں کہ جیو ہتیا پاپ ہے وغیرہ۔

خطابتہ

قیاس خطابی وہ قیاس ہے جو ایسے بزرگوں کے اقوال سے مرکب ہو۔ جن کے اقوال بوجہ حسن ظن لوگ تسلیم کرتے ہوں جیسے اولیاء اللہ اور بزرگوں کے اقوال یا ایسے مقدمات سے مرکب ہو جن پر بوجہ غلبہ ظن حکم لگایا جاتا ہو جیسے ابر دیکھ کہ یہ کہنا کہ بارش ہوگی۔

شعر

یہ وہ قیاس ہے جو محض خیالی قضایا سے مرکب ہو اس قیاس کی غرض مخاطب سے ترغیب یا ترتیب کے ذریعہ سے اپنا مقصد منوانا ہوتا ہے۔ جیسے عام طور پر ادیبوں اور واعظوں کے طرز بیان میں مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

سفسطہ (مغالطہ)

قیاس سفسطی وہ ہے جو محض وہمی قضایا اور مقدمات سے مرکب ہو جیسے ہر موجود کو اشارہ کر سکتے ہیں اور جس کو اشارہ کر سکتے ہیں وہ جسم ہوتا ہے لہٰذا ہر موجود جسم ہوتا ہے، یا یہ فوٹو گھوڑے کا ہے اور ہر گھوڑا ہنہناتا ہے لہٰذا یہ فوٹو ہنہناتا ہے، یا اَلْغَلَطُ غَلَط'' وَالْغَلَطُ صَحِیْح''۔ نتیجہ نکلا اَلْغَلَطُ صَحِیْح'' جو صحیح نہیں۔ اس قسم کا قیاس قائم کرنیوالے کی غرض محض اپنے مخاطب کو مغالطہ دینا ہوتا ہے اس صناعات خمس کی یہ آخری چار قسمیں مقدمات کے غیر یقینی ہونے کی وجہ سے نتائج بھی اسی طرح غیر تسلی بخش دیتی ہیں مگر اس فن سے بے خبر لوگ اپنی ناواقفیت کی وجہ سے مجبوراً اپنے مقابل کے یہ کمزور اور غلط دلائل تسلیم کر کے اپنی شکست مان لیتے ہیں برخلاف اس کے جو اس فن شریف سے

واقف ہوگا وہ اپنے مقابل کے ان کمزور دلائل کی صوری یا مادی خرابیاں کھول کر بتلا دے گا اور اس کو اس کے غلط مقصد میں کامیابی کا ہرگز موقع نہ دیگا۔

مثلاً امثلہ مذکوہ میں منطقی یہ جواب دیگا کہ قیاس کی تعریف میں تم نے پڑھا ہے کہ قیاس چند قضایا کا ایسا مجموعہ ہے کہ جن کے تسلیم کرنے پر دوسرے قول کا تسلیم کرنا لازم آتا ہے، مگر تمہارے ان قیاسات کو میں تسلیم نہیں کرتا۔

مثلاً گھوڑے کی تصویر اور فوٹو کو گھوڑا کہنا غلط ہے؛ وہ گھوڑا نہیں گھوڑے کا فوٹو ہے۔

دوسری مثال میں صغریٰ اور کبریٰ دونوں غیر مسلم ہیں مثلاً (ہر موجود کو اشارہ کر سکتے ہیں) مسلم نہیں؛ کیونکہ واجب الوجود، عقول، نفوس موجود ہیں؛ مگر ان کو اشارہ نہیں کر سکتے (اور جس کو اشارہ کر سکتے ہیں وہ جسم ہوتا ہے) یہ بھی مسلم نہیں کیونکہ الوَان یعنی رنگوں کو ہم اشارہ کر سکتے ہیں۔ مگر وہ جسم نہیں ہیں بلکہ عرض ہیں۔

اسی طرح "اَلْغَلْطُ غَلَطٌ وَالْغَلَطُ صَحِیْحٌ" "فَاَلْغَلْطُ صَحِیْحٌ" میں حد اوسط یعنی غَلَطٌ کا تکرار مسلم نہیں؛ کیونکہ صغریٰ میں غلط سے معنی مراد لیا گیا ہے۔ یعنی غیر صحیح اور کبریٰ میں غلط سے لفظ غَلَطٌ مراد لیا گیا ہے۔ یعنی لفظ غَلَطٌ بنسبت غَلْطٌ کے صحیح ہے نہ معنی۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

فقط

sainiya\Sign_Muft not found.

هو المعين

(حصّہ دوم)

تقریظ

از حضرت الاستاذ قبلہ مولانا معین الدین صاحب اجمیری دامت برکاتہم

معین المنطق مولفۂ عزیزی مفتی محمود حسن صاحب جدید ہونے کے ساتھ نہایت مفید اور منطق کی ابتدائی کتابوں کی جگہ اس کو نصاب میں رکھنا زیادہ مناسب ہے۔ اس میں نہ صرف فن کی توضیح ہے بلکہ اختصار کے باوجود مضامین فن کو حسن ترتیب، سلالت بیان تسہیل ادائیگی کے ساتھ ایسے عجیب وغریب طریقہ سے پیش کیا ہے کہ جس سے ذکی اور غبی دونوں برابر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

حق تعالیٰ مولوی صاحب ممدوح کی سعی کو مشکور فرمائے فقط۔

دیباچہ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

خدا کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ سلسلہ تسہیلات میں منطق کی دوسری کتاب ملقب بہ **معین المنطق** حصہ دوم بھی چھپ کر تیار ہوگئی، اور جن بزرگوں نے حصہ اول کے ملاحظہ کرنے کیوقت حصہ دوم کی اشاعت کے لئے خواہش ظاہر کی تھی وہ پوری ہوئی اور مجھ کو بھی ایک گونہ تسلی وخوشی ہوئی کہ اس فن میں صحیح اصول کے ایک مختصر مگر جامع اور سہل الحصول مفید کورس کی تیاری کا جوارادہ میں نے کیا تھا وہ بفضلہٖ تعالیٰ ایک حد تک مکمل ہوگیا۔

یہ سلسلہ نہ کسی خاص کتاب کا ترجمہ ہے، اور نہ اس کے لئے یکروزی ویکساعتی فخریہ القاب وضع کئے گئے ہیں بلکہ تیس سالہ تعلیمی تجربہ اور مسلسل دوسال کی مشقت کے بعد ایسا غوجی سے لیکر حمد اللہ تک تمام مروج کتابوں سے مفید اور ضروری اصطلاحات ومضامین کا خلاصہ نکالکر محض طلبہ کی سہولت کے لئے نئے انداز سے سہل ترین طریقہ پر ترتیب دے کر ایک مختصر جامع کورس تیار کیا گیا ہے، جس میں آسان مباحث کے متعلق بے ضرورت طوالت سے احتراز کیا گیا ہے اور جو مضامین تجربہ کے بعد طلبہ کے لئے مشکل اور قابل تشریح معلوم ہوئے انکے متعلق حسب ضرورت پوری تشریح کی گئی ہے، اور جہاں غلط فہمی یا خفاء کا اندیشہ محسوس ہوا وہاں تنبیہ یا ہدایت کے عنوان سے اسکے ازالہ کی سعی کی گئی ہے، غرض جہاں تک میرے امکان میں تھا اسے ایک مفید اور جامع کورس بنانے میں میں نے کوتاہی نہیں کی، تاہم بفحوائے **دما اُبرّأُ نَفسِی الآیہ** والا انسان **مرکب من الخطاء والنسیان** ۔کسی انسان کو بھی زیبا نہیں کہ وہ یہ دعویٰ کر سکے کہ میرا کام ہر عیب سے پاک ہے۔ خصوصا کسی عدیم الفرصت مصنف کا۔ وقفات فرصت میں ایک دوسطری تحریر کا ایسا مجموعہ جس کی کتابت وطباعت مصنف کی غیر حاضری میں محض ایک شکستہ مسودے سے عمل میں آئی ہو اس کے متعلق تو یہ دعویٰ اور بھی بے ہودہ ہے مگر باوجود اس کے میں اپنے خلوص اور نیک نیتی کی بنا پر مطمئن ہوں کہ ملک میں اب بھی ایسے ماہرین وحقیقت شناس حضرات کی کمی نہیں جو رجال کو

اقوال سے پرکھتے ہیں نہ کہ اقوال کو رجال سے اور بفضلہٖ تعالیٰ بہت سے ہمدردان قوم وملت اب بھی موجود ہیں کہ ملت کے نونہالوں کو زیور علوم وفنون سے آراستہ دیکھنا چاہتے ہیں اور تمام فنون سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے کم سے کم مدت میں طلبہ کی سہولت کے لئے آسان سے آسان ذرائع کی تلاش پر اپنی پوری توجہ صرف کرتے ہیں۔ اس قسم کے مخلص حضرات سے میں امید کرتا ہوں کہ وہ موجودہ کورس کی ابتدائی کتابوں کا اس سلسلے کے ہر مضمون ومبحث سے موازنہ فرمائیں گے اور تحقیق۔ تسہیل ارتباط وترتیب مضامین سلاست بیان حسن تفہیم اور تشریح کے باوجود اختصار وجامعیت میں مقابلہ کریں گے اور اس کے بعد وہ طلبہ کی بہبودی اور اپنی فرض شناسی کی بنا پر وہی راہ عمل اختیار فرمائیں گے جس کی توقع ایسے بزرگوں سے کی جاسکتی ہے یعنی وہ نہ صرف اپنے یہاں کے مدارس میں اس کو مقبولیت کا درجہ دیں گے بلکہ دیگر مدارس میں بھی اس کے اجراء کے لئے ہر امکانی سعی فرمائیں گے۔ **وَکَذٰلِکَ یَفْعَلُ الرَّجُلُ الْبَصِیْرُ۔**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

ہر مصنف جب کہ کسی فن میں کوئی کتاب تصنیف کرتا ہے تو مضامین شروع کرنے سے پہلے اُس فن کے متعلق چند ایسے تمہیدی امور زیرتحریر لاتا ہے جن کے سمجھنے سے اس فن کے متعلق پڑھنے والے کے ذہن میں ایک اجمالی خاکہ آجاتا ہے، اور آئندہ فن کی تحصیل میں سہولت اور بصیرت پیدا ہوجاتی ہے، ان تمہیدی امور کو مقدمہ کہتے ہیں۔

منطقی مضامین کو شروع کرنے سے قبل ہمارا بھی فرض ہے کہ ایسے چند ابتدائی امور بیان کریں جن کے سمجھنے سے اس فن کے متعلق ایک اجمالی خاکہ تمہارے ذہن میں آجائے اور آئندہ منطقی مضامین وضوابط کے حصول میں تم کو سہولت وبصیرت اور شوق پیدا ہوجائے۔

ان ابتدائی تمہیدی امور (مقدمہ) میں عام طور پر فن کی تعریف، موضوع، غرض وغایت، مؤلف اول سے تعارف وغیرہ بیان کئے جاتے ہیں، چونکہ ان امور کا شافی بیان علم اور اس کے اقسام کی معرفت پر موقوف ہے اس لئے سب سے پہلے علم اور اس کے اقسام سے بحث شروع کی جاتی ہے۔

علم

تمہید: انسان کو حق تعالیٰ نے منجملہ بے شمار انعامات کے ذہن کی بھی ایک بڑی نعمت عطا فرمائی ہے۔ یہ ذہن آئینے یا فوٹو کے کیمرے کے مانند انسان میں ایک ایسی پوشیدہ قوت ہے جس میں ہر قسم کی چیزوں کی صورتیں چھپتی رہتی ہیں بلکہ انسان کا یہ ذہنی آئینہ اس ظاہری آئینے سے بہتر اور طاقتور ہے، کیونکہ ظاہری آئینے میں تو صرف محسوس اشیاء کی صورتیں آسکتی ہیں، مگر انسان کے ذہنی آئینے میں محسوس اور غیر محسوس ہر قسم کی اشیاء آسکتی ہیں، مثلاً ذہن میں محسوس موجودات کی صورتیں بھی آتی ہیں اور الفاظ ومعانی کی بھی، مفردات ومرکبات کی صورتیں بھی آتی ہیں اور ممکنات وممتنعات کی بھی، فرشتوں اور جنوں کی صورتیں بھی آتی ہیں، اور نور وسرور کی بھی، تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ جب آئینے یا فوٹو کے کیمرے کو ہاتھ میں لے کر اس کا رُخ جس چیز کی طرف کر دیا

جائے اُس کی صورت آئینے میں اُتر آئے گی، ٹھیک اسی طرح جب ہم اپنے ذہنی آئینے کا رُخ کسی چیز کی طرف پھیرتے ہیں تو اس چیز کی صورت ہمارے ذہنی آئینہ میں اتر آتی ہے بس یہی ذہنی صورت اس چیز کا علم ہے اور وہ چیز معلوم ہے، اور اس طرح عمر بھر ہمارے ذہن میں چیزوں کی صحیح یا غلط جتنی صورتیں جمع ہوتی رہتی ہیں وہ ہمارے علوم ہوتے ہیں جن کے ذریعے سے ہم اپنے آپ کو صحیح یا غلط طور پر ان چیزوں کا عالم سمجھتے ہیں۔

علم کی دو قسمیں ہیں تصور اور تصدیق

تم نے اوپر پڑھا ہے کہ ذہن میں مفردات و مرکبات ہر قسم کی اشیاء کی صورتیں آسکتی ہیں، تو اب یہ یاد رکھو کہ ذہن میں جو بھی صورت آئے اگر اس میں حکم (ایجاب یا سلب کا جزمی فیصلہ) موجود ہو تو اس کو تصدیق کہیں گے ورنہ تصور سا ذج، دیکھو، زید، قلم، کتاب پر،

میری کتاب، تیرا خوبصورت قلم، محنتی لڑکا، تصورات ہیں کیونکہ ان میں حکم نہیں، اور اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، محمد اس کے آخری رسول ہیں، محنتی لڑکا پاس ہوا، تیرا خوبصورت قلم میرے پاس ہے، تصدیقات ہیں کیونکہ ان میں حکم موجود ہے۔

تصوّر و تصدیق میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں بدیہی اور نظری

ان تصورات و تصدیقات میں سے بعض ایسے ظاہر اور آسان ہوتے ہیں جن کا حصول کسی تعریف یا دلیل کا محتاج نہیں ہوتا جیسے گرمی، سردی، اندھیرا، روشنی، خوشی، غمی، کل جزء سے بڑا ہوتا ہے، چار جفت ہے، آفتاب نکلتا ہے، وغیرہ اور بعض ایسے مشکل اور خفی ہوتے ہیں جن کے حصول میں ہم تعریفات و دلائل کے محتاج رہتے ہیں جیسے جن، فرشتے، بھوت، پریاں، جن عالم الغیب نہیں، فرشتے معصوم ہیں، اللہ ایک ہے، محمد اس کے رسول ہیں، قیامت کے متعلق تمام اسلامی عقائد حق ہیں وغیرہ۔ تو ان میں وہ تصورات و تصدیقات جو ظاہر اور آسان ہونے کی وجہ سے تعریفات و دلائل کے محتاج نہیں ہوتے، وہ بدیہیات و ضروریات کہلاتے ہیں، اور جو مخفی اور مشکل ہونے کی وجہ سے تعریفات و دلائل کے محتاج ہوتے ہیں وہ نظریات و کسبیات کہلاتے ہیں۔

نظریات کا حصول کسب ونظر سے ہوتا ہے

بدیہی تصورات وتصدیقات چونکہ ظاہر اور آسان ہوتے ہیں اس لئے ان کے حصول میں نہ غلطی کا اندیشہ رہتا ہے اور نہ وہ تعریفات ودلائل کے محتاج ہوتے ہیں، مگر نظریات وکسبیات چونکہ خفی اور مشکل ہوتے ہیں اس لئے ان کے حصول میں ہمیشہ ظاہری اور بدیہی معلومات کو ذریعہ اور وسیلہ بنانا پڑتا ہے، یعنی اپنے ذہنی بدیہی معلومات کو اس طور سے ترتیب دینا پڑتا ہے جس سے نامعلوم نظری مطلوب حاصل ہوجائے، ذہنی معلومات کو اس طرح ترتیب دینے کو نظر وکسب کہتے ہیں۔

کسب ونظر میں اکثر غلطیاں واقع ہوتی ہیں

اس نظر وکسب میں صوری یا مادی حیثیت سے اکثر لوگ غلطیاں کرتے ہیں، جن سے نجات پانا اور اپنے مطلوب کو صحیح طریقہ سے حاصل کرنا کسی باضابطہ فن کی رہنمائی کے بغیر ممکن نہیں۔

مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ اگر ہم ایسے جامع کارخانہ کو فرض کرلیں جس میں کلاک اور گھڑی سے لے کر بڑے بڑے ملوں تک کے ہر قسم کے پرزے اور مشینری کا سامان واوزار موجود ہوں اور کسی ناتجربہ کار انسان سے کہہ دیا جائے کہ ان پرزوں میں سے عمدہ کلاک یا گھڑی تیار کرو، تو غور کرو کہ اگر وہ اپنی ناتجربہ کاری سے گھڑی کے خراب اور ردی پرزوں کو جوڑے یا سنگر یا موٹر کے پرزوں کو جوڑ دے یا گھڑی کے ہی عمدہ پرزے ملائے مگر ترتیب میں غلطی کرکے پرزوں کو بے موقع جوڑے تو کیا کسی عقلمند کی عقل میں یہ بات آسکتی ہے کہ اس سے وہ صحیح وقت بتانے والی قابل اعتماد گھڑی تیار کرے گا؟ ہرگز نہیں۔

ٹھیک اسی طرح ذہن کو نظری اور مشکل مطالب کے پرزوں (معلومات) اور مشینری سامان کا کارخانہ سمجھو ان پرزوں (ذہنی معلومات) میں سے کارآمد پرزوں کی صحیح طور پر ترتیب سکھانے والا اور پھر ان کے ذریعہ سے نامعلوم نظری مطالب کے حصول کا صحیح طریقہ بتانے والا یہی فن منطق ہے۔

اب جو شخص اس فن سے واقف نہ ہو اور وہ اپنی معلومات کے پرزوں سے نظری مطالب کے حصول کا ارادہ کرلے تو سب سے پہلے یہ اندیشہ رہے گا کہ جن معلومات کو وہ ترتیب دے رہا ہے وہ خود صحیح ہیں یا غلط، اور اگر وہ معلومات فی نفسہ صحیح بھی ہیں تو پھر یہ تردد رہے گا کہ وہ معلومات انہی مطالب کے مبادی اور پرزے بھی ہیں جن کے حصول کے لئے یہ ذریعہ بنائے جارہے ہیں یا وہ کسی اور اجنبی مطالب کے مبادی ہیں۔ اور اگر فرض کرلیا جائے کہ وہ معلومات فی نفسہ صحیح بھی ہیں اور انہی مطالب کے مبادی اور پرزے ہیں مگر پھر بھی خطرہ رہے گا کہ شاید وہ ان معلومات ومبادی کی ایسی مناسب ترتیب نہ دے سکے جس سے صحیح طریقہ پر نامعلوم نظری مطلوب حاصل ہوسکے، مگر انہی نظری مطالب کو جب اس فن سے واقف کار انسان حاصل کرنے لگے گا تو اسکے لئے پہلے ذہن میں صحیح اور درست معلومات ومواد ٹٹولے گا پھر اُن مواد ومعلومات اور نظری مطالب میں ربط ومناسبت تلاش کریگا اور جب منطقی اصول کے مطابق وہ مواد بھی درست وصحیح تلاش کرے گا اور مطالب کے ساتھ ان کا ربط ومناسبت بھی معلوم کرلے گا تو پھر ان مواد ومعلومات کو اسی طریقہ پر ترتیب دے گا جسے منطقی اصول کی رہنمائی میں اس نے سیکھا ہوگا اور اس طرح بلا خطرہ وہ نظری مطالب کے حصول میں کامیابی حاصل کرتا رہے گا۔

فکری غلطیوں سے حفاظت کیلئے منطق کی ضرورت ہے

اس تمہیدی بیان سے تم نے علم کے معنی معلوم کرلئے۔ اور یہ بھی کہ علم کی دو قسمیں ہیں تصوؔر اور تصدیؔق۔ پھر تصوؔر وتصدیؔق میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں بدیہی اور نظری، اور نظری اپنے اشکال وخفا کی وجہ سے نظر وکسب کی محتاج ہوتی ہے، اور نظر کے معنی ذہنی معلومات کو اس طور سے ترتیب دینا ہے جس سے نامعلوم مطلوب حاصل ہوجائے، اور اس ترتیب (نظر) میں اکثر لوگوں سے مادی یا صوری حیثیت سے غلطیاں واقع ہوجاتی ہیں، جن سے حفاظت اور نظری مطالب کے حصول کا قابل اعتماد صحیح طریقہ بغیر کسی منضبط فن کے حاصل نہیں ہوسکتا، اور ذہن کو نظر کے صوری اور مادی تمام غلطیوں سے نجات دینے والا اور ذہنی معلومات سے نظری مطالب کے حصول کا صحیح

طریقہ بتانے والا یہی فن منطق ہے، لہٰذا ہر انسان کو اپنی فکری غلطیوں سے حفاظت کے لئے منطق کی سخت ضرورت ہے۔

فائدہ: یاد رکھو کہ نظری مشکل تصورات، بدیہی تصورات کے ذریعہ سے حاصل کئے جاتے ہیں اور نظری تصدیقات، بدیہی تصدیقات کے ذریعہ سے حاصل کئے جاتے ہیں، تو جن تصورات معلومہ کے ذریعہ سے تصورات مجہولہ حاصل کئے جائیں اُن کو معرِّف کہتے ہیں اور جن تصدیقات معلومہ کے ذریعہ سے نامعلوم تصدیقات حاصل کئے جائیں ان کو حجۃ کہتے ہیں اور منطق میں بالذات انہی معرف و حجۃ سے بحث کی جاتی ہیں۔

ابتداء سے لے کر یہاں تک جو تمہیدی بیان تم نے پڑھا اس میں منطق کی تعریف، غرض وغایت، ضرورت، موضوع وغیرہ اجمالی طور سے معلوم ہو گئے؛ اب نقشہ کے ذریعہ سے یہ اور مقدمہ کے متعلق باقی ماندہ امور پیش کئے جاتے ہیں، اور پھر ہر ایک کی ترتیب وار تعریف لکھی جائیں گی؛ ان کو خوب سمجھ کر یاد کرلو۔
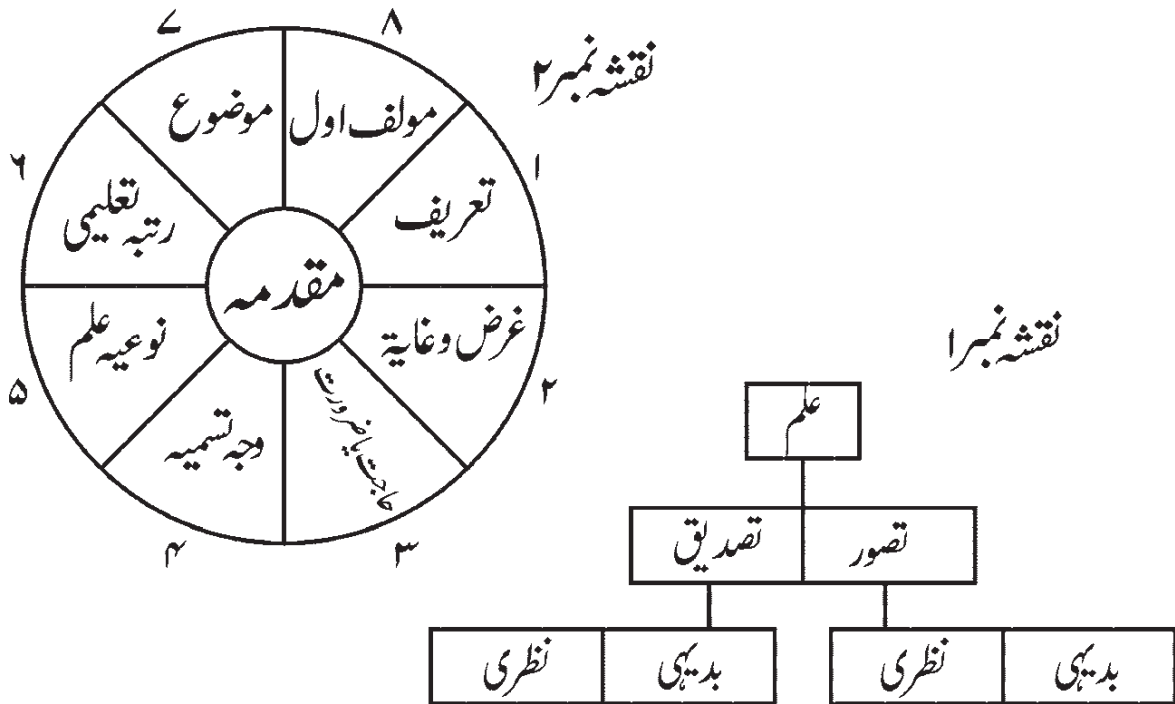
تعریفات وفوائد

مقدمہ: مقدمہ ایسے چند امور کا مجموعہ ہوتا ہے جن کے جاننے سے حصولِ مضامینِ کتاب میں سہولت وبصیرت پیدا ہوتی ہے۔

علم یا تصور مطلق: وہ صورت ذہنی ہے جو کسی چیز سے ذہن میں آئے، حالتِ ادراکی، منشاء انکشاف، حاضر عند المدرک، سے یہی علم کی تعبیر کرتے ہیں۔

تصور: یا تصور ساذج، وہ ذہنی صورت یا صورتیں ہیں جن میں حکم (ایجاب یا سلب کا جزمی فیصلہ) موجود نہ ہو۔

تصدیق: وہ ذہنی چند صورتیں ہیں جن میں حکم موجود ہو، یا اعتقاد کا وہ جزمی فیصلہ ہے جو چند تصورات کے اتحاد یا عدم اتحاد کے بارے میں کیا جائے۔

حکم: چند تصورات میں اتحاد یا عدم اتحاد کا جزمی فیصلہ، قدماء اسی کو تصدیق کہتے ہیں۔

نظری: وہ تصور یا تصدیق جو خفی اور مشکل ہونے کی وجہ سے نظر پر موقوف ہو۔

بدیہی: وہ تصور یا تصدیق جو ظاہر اور آسان ہونے کی وجہ سے نظر پر موقوف نہ ہو۔

نظر: معلومات ذہنیہ کو اس لئے ترتیب دینا کہ اُن سے نامعلوم مطلوب حاصل ہو جائے۔

منطق کی تعریف: منطق ایسا قانونی علم ہے جس کے قوانین کی پیروی سے تعریفات واستدلالات میں فکری غلطیوں سے حفاظت ہوتی ہے۔

غرض وغایہ: اس علم کی غرض وغایۃ یہ ہے کہ تعریفات واستدلالات میں ہم فکری غلطیوں سے محفوظ رہیں۔

حاجت یا ضرورت: نظری مطالب کے حصول میں اکثر غلطیاں واقع ہو جاتی ہیں اس لئے ان غلطیوں سے حفاظت کے لئے منطق کی ضرورت واقع ہوئی۔

وجہ تسمیہ: نطق کے معنی سمجھنے اور بولنے کے ہیں چونکہ یہ علم ظاہری اور باطنی (فہم) دونوں قسم کے نطق کو تقویت دیتا ہے، اس لئے اس کو منطق کہتے ہیں، اور چونکہ صحیح فکر کو غلط سے ممتاز بھی کرتا ہے اس لئے اس کو میزان بھی کہتے ہیں۔

نوعیۃ علم: اس میں اختلاف ہے کہ منطق حکمت کی کونسی قسم میں سے ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ یہ حکمۃ نظری الٰہی[۱] سے ہے۔

رتبۂ تعلیمی: قدماء نے اس کا درجۂ تعلیمی بعد تہذیب الاخلاق و ہندسہ رکھا ہے۔ مگر حکماءِ اسلام نے اس کا رتبۂ تعلیم حفظ قرآن، صرف، نحو، ادب و مسائل دینیہ بقدر ضرورت و ہندسہ کے بعد مقرر کیا ہے۔

مطلق موضوع: ہر علم کا موضوع وہ شئے یا اشیاء ہوتی ہیں جن کے حالات سے اس علم میں بحث کی جاتی ہے۔

منطق کا موضوع: وہ معلومات تصوریہ و تصدیقیہ ہیں جن کے ذریعہ سے نامعلوم تصورات و تصدیقات حاصل کئے جاتے ہیں۔

مؤلف یا موجد اول: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ۳۲۲ سال قبل ایتھنز دار السلطنت یونان میں حکیم ارسطا طالیس (ارسطو) بہت بڑا مدبر حکیم گذرا ہے جو اسکندر اعظم کا استاد اور وزیر بھی تھا اس جلیل القدر حکیم نے اسکندر اعظم کے حکم سے سب سے پہلے منطق و حکمت کے اصول و قواعد مقرر کئے۔

اسلامی دور میں جبکہ خلفاء بغداد فنون حکمیہ یونانی سے تراجم کے ذریعہ سے عربی میں منتقل کرا چکے تو حکماء اسلام نے اس فن کو بڑی ترقی دی یہاں تک کہ چوتھی صدی ہجری میں حکیم ابونصر فارابی نے اس علم کو ایک مدون اور مکمل فن کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا، اس واسطے ارسطو کو معلم اول اور فارابی کو معلم ثانی کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اس کے بعد پانچویں صدی ہجری میں جب کہ فارابی کا کتب خانہ جل چکا تھا اور دنیا ان فنون کی ضرورت محسوس کر رہی تھی، تو اسلام کا دوسرا مایۂ ناز حکیم ابوعلی ابن سینا اس خدمت کے لئے کھڑا ہوا، اس نے منطق اور تمام فنون حکمیہ از سرنو مرتب کر کے ان کے اصول و ضوابط کو پہلے سے بھی زیادہ مکمل و بہتر صورت سے منضبط کیا یہ بزرگ فنون حکمیہ کے معلم ثالث اور شیخ الرئیس کے معزز لقب سے مشہور ہیں، جو مختلف فنون میں تقریباً چالیس ضخیم تصانیف کے مصنف ہیں۔

---

[۱] جن چیزوں کا وجود ہمارے قدرت و اختیار میں نہ ہو ان سے بحث کرنے والا علم نظری کہلاتا ہے۔ جیسے زمین و آسمان اور جو چیزیں اپنے ذہنی خارجی وجود میں کسی خاص جسم کا محتاج نہ ہو اس کی بحث کو حکمۃ الٰہی کہتے ہیں۔ جیسے عقول، نفوس، سے بحث کرنا ۱۲ منہ

الفاظ کی بحث

تمہید: منطق میں معانی (معرف وحجۃ) سے بحث کی جاتی ہے اس لحاظ سے منطقی کا الفاظ کی بحث میں مشغول ہونا گویا زیر بحث مضمون کو چھوڑ کر اجنبی بحث میں پڑنا ہے، مگر چونکہ معانی کی فہم وتفہیم الفاظ کے بغیر دشوار ہے، اس لئے فہم وتفہیم کی سہولت کے لئے مضامین سے پہلے بطور مقدمہ الفاظ مصطلحہ کا بیان بھی مفید ومناسب ہے، اور چونکہ الفاظ کی بحث اس لئے لائی جاتی ہے کہ وہ معانی پر دلالت کرتے ہیں اس بنا پر سب سے پہلے دلالت سے بحث شروع کی جاتی ہے۔

دلالت کی بحث

تمہید: تمام موجودات پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں بعض اشیاء کے درمیان ایسا تعلق وارتباط پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان میں سے ایک چیز کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آتا ہے، مثلاً آگ اور دُھویں میں ایسا تعلق وارتباط پایا جاتا ہے کہ ہم جب دھواں دیکھتے ہیں تو فوراً آگ کا تصور ذہن میں محسوس کرتے ہیں، اس مثال میں غور کرنے سے تین چیزیں سمجھ میں آتی ہیں، دُھواں، آگ اور دونوں میں وہ خاص تعلق وارتباط جس کی وجہ سے دھویں کے سمجھنے سے آگ کا سمجھنا لازم آتا ہے تو ان میں دُھویں کو دال، آگ کو مدلول اور دونوں میں جو خاص تعلق وارتباط پایا جاتا ہے اُسے دلالت کہیں گے۔

دلالت کی تقسیم

دو چیزوں میں وہ ارتباط اور تعلق جو دلالت کا باعث ہوتا ہے وہ کبھی قدرتی ہوتا ہے یعنی اس میں کسی واضع کے تعین وتقرر کو کوئی دخل نہیں ہوتا، جیسے دھویں اور آگ کا تعلق اور کبھی کسی کے تعلق وتقرر سے پایا جاتا ہے، جیسے تمام اسماء کا وہ تعین وتقرر جو واضعین کی طرف سے ان کے معانی کے مقابلہ میں عمل میں آیا ہے۔

اگر وہ ارتباط کسی واضع کی تعیین وتخصیص سے ہو جیسے تمام اسماء کا وہ ارتباط جو ان کے معانی

کے ساتھ واضعین کی تعیین وتخصیص سے پیدا ہوگیا ہے تو اس ارتباط سے جو دلالت ہوگی اس کو دلالت وضعی کہیں گے۔

اور اگر وہ ارتباط کسی واضع کی وجہ سے نہ ہو بلکہ قدرتی ہو، تو پھر یہ دیکھنا چاہئے کہ اگر اس تعلق وارتباط کا باعث طبیعت ہو، یعنی جب کسی شئے کو مدلول عارض ہو جائے تو اس شئے کی طبیعت خود بخود دال کے اظہار پر مجبور ہو جائے، جیسے انسان کی طبیعت کو درد یا بخار عارض ہو جائے تو انسان کی طبیعت خود بخود آہ، اوہ اور نبض کی تیزی پر مجبور ہو جاتی ہے، تو اس قسم کے ارتباط سے جو دلالت ہوگی اس کو دلالت طبعی کہیں گے اور اگر وہ ارتباط تقرر واضع اور اقتضاء طبع کے علاوہ کسی اور علاقہ سے ہو تو اس قسم کے ارتباط سے جو دلالت پائی جائے گی اس کو دلالت عقلی کہیں گے، جیسے دھویں کی دلالت آگ پر، ان میں سے ہر ایک کا دال اگر لفظ ہو تو دلالت لفظی کہلائے گی ورنہ غیر لفظی، اس اعتبار سے دلالت کی کل چھ قسمیں ہوئیں۔(۱) وضعی لفظی (۲) وضعی غیر لفظی (۳) طبعی لفظی (۴) طبعی غیر لفظی (۵) عقلی لفظی (۶) عقلی غیر لفظی جن کے الگ الگ امثلہ نقشہ میں دکھائے جائیں گے، دلالت کے ان چھ اقسام میں سے وضعی لفظی ہی زیادہ کارآمد اور مستعمل ہے جس کے اقسام نیچے لکھے جاتے ہیں۔

دلالت لفظی وضعی کے اقسام

دلالت لفظی وضعی کی تین قسمیں ہیں (۱) مطابقی (۲) تضمنی اور (۳) التزامی، کیونکہ جو لفظ اپنے پورے معنی موضوع لہٗ پر دلالت کرتا ہو تو اس کو دلالت مطابقی کہتے ہیں، اور جو لفظ کہ اپنے مرکب معنی کے کسی ایک جز پر دلالت کرتا ہو تو اس کو دلالت تضمنی، اور اگر اپنے معنی کے لوازمات خارجیہ میں سے کسی لازم پر دلالت کرتا ہو تو اس کو دلالت التزامی کہیں گے۔ مثلاً اگر ہم فرض کر لیں کہ انسان کے پورے معنی ''حیوان ناطق'' ہیں اور ضاحک وکاتب اس کے لوازمات ہیں تو جب انسان کا لفظ کہہ کر اس سے اسکے پورے معنی حیوان ناطق مراد لئے جائیں تو یہ دلالت مطابقی ہوگی اور اگر صرف حیوان یا ناطق مراد لیا جائے تو یہ دلالت تضمنی اور اگر ضاحک یا کاتب مراد لیا جائے تو یہ دلالت التزامی کہلائے گی۔

اب تمہاری سہولت کے لئے نیچے دو نقشے لکھے جاتے ہیں ایک نقشہ میں اقسام دلالت کی صرف ترتیب بتلائی گئی ہے۔اور دوسرے میں ترتیب وار امثلہ دکھائے گئے ہیں اور نیچے ترتیب وار تعریفیں لکھی گئی ہیں ان کو خوب سمجھ کر یاد کرلو۔

نقشہ نمبر۴

اقسام دلالت			امثلہ	
			دال	مدلول
وضعی	لفظی	مطابقی	انسان	حیوان ناطق
		تضمنی	انسان	حیوان یا ناطق
		التزامی	انسان	ضاحک یا کاتب
	غیر لفظی		دوال اربعہ سبز یا لال جھنڈا	دوال اربعہ کے مدلولات راستہ کھلا یا بند ہے

بقیہ نقشہ نمبر ۴

طبعی	لفظی	آہ، اوہ کرنا، آواز سے رونا، قہقہہ لگانا	درد ہے غم خوشی
	غیر لفظی	نبض کا تیز چلنا بدن کی حرارت	بخار
عقلی	لفظی	دیوار کے پیچھے غیر مفہوم انسانی آواز	کسی انسان کا وجود
	غیر لفظی	دُھواں۔ ابر	آگ۔ بارش

تعریفات

دلالت: دو چیزوں میں ایسا ربط و تعلق ہونا جس کی وجہ سے ایک کے جاننے سے دوسرے کا جاننا لازم آتا ہو۔

دلالت وضعی: کسی واضع کی تعیین و تخصیص سے دو چیزوں میں ایسا تعلق ہونا، جس کی وجہ سے ایک کے سمجھنے سے دوسرے کا سمجھنا لازم آتا ہو۔

دلالت طبعی: دو چیزوں میں اقتضاء طبعی سے ایسے ربط و تعلق کا ہونا جو دلالت کا موجب ہو۔

دلالت عقلی: دو چیزوں میں وضع اور اقتضاء طبع کے علاوہ ایسے ربط و تعلق کا ہونا جو موجب دلالت ہو۔

دلالت لفظی و غیر لفظی: جس دلالت میں دال لفظ ہو اس کو دلالت لفظی کہتے ہیں اور اگر دال غیر لفظ ہو تو دلالت غیر لفظی کہتے ہیں۔

دلالت مطابقی: وہ دلالت لفظی وضعی ہے جس میں لفظ اپنے پورے معنے پر دلالت کرے۔

دلالت تضمنی: وہ دلالت لفظی وضعی ہے جس میں لفظ اپنے مرکب معنی کے کسی ایک جز پر دلالت کرے۔

دلالت التزامی: وہ دلالت لفظی وضعی ہے جس میں لفظ اپنے معنی کے لوازمات خارجیہ میں سے کسی لازم پر دلالت کرے۔

تنبیہ: جس لفظ کے معنی مرکب ہوں اور معنی کے لئے کوئی عقلی یا عرفی لازم بھی ہو تو جب لفظ کہہ کر اس کے پورے معنی مع لازم مراد لئے جائیں گے اس وقت مطابقی، تضمنی، التزامی تینوں دلالتیں ایک ساتھ صادق آئیں گی۔

اور جہاں لفظ کے معنی تو مرکب ہوں مگر معنی کا کوئی لازم نہ ہو تو اس وقت دلالت مطابقی و تضمنی تو صادق آئیں گی مگر التزامی صادق نہ آسکے گی، اور جہاں لفظ کے معنی واحد بسیط ہوں مگر کوئی عقلی یا عرفی لازم رکھتا ہو تو اس وقت مطابقی والتزامی تو صادق آئیں گی مگر تضمنی صادق نہیں آسکے گی۔ اور جہاں لفظ کے معنی واحد بسیط ہوں اور کوئی لازم بھی نہ رکھتا ہو تو اس وقت صرف دلالت مطابقی صادق آئے گی مگر تضمنی والتزامی صادق نہ آسکیں گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ تضمنی اور التزامی تو مطابقی کے بغیر صادق نہیں آسکتیں؛ مگر مطابقی کا ان کے بغیر صادق آنا ممکن ہے۔

لفظ کی تقسیم

تمہید: ہم آپس میں بات چیت کرتے ہیں تو اس میں مفرد الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں اور مرکب بھی، اس لئے افہام و تفہیم کے لئے مفرد و مرکب اور نیز ان کے اقسام کا جاننا ضروری ہے۔
مفرد و مرکب میں امتیاز کے لئے آسان ترکیب یہ ہے کہ جس لفظ کے متعلق تم یہ معلوم کرنا چاہو کہ یہ مفرد ہے یا مرکب، تو پہلے یہ غور کرو کہ وہ لفظ زید، کتاب، قلم کی طرح تنہا ایک ہی لفظ ہے یا زید آیا، کتاب لاؤ، قلم رکھو کی طرح چند الفاظ کا مجموعہ ہے اگر چند الفاظ کا مجموعہ ہے، تو پھر اس پر غور کرو کہ اس مجموعہ کے ہر لفظ سے ترکیب کے وقت وہی معنی مراد لئے گئے ہیں جو ترکیب سے قبل تھے یا نہیں۔

اگر وہ لفظ ایسے چند الفاظ کا مجموعہ ہو کہ جن معانی پر حالت انفرادی میں وہ دلالت کرتے

تھے، انہیں معانی پر حالت ترکیب میں بھی دلالت کرتے ہوں تو اس کو مرکب کہیں گے۔ جیسے میری کتاب الماری میں رکھو کہ اس جملے میں پانچ لفظ جوڑے گئے ہیں اور ہر لفظ کے وہی معنی مراد ہیں جو انفرادی حالت میں مراد تھے، اور اگر وہ لفظ لغۃً تنہا ایک ہی لفظ ہو جیسے زید، یا چند الفاظ سے مرکب ہو مگر اس میں ہر لفظ سے وہ معنی مراد نہ ہوں جو انفرادی حالت میں مراد تھے تو اس کو مفرد کہیں گے، جیسے کسی کا نام عبداللہ یا حیوان ناطق رکھا جائے تو ظاہر ہے کہ جب اس کو عبداللہ یا حیوان ناطق کہہ کر پکارا جائے گا تو پکارنے والے کی غرض محض وہ شخصیت ہوگی جس کیلئے یہ اسماء رکھے گئے ہونگے۔ نہ یہ کہ اے اللہ کے بندے یا اے بولنے والے جاندار، مفرد اور مرکب میں امتیاز کیلئے یہی آسان ترکیب ہے جس سے ہر شخص آسانی سے مفرد مرکب میں تمیز کرسکتا ہے۔ اس کے ساتھ مفرد و مرکب کی وہ مشہور تعریفیں بھی یادرکھو جو مندرجہ ذیل طریقہ سے بیان کی جاتی ہیں۔

مفرد وہ لفظ ہے جس کے جز کی دلالت معنی کے جز پر مقصود نہ ہو جیسے زید اور عبداللہ اور مرکب وہ لفظ ہے جس کے جز کی دلالت معنی کے جز پر مقصود ہو جیسے الماری میں کتاب رکھو، یعنی مرکب وہ لفظ ہے کہ لفظ بھی جز رکھتا ہو اور معنی بھی جز رکھتا ہو، پھر لفظ کا جز معنی کے جز پر دلالت بھی کرسکتا ہو، اور مذکور دلالت لفظ میں مقصود بھی ہو، اور اگر ان چاروں شرطوں میں سے ایک شرط بھی گھٹ جائے تو لفظ مفرد ہوگا، مثلاً (ہمزۂ استفہام) مفرد ہے کیونکہ لفظ کا جز ہی نہیں، اللہ مفرد ہے کیونکہ معنی کا جز نہیں، انسان، مفرد ہے کیونکہ لفظ کا جز (اِن یا سان) معنی کے جزو (حیوان یا ناطق) پر دلالت نہیں کرسکتا، عبداللہ، مفرد ہے کیونکہ حالت انفرادی میں اگرچہ لفظ کا جز (عبد اور اللہ) اپنے معنی پر دلالت کرسکتا ہے مگر علمی حالت میں وہ دلالت قصد نہیں کی جاتی بلکہ پورے لفظ سے ایک مخصوص شخصیت مراد ہوتی ہے اور الماری میں کتاب رکھو، مرکب ہے کیونکہ اس میں چاروں شرطیں موجود ہیں۔

مفرد کی تقسیم

لفظ مفرد کی تین قسمیں ہیں اسم، کلمہ، اور ادات جنکی تفصیل صرف ونحو میں اور بقدر ضرورت حصہ اول میں تم پڑھ چکے ہو اس لئے یہاں دوبارہ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ مفرد کی اس تقسیم کے بعد

اسی مفرد کی دوسری تقسیم چھ اقسام کی طرف کی جاتی ہے، ان اقسام ششگانہ میں اگرچہ بعض اقسام حرف اور فعل میں بھی پائے جاتے ہیں مگر چونکہ پورے اقسام صرف اسم ہی میں پائے جاتے ہیں، اسلئے تکلفات سے بچنے کے لئے اسم ہی کو ان کا مقسم قرار دیا جاتا ہے۔

اِسم کی تقسیم

اسم اپنے معنی کے وحدت و کثرت کے اعتبار سے دو قسم پر ہے، متحد المعنی اور متکثر المعنی اسم متحد المعنی وہ ہے جس کے ایک ہی معنی ہوں، اور متکثر المعنی وہ ہے جس کے ایک سے زائد کئی معنی متصور ہو سکیں۔

اسم متحد المعنی کی تقسیم

اسم متحد المعنی کی تین قسمیں ہیں، علم، متواطی اور مشکک، کیونکہ جس اسم کے ایک ہی معنی ہوں اگر وہ اسم کسی معین شخصی معنی کے لئے ابتداً وضع کیا گیا ہو جیسے احمد، زید، عبداللہ وغیرہ تو اس کو علم کہیں گے۔

اور اگر ایسے عام کلی معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو جو کثیر افراد پر صادق آنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اس کلی معنی پر غور کرنا چاہئے کہ وہ اپنے تمام افراد پر بلا کسی تفاوت کے برابر صادق آتا ہو جیسے ''انسان'' جو اپنے بڑے، چھوٹے، کالے، گورے، امیر، فقیر، تمام افراد پر یکساں صادق آتا ہے تو اس کو ''متواطی'' یا کلی متواطی کہیں گے، اور اگر وہ اپنے افراد پر اولویت، اولیت، شدت، زیادت میں سے کسی قسم کے تفاوت سے صادق آتا ہو۔ جیسے ''وجود'' کہ اس کا صدق اللہ کے وجود پر اولیٰ ہے کیونکہ وہ واجب اور ذاتی ہے اور باقی تمام ممکنات کے وجود پر ادنی ہے کیونکہ وہ ممکن اور عارضی ہے اسطرح وجود کا صدق اللہ کے وجود پر اول ہے کیونکہ وہ علۃ ہے اور ممکنات کے وجود پر مؤخر ہے کیونکہ وہ معلول ہے، یا جیسے سیاہی کہ اس کا صدق بعض افراد پر زائد اور شدید ہے جیسے کوا بھجنگا وغیرہ اور بعض افراد پر کم اور ضعیف ہے جیسے کالی بھینس وغیرہ، اسی طرح سفیدی، زردی وغیرہ کو فرض کیجئے تو اس کو مشکک یا کلی مشکک کہیں گے۔

اسم متکثر المعنی کی تقسیم

جس اسم کے ایک سے زائد کئی معانی متصور ہو سکتے ہیں، اس کی بھی تین قسمیں ہیں، مشترک، منقول اور حقیقہ ومجاز، کیونکہ جس لفظ کے معنی میں کثرت متصور ہوتو اس پر غور کرنا چاہئے کہ اگر وہ لفظ ان کثیر معانی میں سے ہر ایک کے لئے جدا جدا بلا کسی مناسبت کے وضع کیا گیا ہو ،جیسے لفظ ''عین'' جو آنکھ، آفتاب، چشمہ، گھٹنہ ،سونا چاندی وغیرہ میں سے ہر ایک کے لئے بلا کسی مناسبت کے وضع کیا گیا ہے تو اس کو مشترک کہیں گے۔

اور اگر وہ لفظ ابتداً تو اُن معانی میں سے صرف ایک ہی کیلئے وضع کیا گیا ہو،مگر پھر کسی مناسبت کی وجہ سے دوسرے معنی میں مستعمل ہونے لگا ہو،تو پھر یہ خیال کرنا چاہیئے کہ اگر دوسرے معنی میں مستعمل ہونے کے بعد پہلے معنی میں اس کا استعمال یکلخت ترک کیا گیا ہو جیسے لفظ دابّہ کے ہر اس جاندار کے لئے وضع کیا گیا تھا جو زمین پر چلتا پھرتا ہو مگر پھر عرف عام نے وہ معنی یکلخت ترک کئے اور صرف ان چوپایوں میں استعمال کرنے لگے جو گدھے گھوڑے کی طرح بوجھ اٹھانے کے کام آتے ہیں تو اس کو منقول کہیں گے۔

اور اگر اس لفظ کے اصلی موضوع لہ معنی ترک نہ کئے گئے ہوں بلکہ اصلی اور نقلی دونوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہو جیسے اسد (شیر) کہ ایک بہادر طاقتور جنگلی جانور کے لئے وضع کیا گیا ہے مگر عرف عام میں بہادر طاقتور آدمی میں بھی استعمال کرتے ہیں تو یہ لفظ جب اپنے اصلی موضوع لہٗ معنی (شیر) میں استعمال کیا جائے گا تو حقیقہ کہلائے گا اور جب نقلی معنی (بہادر آدمی) میں استعمال کیا جائے گا تو مجاز کہلائے گا۔

ھدایات (۱) اسم متحد المعنی کے تینوں اقسام تو صرف اسم ہی میں پائے جاتے ہیں مگر متکثر المعنی کے تینوں اقسام (مشترک، منقول، حقیقہ، مجاز) جس طرح کہ اسم میں پائے جاتے ہیں اسی طرح فعل وحرف میں بھی پائے جاتے ہیں۔

(۲) چونکہ مشترک کی نسبت اپنے تمام معانی میں برابر ہے اس لئے اس میں مطلوبہ معنی کے تعین کیلئے قرینہ کی ضرورت ہوگی۔

(۳) حقیقۃ ومجاز میں چونکہ اصلی معنی موضوع لہٗ اور نقلی غیر موضوع لہٗ ہوتا ہے اس لئے لفظ سے حقیقی معنی مراد لینے کے لئے تو قرینہ کی ضرورت نہ ہوگی مگر مجازی معنی اس وقت مراد لیا جائے گا جب کوئی ضرورت یا قرینہ موجود ہو۔

(۴) منقول اپنے ناقل کے اعتبار سے تین قسم پر ہے، منقول شرعی، عرفی اور اصطلاحی۔

منقول شرعی وہ لفظ ہے جس کو اصلی معنی سے دوسرے معنی کی طرف منتقل کرنے والے اہل شرع ہوں جیسے، صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج، کہ جن کے معانی مطلق دُعا، طہارت وپاکی، امساک و رکاوٹ اور قصد کے تھے مگر اہل شرع نے ان میں کچھ قیود وشرائط لگا کر نئے معانی پیدا کر لئے۔

منقول عرفی اس کو کہتے ہیں جس کا ناقل عرفِ عام ہو جیسے دابّہ کہ اصل میں روئے زمین پر چلنے پھرنے والے ہر جاندار کے لئے موضوع تھا مگر عرف عام نے ان چوپایوں میں خاص کیا جو گدھوں گھوڑوں کی طرح بوجھ اٹھانے کے کام آتے ہیں۔

منقول اصطلاحی اس کو کہتے ہیں جس کا ناقل شرع اور عرفِ عام کے علاوہ کوئی خاص فرقہ وجماعت ہو، جیسے، اسم، فعل، حرف، کہ اصل میں بلندی، کام اور طرف کو کہتے تھے مگر صرفیوں اور نحویوں نے اپنی اصطلاح میں خاص خاص کلمات کے لئے مقرر کئے۔

مرکب کی تقسیم

تمہید: جس طرح کہ تمام معاشرتی وتمدنی امور کے متعلق کچھ نہ کچھ ایسے قیود وشرائط مقرر ہیں جن کی پابندی موجب تحسین اور خلاف ورزی باعثِ تذلیل وملامت سمجھی جاتی ہے۔

اسی طرح تکلم اور گفتگو کے لئے بھی کچھ قیود مقرر ہیں۔ مثلاً متکلم کا فرض منصبی یہ ہے کہ وہ سمجھائے اور مخاطب کا فرض منصبی یہ ہے کہ وہ سمجھے، اگر متکلم زیر بحث مضمون کو اتنے الفاظ کے ذریعہ بیان کرلے جن سے ایک متوسط فہم کا مخاطب اس مضمون کو سمجھ سکے، تو اس قدر کہنے سے متکلم اور مخاطب اپنا اپنا فرض منصبی (سمجھنے اور سمجھانے کا) ادا کر چکیں گے، اور اب اگر وہ دونوں سلسلۂ گفتگو منقطع کرلیں تو ان پر اپنے اپنے فرض منصبی کے متعلق کوئی علامت عائد نہ ہوگی۔

لیکن اگر متکلم نے اب تک ایسے الفاظ نہیں کہے جن سے متوسط فہم کا مخاطب زیر بحث

مضمون سمجھ سکے، تو ایسی حالت میں کلام کو نا تمام چھوڑ کر سلسلۂ گفتگو منقطع کرنا، دونوں کے فرض منصبی کے خلاف ہوگا، کہ متکلم سمجھانے سے قبل ساکت کیوں ہوا اور مخاطب نہ سمجھنے پر بھی سوال سے خاموش کیوں رہا، اس واسطے ایسی حالت میں دونوں کا سکوت عرفاً ناجائز اور غیر صحیح تصور کیا جائے گا۔ اس تمہید کے بعد اب سمجھو کہ مرکب کی دو قسمیں ہیں مرکب تام اور مرکب ناقص۔
مرکب تام اس کو کہتے ہیں جس کے سننے سے مخاطب کو کسی چیز کی طلب یا کسی خبر کا علم حاصل ہو جائے اسی لئے متکلم اور مخاطب کا سکوت بھی اس پر صحیح ہوتا ہے جیسے احمد اچھا لڑکا ہے اس نے معین المنطق یاد کی، وہ امتحان میں نمبر اول لایا، مرکب ناقص اس کو کہتے ہیں جس کے سننے سے مخاطب کو نہ کسی چیز کی طلب اور نہ کسی خبر کا علم حاصل ہو۔ اور چونکہ اس سے متکلم اور مخاطب کا فرض منصبی (سمجھنا اور سمجھانا) ادا نہیں ہوتا اس لئے اس پر دونوں کا سکوت بھی عرفاً صحیح نہیں ہوتا۔ جیسے زید کی کتاب، گھر میں، صندوق پر، زید کی کتاب گھر میں صندوق پر، وغیرہ بلکہ متکلم کو آگے ''ہے'' یا نہیں ہے ملانا چاہئے اور مخاطب کو متکلم سے کلام کے جاری رکھنے کا مطالبہ کرنا چاہئے۔

مرکب تام کی تقسیم

تمہید: مرکب تام کی دو قسمیں ہیں خبر اور انشاء، خبر یا قضیہ اس قول کو کہتے ہیں جو صدق اور کذب دونوں کا احتمال رکھے، یا جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ انشاء اس کو کہتے ہیں کہ نہ احتمال صدق و کذب رکھے اور نہ اس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ اب یہ امر بحث طلب ہے کہ خبر صدق و کذب کا احتمال کیوں رکھتا ہے اور انشاء کیوں نہیں رکھتا۔ تو اس کے لئے خود صدق وکذب کی ماہیت کے متعلق تحقیق کی ضرورت ہے۔

اس عالم ہستی کے موجودات میں سے خواہ کسی موجود کو معین کرلو، اور باقی تمام موجودات کو اس کی طرف منسوب کرلو، تو تم کو صاف نظر آئے گا وہ تمام موجودات کے ساتھ ہے، نہیں ہے، اتحاد، عدم اتحاد، رشتہ، عدم رشتہ، وغیرہ خاص تعلقات اور نسبتوں میں جکڑا ہوا ہے، جس طرح کہ نقشہ میں ایک شخص ''عبداللہ'' کو چند موجودات کے ساتھ بطور تمثیل خاص نسبتوں کے ساتھ مربوط دکھایا گیا ہے۔
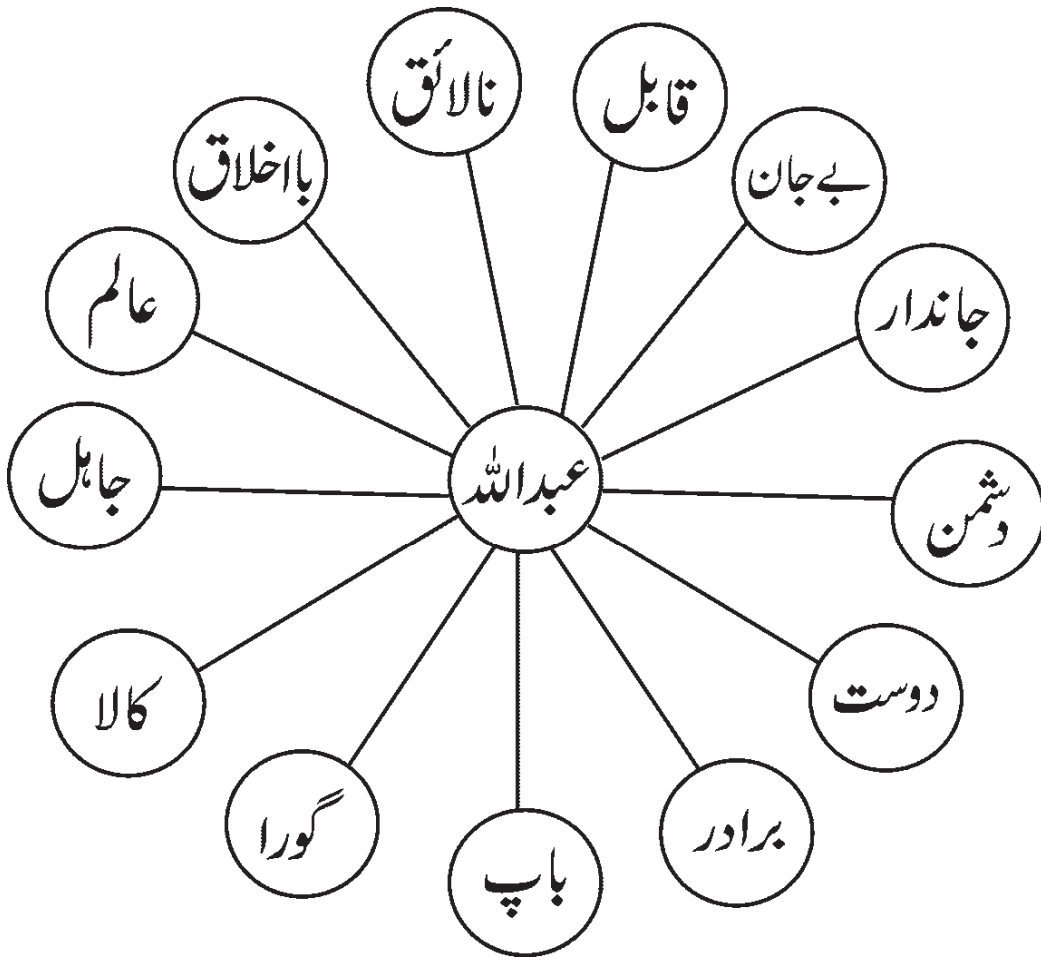
اب گر ہم اپنے کلام میں عبداللہ کے ساتھ ان اشیاء کا وہی تعلق اور نسبت ظاہر کریں جن کے ساتھ وہ واقع میں موصوف ہے تو ہمارا کلام سچا سمجھا جائے گا جس کی وجہ سے ہم بھی سچے کہے جائیں گے۔اور اگر ہم اپنے کلام میں ایسی نسبت ظاہر کریں جو عبداللہ کے ساتھ اس شئے کی واقعی نسبت کے خلاف ہو تو ہمارا کلام جھوٹا تصور کیا جائے گا جس کی وجہ سے ہم بھی جھوٹے کہے جائیں گے اس سے ثابت ہوا کہ صدق وکذب کا اصلی باعث واقعی نفس الامر نسبت کی موجودگی ہے جو تمام خبری جملوں میں موجود ہے اور کلامی نسبت کی واقعی نسبت کے ساتھ مطابقت کو صدق کہتے ہیں اور مخالفت کو کذب، اور تمام خبری جملوں میں چونکہ واقعی نسبت موجود ہوتی ہے اس لئے وہ صدق وکذب کا احتمال بھی رکھتے ہیں اور انشاء میں چونکہ واقعی نفس الامری نسبت نہیں ہوتی بلکہ اس میں نئی نسبت کے ایجاد کا مطالبہ ہوتا ہے اس لئے وہ صدق وکذب کا احتمال بھی نہیں رکھتا۔

مرکب ناقص کی تقسیم

مرکب ناقص کی ویسے تو بہت سی قسمیں ہیں، مگر تعلیمی سہولت کے لئے تمام اقسام کو صرف دو۲ ہی قسموں میں داخل کرتے ہیں تقیدی اور غیر تقیدی، مرکب تقیدی اس مرکب ناقص کو کہتے ہیں جس میں ایک جز دوسرے کی قید ہو جیسے ترکیب اضافی (غلام زید) یا ترکیب توصیفی (رجل فاضل) میں ایک جز دوسرے کی قید ہے، اور غیر تقیدی اس مرکب ناقص کو کہتے ہین جس میں ایک جز دوسرے کی قید نہ ہو جیسے اَحَدَ عَشَرَ، اور بارہ، قلم پر، گھر میں، وغیرہ اب بحث الفاظ کے متعلق ضروری امور ترتیب وار نقشہ کے ذریعہ سے دکھائے جاتے ہیں اور پھر ترتیب وار مختصر تعریفیں لکھی جائیں گی ان کو خوب سمجھ کر یاد کرلو۔

نقشہ نمبر ۶
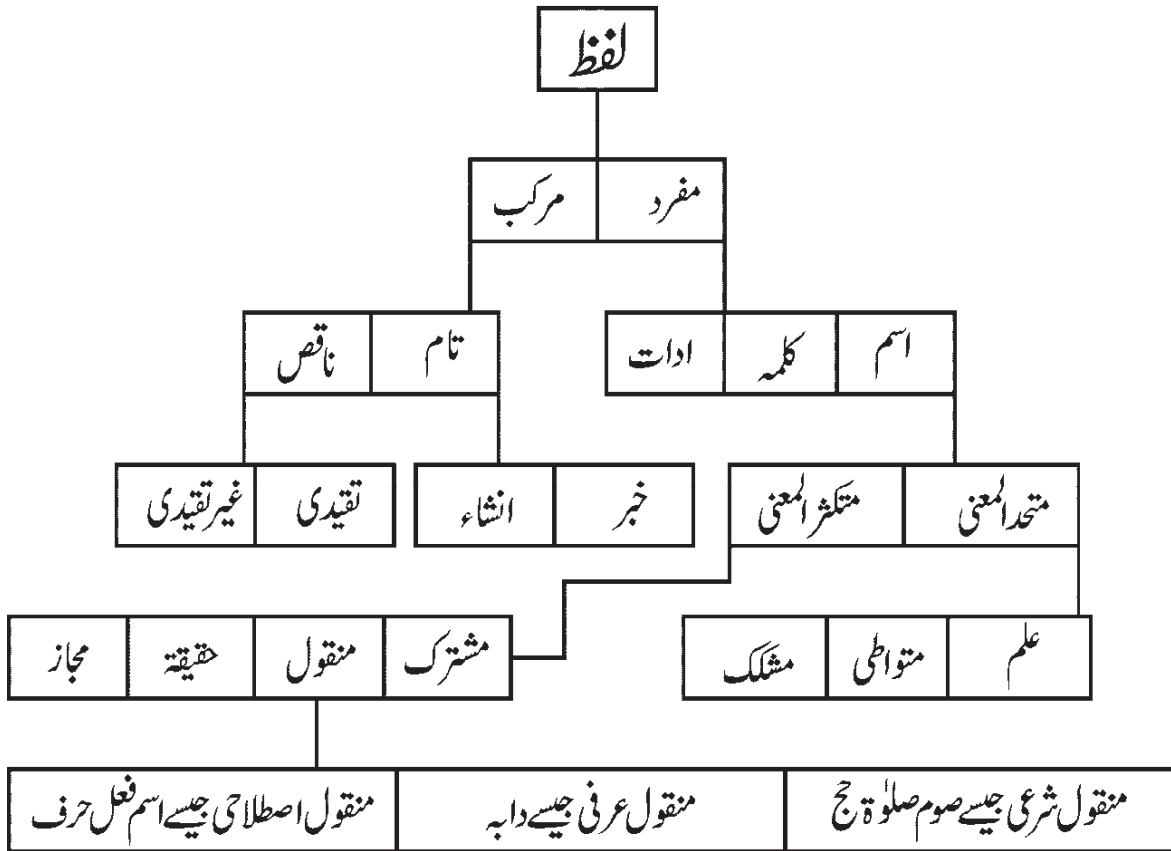
تعریفات وفوائد

مفرد کی آسان تعریف: مفرد وہ لفظ ہے جو لغۃً ایک ہی لفظ ہو یا چند الفاظ کا ایسا مجموعہ ہو جس کے اجزاء سے وہی معنی مراد نہ ہوں جو ترکیب سے پہلے تھے۔

مرکب کی آسان تعریف: مرکب ایسے چند لفظوں کا مجموعہ ہے جس کے اجزاء سے وہی معنی مراد ہوں جو ترکیب سے قبل مراد تھے۔

مفرد کی مشہور تعریف: مفرد وہ لفظ ہے جس کے جز کی دلالت معنی کے جز پر مقصود نہ ہو

اِسم: وہ لفظ ہے جو تنہا اپنے معنی پر دلالت کرے اور ہیئت[1] تصریفی کے اعتبار سے کسی زمانے پر دلالت نہ کرے جیسے انسان وغیرہ۔

کلمہ: یا فعل وہ لفظ ہے جو تنہا اپنے معنی پر دلالت کرے اور ہیئت تصریفی کے اعتبار سے کسی زمانہ پر دلالت بھی کرتا ہو جیسے ضَرَبَ، مارا۔

ادات یا حرف: وہ لفظ ہے جو تنہا نہ اپنے معنی پر دلالت کرسکتا ہو اور نہ کسی زمانہ پر۔

متحد المعنیٰ: وہ لفظ ہے جس کے ایک ہی معنی ہوں اور اس کی تین قسمیں ہیں علم، متواطی، مشکک۔

متکثر المعنیٰ: وہ لفظ ہے جس کے ایک ہی معنی ہوں اور اس کی تین قسمیں ہیں، مشترک منقول، حقیقۃ، مجاز۔

علم: وہ متحد المعنیٰ لفظ ہے جو واحد شخصی معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو جیسے، زید، عبداللہ وغیرہ۔

متواطی: وہ متحد المعنیٰ لفظ ہے جس کی وضع ایسے کلی معنی کے لئے کی گئی ہو جس کا صدق اپنے تمام افراد پر برابر ہو جیسے انسان، حیوان وغیرہ۔

مشکک: وہ متحد المعنیٰ لفظ ہے جس کی وضع ایسے کلی معنی کے لئے کی گئی ہو جس کا صدق اپنے افراد پر متفاوت ہو جیسے سفیدی، سیاہی، وغیرہ۔

مشترک: وہ متکثر المعنیٰ لفظ ہے جو اپنے متعدد معانی میں سے ہر ایک کے لئے جدا جدا وضع کیا گیا ہو جیسے لفظ عین۔

منقول: وہ متکثر المعنیٰ لفظ ہے جو اصل میں ایک ہی معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو مگر پھر وہ معنی ترک کئے گئے ہوں اور نئے معنی میں استعمال مشہور ہو گیا ہو جیسے دابہ۔

---

[1] (کلمہ کی وہ شکل وصورت جو مختلف ازمنہ پر دلالت کرنیکی غرض سے صرفی گردانوں سے پیدا ہوتی ہے)

حقیقۃ: وہ متکثر المعنی لفظ ہے جو اپنے اصلی معنی موضوع لہٗ میں استعمال کیا گیا ہو جیسے اسد کا استعمال جنگلی شیر میں۔

مجاز: وہ متکثر المعنی لفظ ہے جو نقلی غیر موضوع لہٗ معنی میں استعمال کیا گیا ہو جیسے اسد کا استعمال بہادر آدمی میں۔

منقول شرعی: وہ منقول لفظ ہے جسکے ناقل اہل شرع ہوں جیسے صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج۔

منقول عرفی: وہ منقول ہے جس کا ناقل عرف عام ہو، جیسے لفظ دابہ۔

منقول اصطلاحی: وہ منقول ہے جس کا ناقل اہل شرع اور عرف عام کے علاوہ اور کوئی خاص فرقہ وجماعت ہو جیسے اسم، فعل، حرف۔

مرکب تام: وہ مرکب لفظ ہے جس پر متکلم ومخاطب کا سکوت صحیح ہو، یا جس سے مخاطب کو کوئی طلب یا خبر معلوم ہو جائے۔

مرکب ناقص: وہ مرکب ہے جس پر متکلم ومخاطب کا سکوت صحیح نہ ہو، یا جس سے مخاطب کو کوئی طلب یا خبر معلوم نہ ہو۔

خبر یا قضیہ: وہ مرکب تام ہے کہ صدق وکذب دونوں کا احتمال رکھے، یا جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔

انشاء: وہ مرکب تام ہے کہ صدق وکذب کا احتمال نہ رکھ سکے، یا جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں۔

تقییدی: وہ مرکب ناقص ہے جس کا ایک جز دوسرے کی قید ہو، جیسے ترکیب اضافی وتوصیفی میں۔

غیر تقییدی: وہ مرکب ناقص ہے جس کا ایک جز دوسرے کی قید نہ ہو، جیسے احد عشر، قلم پر، گھر میں، وغیرہ۔

فائدہ: دو لفظ اگر متحد المعنی ہوں جیسے لیث واسد اور غیث ومطر تو ان کو مترادفین کہتے ہیں اور آپس کی نسبت کو ترادف، اور اگر مختلف المعنی ہوں جیسے انسان وفرس تو ان کو متبائنین اور دونوں میں جو نسبت پائی جاتی ہے اس کو تباین کہتے ہیں۔

معانی کی بحث

تمہید: ذہن میں جب کسی چیز کی صورت آتی ہے تو اس صورت ذہنی کو اُس چیز کا علم، معنی اور مفہوم کہتے ہیں۔

اس مفہوم کی دو قسمیں ہیں کلی اور جزئی، جزئی چونکہ زید عمر بکر، وغیرہ کی طرح خاص معین چیز کی صورت اور فوٹو ہوتا ہے اس لئے وہ ساری موجودات میں سے اس معین چیز کے سوا کسی پر صادق نہیں آسکتی، اور کلی کے معنی میں چونکہ تعین اور تشخص نہیں ہوتا، اس لئے وہ اپنے معنی کی عمومیت کی وجہ سے افراد کثیرہ پر صادق آنے کی صلاحیت رکھتی ہے جو اس کلی کے افراد اور جزئیات کہلاتی ہیں۔

تم نے پڑھا ہے کہ منطق سے اصلی غرض مناسب معلومات کے ذریعہ سے مجہولات حاصل کرنا ہے اور جزئیات یہ کام نہیں دے سکتا کیونکہ اول تو جزئیات میں تباین کی وجہ سے وہ مناسبت ہی نہیں پائی جاتی جو ایک دوسرے کے حصول کا ذریعہ ہوتی ہے، دوم وہ اپنی کثرت کی وجہ سے اس قدر بے شمار ہیں کہ انسان اپنی مختصر سی عمر میں اس کے لاکھوں حصوں میں سے کسی ایک حصہ کے حصول پر بھی قدرت نہیں پاسکتا، برخلاف اس کے صرف ایک ہی کلی کی معرفت بے شمار جزئیات کے حصول کا ذریعہ بن سکتی ہے، اسی وجہ سے منطقی اپنی بحث صرف کلیات ہی میں محدود رکھتے ہیں اور جزئیات سے بحث ہی نہیں کرتے۔

کلی کی دو قسمیں ہیں ذاتی اور عرضی، ذاتی کی تین قسمیں ہیں نوع جنس اور فصل اور عرضی کی دو قسمیں ہیں خاصہ اور عرض عام، یہی کلیات خمس ہیں جن کی بحث کو بحث ایساغوجی کہتے ہیں، اور جن کا مختصر بیان حصہ اول میں تم پڑھ چکے ہو۔

بحث ایساغوجی کے بقیہ حالات کے بیان کرنے سے قبل بطور تمہید دو امر کی تشریح ضروری ہے، اول یہ کہ بحث ایساغوجی میں منطقی جن کلیات کو امثلہ میں پیش کرتے ہیں ان کو سلسلہ وار نقشہ کے ذریعہ دکھایا جائے، تاکہ طلباء آسانی سے فہم مطالب میں اس سے مدد لے سکیں۔ دوم یہ کہ

تصورات وتصدیقات کے حصول میں جو سوال وجواب کی ضرورت پڑتی ہے اس کا طریقہ اور نیز ماہیت وحقیقت کی تشریح کی جائے۔

امر اول کے لئے سلسلہ وار کلیات کا ایک نقشہ ذیل میں دکھایا گیا ہے جس میں پانچ لائنیں ہیں پہلی لائن میں انسان سے لے کر جوہر تک سلسلہ وار کلیات دکھائی گئی ہیں، دوم میں ان کے معانی، سوم میں ان کلیات کے افراد اور چہارم میں ان کے معانی درج کئے گئے ہیں، اور پانچویں لائن میں ہر محاذی کلی کی مختصر کیفیت ونوعیت درج کی گئی ہے۔ اساتذہ کرام طلبہ کو مندرجہ امور ذہن نشین کرائیں۔

نقشہ نمبر ۷

ترتیب کلیاتِ مستعملہ

کلیات مرتبہ	ماہیات کلیات		افراد کلیات	ماہیات افراد		کیفیت نوعیت کلی
	جنس	فصل		جنس	فصل	
انسان	حیوان	ناطق	زید	حیوان	ناطق	تمام انسانی افراد کی نوع
			عمر	حیوان	ناطق	سلسلہ انواع کا
			بکر	حیوان	ناطق	نوع سافل اور نوع الانواع
حیوان	جسم	حساس متحرک بالارادہ	انسان	حیوان	ناطق	انسان وتمام حیوانی افراد کا
	نامی		فرس	حیوان	صاہل	جنس قریب سلسلہ انواع کا نوع
			حمار	حیوان	ناہق	متوسط سلسلۂ اجناس کا جنس سافل
			بقر	حیوان	باقر	

نقشہ نمبر ۷ کا بقیہ نقشہ

کلیات مرتبہ	ماہیات کلیات: جنس	ماہیات کلیات: فصل	افراد کلیات	ماہیات افراد: جنس	ماہیات افراد: فصل	کیفیت نوعیت کلی
جسم نامی	جسم	ذی نماء	تمام حیوانات تمام نباتات	جسم نامی جسم	حساس متحرک بالارادۃ ذی نماء	تمام حیوانی افراد کا بیک مرتبہ جنس بعید نباتات کا جنس قریب سلسلہ انواع کا نوع متوسط سلسلۂ اجناس کا بھی جنس متوسط
جسم مطلق	جوھر	قابل للابعاد الثلثہ	تمام حیوانات تمام نباتات تمام جمادات	جسم نامی جسم جسم	حساس متحرک بالارادۃ ذی نماء غیر ذی حس ونماء	تمام حیوانی افراد کا بدو مرتبہ جنس بعید و نباتات کا بیک مرتبہ جنس بعید و جمادات کا جنس قریب سلسلۂ انواع کا نوع عالی سلسلۂ اجناس کا جنس متوسط
جوہر	موجود الموجود	قائم بذاتہ یا لا فی موضوع	تمام حیوانات تمام نباتات تمام جمادات تمام عقول وملائکہ	جسم نامی جسم جسم جواہر اجسام	حساس متحرک بالارادۃ ذی نماء غیر ذی حس ونماء ومجردۃ عن المادۃ نورانیہ معصومون منقادون	تمام حیوانی افراد کا بسہ مرتبہ جنس بعید۔ نباتات کا بدو مرتبہ جنس بعید جمادات کا بیک مرتبہ جنس بعید عقول وملائکہ کا جنس قریب سلسلۂ اجناس کا جنس عالی اور جنس الاجناس

﴿تفہیم کی سہولت کے لئے موجود کو جوہر کا جنس لکھا گیا ہے ورنہ حقیقۃً جوہر جنس عالی ہے جس کے اوپر کوئی جنس نہیں﴾

مطالب اور ماہیت کا بیان

نامعلوم تصورات وتصدیقات کا حصول عام طور سے تعلیم وتعلم اور سوال وجواب ہی کے ذریعہ سے ہوتا ہے مگر سوال وجواب اس وقت مفید ہو سکتے ہیں جب کہ جواب سائل کے منشا کے مطابق ہو، اور سائل کا منشاء معلوم کرنے کے لئے سوالیہ الفاظ کی خصوصیت کا جاننا ضروری ہے، تمام سوالیہ الفاظ کے اصول اور مرجع چار لفظ ہیں، **ھل** ،**لِمَ**،**مَا** ، **اَیٌّ**، ان میں پہلے دو لفظ تصدیق کے لئے اور پچھلے دو تصور کیلئے مقرر ہیں۔

ھل: اس لفظ سے کسی چیز کے وجود یا عدم کے متعلق تصدیق کا مطالبہ کیا جاتا ہے جیسے **ھل الانسان** کیا انسان موجود ہے؟ یا **ھل الانسان یکذب** کیا انسان جھوٹ بولتا ہے؟

(**لم**) اس لفظ سے کسی تصدیق اور حکم کی علۃ اور سبب دریافت کیا جاتا ہے۔ جیسے **لم یکذب الانسانُ** انسان جھوٹ کیوں بولتا ہے؟

ماھو یا ماھی سے کسی چیز کا تصور، ماہیت، حقیقت پورے معنی دریافت کئے جاتے ہیں مثلاً اگر کوئی کہے **ماالانسان** تو اس کی غرض یہ ہوگی کہ انسان کی وہ پوری حقیقت اور معنی بتلاؤ جس سے تمام موجودات میں انسان ایک ممتاز ہستی بن گئی ہے، تو جواب میں انسان کی حقیقت پر غور کرنا ہوگا کہ وہ حیوان ہے یعنی زمین پر چلتا پھرتا ہے، مگر اس معنی میں سارے حیوانات شریک تھے، پھر غور کیا کہ وہ متفکر و مدبر اور بولنے والا (ناطق) بھی ہے، اب دونوں کو جوڑ کر حیوان ناطق (بولنے اور سمجھنے والا جاندار) بن گیا، چنانچہ جواب دیا گیا کہ وہ حیوان ناطق ہے اب حیوان ناطق کو انسان کی ماہیت کہیں گے، گویا یہ لفظ ماہو سے لیا گیا ہے جس کے آخر میں یا اور تائے نسبتی لگا یا ماہیت بن گئی، یعنی انسان کے وہ پورے معنی جو الانسانُ مَاھُوَ کے جواب میں واقع ہوا ہے اور جس سے انسان انسان کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے۔

" **ماھو** " کے جواب میں اس طرح پوری ماہیت اس وقت لا سکتے ہیں جب سائل نے (انسان کی طرح) صرف ایک ہی کلی شئے سے سوال کیا ہو، اور اگر ایک جزئی یا کئی متفق الحقائق

جزئیات سے سوال کیا ہو جیسے مازید، یا مازید وعمرو وبکر تو اس وقت چونکہ ان کی مختصر پوری ماہیت نوع ہی ہے اس لئے جواب میں نوع (انسان) واقع ہوگی اور اگر چند مختلف الحقائق اشیاء سے سوال کیا گیا ہو جیسے الانسان والفرس والبقر ماہم تو اس صورت میں چونکہ یہ اشیاء متحدہ ماہیت نہیں رکھتی اس لئے معلوم ہوگا کہ سائل پوری ماہیت طلب نہیں کرتا ہے بلکہ ان مختلف الماہیات اشیاء میں ایک عام تمام جزء مشترک چاہتا ہے، اور چونکہ مشترک الماہیت اشیاء میں تمام جزء مشترک جنس ہی ہوتا ہے اس لئے جواب میں جنس (حیوان) واقع ہوگی۔

فائدہ: (۱) چند مختلف الماہیات اشیاء میں تمام جزء مشترک وہ ہوتا ہے جس کے سوا ان میں جزء مشترک ہی نہ ہو اور اگر ہو تو پھر اس کا عین یا جزء ہو مثلاً انسان وفرس میں حیوان۔ حساس، جسم نامی وغیرہ کئی کلیات مشترکہ طور سے صادق آسکتی ہیں مگر حیوان کے سوا باقی کو تمام جزء مشترک نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ باقی تمام مشارکات حیوان کے معنی میں داخل ہیں۔

(۲) **مـــا هُـــوَ** کی مذکور تشریح سے ظاہر ہوا کہ اس کے جواب میں تین چیز واقع ہو سکتی ہیں پوری ماہیت (حد) نوع اور جنس۔

اَیُّ : اس لفظ سے کسی شے کا ممیّز طلب کیا جاتا ہے یعنی ایسی کلی جو کسی شے کو اس کے مشارکات جنسی سے تمیز دے، مشارکات میں سے تمیز دینے والی کلی دو ہیں، فصل اور خاصہ جن کے تعین جواب کے لئے سائل کے سوال پر غور کرنا چاہئے اگر سائل مثلاً " **الانسان ای شيء هو في ذاته**" (انسان کو ذاتی تمیز دینے والی کیا چیز ہے) سے سوال کرے تو سمجھنا چاہئے کہ وہ تمیز ذاتی طلب کرتا ہے لہذا جواب میں فصل (ناطق) لانا چاہئے اور اگر " **الانسان ای شيء هو في عرضه**" (انسان کو عرضی طور سے تمیز دینے والی کیا چیز ہے) سے سوال کرے تو وہ ممیّز عرضی طلب کرتا ہوگا لہذا جواب میں خاصہ (ضاحک یا کاتب) لانا چاہئے۔ سائل کے جواب میں یہی چار کلیات (جنس۔ نوع۔ فصل اور خاصہ) ہی واقع ہو سکتے ہیں۔

پانچویں کلی عرض عام ہے یہ چونکہ نہ کسی چیز کو تمیز دے سکتی ہے اور نہ ماہیہ بتلانے میں معاونت کر سکتی ہے اس لئے یہ تنہا تو کسی سوال کے جواب میں واقع نہیں ہو سکتی، ہاں بعض وقت کسی

شئی کی متعدد عرضیات کے ملانے سے ایک مخصوص معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلا انسان کے لئے عرضی تمیز مطلوب ہو اور جواب میں کہا جائے کہ **ھو مستقیم القامة، بادی البشرة، عریض الاظفار، ضاحک بالطبع** وغیرہ تو ان میں ہر ایک اگرچہ عرض عام ہے مگر سب کے مجموعہ سے ایک ایسے خاص معنی پیدا ہوئے جو انسان کے سوا کسی پر صادق نہیں آتے تو اس قسم کے متعدد عرض عام کو بھی (خاصہ مرکبہ سمجھ کر) عرضی تمیز کے موقع پر استعمال کر سکتے ہیں۔

کلیاتِ خمس یا بحث ایساغوجی

تمہید: تم نے اوپر پڑھا ہے کہ کلی کی دو قسمیں ہیں، ذاتی اور عرضی، ذاتی اس کو کہتے ہیں جو اپنے افراد کی ماہیت کا عین یا جز ہو، یا یوں سمجھو کہ کلی ذاتی وہ ہے جس کے وجود وعدم پر ماہیت کے وجود وعدم کا دارومدار ہو برخلاف اس کے کلی عرضی اپنے افراد کی ماہیت کی نہ عین ہوتی ہے نہ جز اور نہ اس کے وجود یا عدم سے ماہیت کے وجود یا عدم پر کچھ اثر پڑتا ہے۔

کلی ذاتی کا بیان

کلی ذاتی کی تین قسمیں ہیں، جنس، نوع اور فصل، اور عرضی کی دو قسمیں ہیں خاصہ اور عرض عام پہلے کلی ذاتی کے اقسام ترتیب وار بیان کئے جاتے ہیں پھر کلی عرضی کے اقسام بیان کئے جائیں گے۔

جنس

جنس وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی ماہیت کا جزو عام ہو، یا وہ کلی جو اپنے افراد کی ماہیات کا تمام جزء مشترک ہو، یا وہ کلی جو مختلف الحقائق افراد پر ماھو کے جواب میں بولی جائے جیسے ”حیوان“ کہ جب **الانسَانُ وَالفَرَسُ وَالبَقَرُ مَاھُم** سے سوال کیا جائے تو جواب میں یہی حیوان بولا جائے گا، اور یہی حیوان انسان، فرس، بقر کی ماہیات کا جزء عام اور تمام جزء مشترک ہے۔

جنس کی دو قسمیں ہیں۔ قریب اور بعید جن کی معرفت کی ترکیب یہ ہے کہ جس ماہیت کی

نسبت کسی جنس کا قرب یا بعد معلوم کرنا ہوتو پہلے یہ غور کرو کہ اس ماہیت کے ساتھ اس جنس میں کون کونسی ماہیات شریک ہیں اب ان مشارکات جنسی میں سے ایک ایک ماہیت اس مطلوب ماہیت کے ساتھ ملا کر ماہو سے سوال کرتے جاؤ، اور دیکھو اگر ہر ایک سوال میں وہی جنس جواب میں واقع ہوتی ہے تو سمجھو کہ وہ جنس اس ماہیت کی جنس قریب ہے۔اور اگر اس ماہیت کے ساتھ بعض مشارکات کے ملانے سے تو وہ جنس جواب میں آتی ہو مگر بعض ایسے بھی مشارکات ہوں جنکے ملانے سے یہ جنس جواب میں نہ آتی ہو بلکہ دوسری آتی ہو تو سمجھو کہ وہ جنس بعید ہے مثلاً انسان کی نسبت حیوان کا قرب وبعد معلوم کرنا ہوتو پہلے انسان کے ساتھ حیوانی مشارکات کا تصور کیا کہ فرس، بقر، غنم، وغیرہ انسان کے ساتھ حیوانیت میں شریک ہیں۔اب ہر ایک کے متعلق جُدا جُدا اس طرح سوال کرنے لگے کہ **الانسان والفرس ماهما، الانسان والغنم ماهما** تو ظاہر ہے کہ ہر ایک کے جواب میں حیوان ہی آئے گا کیونکہ ان میں حیوان ہی تمام جزء مشترک ہے لہذا حیوان انسان کے لئے جنس قریب ہوا، اب اسی انسان کی نسبت اگر جسم مطلق یا جوہر کا قرب یا بعد معلوم کرنا ہوتو پہلے انسان کے ساتھ جسم مطلق کے مشارکات پر غور کیا تو معلوم ہوا انسان کے ساتھ مطلق جسم میں جس طرح فرس بقر شریک ہیں ویسے ہی شجر وحجر بھی شریک ہیں، اب ان میں سے ایک ایک کو انسان کے ساتھ ملا کر اس طرح سوال شروع کیا کہ **الانسان والفرس ماهما. الانسان والشجر ماهما. الانسان والحجر ماهما.** تو ظاہر ہے کہ پہلے سوال کی ماہیت میں تمام جزء مشترک حیوان ہے لہذا اس کے جواب میں حیوان ہی آئے گا۔اور دوسرے میں جسم نامی ہے لہذا اس کے جواب میں جسم نامی آئے گا اور تیسرے میں جسم مطلق ہے لہذا اس کے جواب میں جسم مطلق آئیگا اور اگر انسان کے ساتھ عقول یا فرشتے ملا کر یوں سوال کیا جائے کہ **الانسان والعقول والملائكة ماهم** تو جواب میں جوھر آئے گا۔کیونکہ ان ماہیات میں جوہر ہی تمام جزء مشترک ہے اس بیان سے معلوم ہوا کہ انسان کی نسبت حیوان جنس قریب ہے اور جسم نامی بیک مرتبہ، جسم مطلق بدو مرتبہ اور جوہر بسہ مرتبہ جنس بعید ہے۔

نوع

نوع دو قسم پر ہے، نوع حقیقی اور نوع اضافی۔

نوع حقیقی: وہ کلی ذاتی ہے جس کی ماہیت اپنے افراد کی ماہیت سے متحد ہو، یا وہ کلی جو ایک یا کئی متفق الحقائق جزئیات پر ماھو کے جواب میں بولی جائے جیسے انسان کہ اپنے افراد (زید، عمر، بکر) کی ماہیت میں متحد ہے اور جب زید ما ھو، یا زید وعمرو بکر ماھم سے سوال کیا جائے تو یہی انسان جواب میں واقع ہوتا ہے۔

نوع اضافی: وہ کلی ہے جو بلا واسطہ کسی جنس کے ماتحت ہو، یا وہ کلی ہے کہ اگر اس کے ساتھ دوسری کوئی ماہیت ملا کر "ماھو" سے سوال کیا جائے تو جواب میں جنس واقع ہو، سلسلہ کلیات میں نوع حقیقی تو حیوان اور اس سے اوپر کی کلیات پر صادق نہیں آسکتی۔ کیونکہ وہ مختلف الحقائق افراد پر بولی جاتی ہیں۔ مگر نوع اضافی سلسلۂ کلیات میں جوہر کے سوا ہر کلی پر صادق ہے۔ مثلاً انسان اس واسطے نوع اضافی ہے کہ جب **الانسان والفرس ماھما** سے سوال کیا جائے تو جواب میں جنس (حیوان) واقع ہوتا ہے حیوان اس واسطے نوع اضافی ہے کہ جب **الحیوان والشجر ماھما** سے سوال کیا جائے تو جواب میں جنس (جسم نامی) واقع ہوتا ہے جسم نامی اس واسطے نوع اضافی ہے کہ جب **الجسم النامی والحجر ماھما** سے سوال کیا جائے تو جواب میں جنس (جسم مطلق) واقع ہوتا ہے جسم مطلق اس واسطے نوع اضافی ہے کہ جب (**الجسم المطلق والمَلَکُ ماھما**) سے سوال کیا جائے تو جواب میں جنس (جوہر) واقع ہوتا ہے البتہ جوہر کو نوع اضافی نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس کے اوپر جنس نہیں ہے۔

فصل

فصل وہ کلی ذاتی ہے جو اپنے افراد کی ماہیات کا جزء ہو، یا وہ کلی ہے جو کسی ماہیت کا اس غرض کے لئے جزء بن گئی ہو کہ اس کو مشارکات جنس سے ممتاز کر دے، یا جو "**ای شيء هو في ذاته**" کے جواب میں واقع ہوتی ہو جیسے ناطق کہ انسان کی ماہیت کا جزء خاص ہے۔ اور انسان کو مشارکات

حیوانی سے ممتاز کردیتا ہے،اور اگر''الانسان ای شيء هو في ذاته'' سے سوال کیا جائے تو یہی ناطق جواب میں واقع ہوگا اس کی دو قسمیں ہیں قریب اور بعید۔ جو فصل کہ ماہیت کو جنس قریب کے مشارکات سے تمیز دیتی ہو اس کو فصل قریب اور جو مشارکات جنس بعید سے تمیز دیتی ہو اس کو فصل بعید کہتے ہیں مثلا ناطق انسان کی فصل قریب ہے کیونکہ وہ انسان کو مشارکات جنس قریب (حیوان) سے تمیز دیتا ہے۔اور **متحرک بالارادۃ یاذی نماء یاقابل للابعادالثلاثۃ** فصل بعید ہے کیونکہ وہ انسان کو مشارکات جنس بعید (جسم نامی یا جسم مطلق یا جوہر) سے تمیز دیتا ہے۔

کسی شخص سے تعارف کرانے میں جس طرح پہلے اسکے بڑے، عام قبیلے یا قومیت اور وطن کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ایک خاص قوم اور جماعت میں داخل ہونے سے اس کا عام انسانی ابہام گھٹ جائے، پھر ولدیت، پیشہ، وغیرہ ایسے مخصوص امور بیان کئے جاتے ہیں جن سے مخاطب کو اس کی معرفت اور وجود کے متعلق ایک گونہ تسلی ہوجاتی ہے، اس کے بعد اگر اس کے اخلاق وکردار کے متعلق تفصیل کی جائے تو اگر چہ اس سے اس کی ہستی اور وجود کی معرفت میں مزید روشنی پڑے گی مگر وہ ایسے خارجی عوارضات ہوتے ہیں جن کے وجود وعدم سے اس کی ذات پر اثر نہیں پڑتا۔

ٹھیک اسی طرح ہر چیز کی تعریف میں ایک عام جزء (جنس) استعمال کیا جاتا ہے جس سے اس چیز کے ابہام میں کمی تو ہوجاتی ہے مگر قلبی تردد وخلجان کیلئے اب بھی کافی ابہام موجود رہتا ہے جس کے ازالہ کے لئے ایک مخصوص جز (فصل) لایا جاتا ہے اور اس طرح اس مابہ الاشتراک (جنس) اور مابہ الامتیاز (فصل) کے مجموعہ سے اس چیز کی ایک مخصوص ماہیت پیدا ہوجاتی ہے جس سے وہ چیز ایک ممتاز ہستی بن جاتی ہے اور وہی جنس اور فصل اس کی ذاتیات کہلاتی ہیں۔ان کے سوا اس چیز کے جتنے صفات وعوارضات مزید روشنی ڈالنے کے لئے یا دیگر اغراض کے لئے بیان کئے جائیں گے وہ عرضیات کہلائیں گے۔

اس تمہیدی بیان سے یہ واضح ہوا کہ کسی شیئ کی ماہیت میں جب فصل کو جنس سے ملاتے ہیں تو اس سے اس جنس کے دو حصے ہوجاتے ہین ایک حصہ تو بدستور مبہم رہ جاتا ہے اور ایک حصہ ایک معین ہستی کی شکل میں نمودار ہوجاتا ہے، مثلا انسانی ماہیت جب حیوان (جنس) اور ناطق

(فصل) سے مرکب ہوئی تو ناطق کے ملانے سے حیوان (جنس) کے دو حصے ہو گئے، ایک تو حیوان ناطق ہوا جو موجودات میں ایک معین ہستی (انسان) بن گئی۔

اور دوسرا حیوان غیر ناطق ہوا جو حسب سابق اب بھی کافی مبہم ہے۔ تو معلوم ہوا کہ فصل جب جنس سے ملتی ہے تو جنس کے دو حصے کر دیتی ہے اور نوع کو قوام اور وجود دیتی ہے اسی واسطے فصل کو جنس کا مقسم اور نوع کا مُقوِّم کہتے ہیں اور چونکہ سلسلۂ کلیات میں ہر مافوق کلی ماتحت کا جزء ہوتی ہے، اور ہر فصل نوع کا جزء ہوتی ہے اس لئے یہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہے کہ جو فصل مقوم نوع عالی ہو تو وہ مقوم نوع سافل بھی ہوگی، مگر جو فصل کہ مقوم نوع سافل ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ مقوم نوع عالی بھی ہو اور جو فصل مقسم جنس سافل ہو تو وہ مقسم جنس عالی بھی ہوگی مگر یہ ضروری نہیں کہ جو فصل مقسم جنس عالی ہو تو وہ مقسم جنس سافل بھی ہو۔ دیکھو ''ذی نماء'' مقوم جسم نامی ہے تو مقوم حیوان اور انسان بھی ہے مگر مقوم جسم مطلق نہیں۔ اور یہی ''ذی نماء'' جس طرح مقسم جسم مطلق ہے ویسے ہی مقسم جوہر بھی ہے مگر مقسم جسم نامی اور حیوان نہیں بلکہ ان کا مقوم ہے۔

کلی عرضی کا بیان

تمہید: تم نے پڑھا ہے کہ جو کلی اپنے افراد کی ماہیت سے خارج ہو اس کو کلی عرضی کہتے ہیں جس کی دو قسمیں ہیں خاصہ اور عرض عام پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔ لازم[۱] اور مفارق[۲] ۔ اس بنا پر خاصہ کی دو قسمیں ہوئیں خاصہ لازمہ اور مفارقہ۔ اور عرض عام کی بھی دو قسمیں ہوئیں، عرض عام لازم اور مفارق، مگر تعلیمی سہولت کے لئے کلی عرضی کی یہ بحث حسب ذیل چار عنوانات کے ضمن میں بیان کی جاتی ہے (۱) خاصہ (۲) عرض عام (۳) عرض لازم (۴) عرض مفارق۔

خاصہ

خاصہ وہ کلی عرضی ہے جو صرف ایک ہی ماہیت کے افراد پر عرضی طور سے بولی جاتی ہو، جیسے کاتب، ضاحک، جو صرف انسانی افراد پر عرضی طور سے صادق آتی ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں شاملہ اور غیر شاملہ، خاصہ شاملہ اس کو کہتے ہیں کہ اپنے ماتحت تمام افراد پر صادق ہو، جیسے ضاحک

وکاتب بالقوہ، کہ تمام انسانی افراد کو بالقوہ ضاحک وکاتب کہہ سکتے ہیں، خاصہ غیر شاملہ وہ ہے جو اپنے ماتحت تمام افراد کو شامل نہ ہو جیسے یہی ضاحک وکاتب بالفعل کہ بعض انسانی افراد پر تو یہ بالفعل صادق ہیں مگر بعض ایسے ہیں جن پر یہ بالفعل صادق نہیں۔

عرض عام

عرض عام وہ کلی عرضی ہے جو مختلف الحقائق ماہیات کے افراد پر عرضی طور سے صادق آتی ہو، جیسے ماشی متنفس جو تمام حیوانی افراد پر عرضی طور سے صادق آتے ہیں۔

عرض لازم

عرض لازم وہ کلی ہے جو اپنے معروض سے کبھی بھی جدا نہ ہو سکے، جیسے حرارت نار کے لئے اور برودت ثلج کے لئے، عرض لازم کی دو تقسیمیں کی جاتی ہیں (۱) باعتبار وجود ملزوم (۲) باعتبار نفس ماہیت لازم۔

وجود ملزوم کے اعتبار سے لازم کی تین قسمیں ہیں (۱) لازم وجود خارجی جیسے سواد حبشی کے لئے صرف اس کے وجود خارجی کا لازم ہے وجود ذہنی کا نہیں کیونکہ حبشی کا وجود ذہنی صرف حیوان ناطق ہے جو تمام انسانوں میں شریک ہے (۲) لازم وجود ذہنی جیسے بصر، اعمیٰ کی نسبت کیونکہ اعمیٰ کے معنی عدم البصر ہیں تو جب اس کے معنی ذہن میں حاصل ہوتے ہیں تو یقیناً بصر بھی ساتھ آتا ہے مگر لازم وجود خارجی نہیں بلکہ خارج میں اعمیٰ اور بصر میں تضاد ہے (۳) لازم الماہیت جیسے زوجیت اربعہ کے لئے کیونکہ زوجیت اربعہ کی ماہیت کے ساتھ لازم ہے خواہ ذہن میں ہو یا خارج میں۔ اور لازم باعتبار نفس ماہیت کی دو قسمیں ہیں، بین اور غیر بین بین دو معنوں اخص اور اعم میں استعمال ہوتا ہے (۱) بین بالمعنی الاخص وہ لازم ہے جس کا تصور ملزوم کے تصور کے ساتھ لازم آتا ہو جیسے آگ کی گرمی اور برف کی سردی کہ جب آگ یا برف کا تصور کیا جاتا ہے تو گرمی اور سردی کا تصور بھی لازم آتا ہے، اس کے مقابل میں غیر بین وہ لازم ہوگا جس کا تصور ملزوم کے ساتھ نہ آئے جیسے کتابت اور ضحک جن کا تصور انسان کے تصور کے ساتھ لازم نہیں آتا۔ (۲) بین بالمعنی الاعم وہ

لازم ہے جس کے لزوم پر یقین کرنے کے لئے لازم، ملزوم، اور درمیانی نسبت کے تصور کی ضرورت ہو جیسے ضحک اور کتابت انسان کے لئے، کہ انسان اور ضحک یا کتابت، اور ان کے درمیان تعلق ونسبت کے تصور سے ان میں لزوم پر جزم حاصل ہوتا ہے۔ اس کے مقابل میں غیر بین وہ ہوگا جس میں لازم اور ملزم اور درمیانی نسبت کے تصور سے جزم باللزوم نہ آتا ہو جیسے افلاک کے لئے حرکت اور زمین کیلئے سکون کہ ہر تصورات سے بھی جزم باللزوم نہیں آتا ہے۔

عرض مفارق

عرض مفارق وہ ہے جو اپنے معروض سے جدا ہو سکے، خواہ ہمیشہ ساتھ رہے جیسے حرکت فلک کے لئے یا سرعت کے ساتھ زائل ہوتا ہو جیسے شرمندگی کی سرخی اور ڈرنے کی زردی، یا بدیر زائل ہوتا ہو جیسے جوانی اور بڑھاپا۔

بحث مفہوم کا خاتمہ

جزئی کا اطلاق دو معنوں پر ہوتا ہے ایک تو وہ جو تم پڑھ چکے ہو'' جس کا صدق کثیرین پر عقلا منع ہو'' اس کو جزئی حقیقی کہتے ہیں، دوسرا ہر وہ خاص جو کسی عام کے نیچے ہو اس کو جزئی اضافی کہتے ہیں، جزئی اضافی کا اطلاق انسان، حیوان وغیرہ کلیات پر بھی ہوسکتا ہے کیونکہ وہ بھی ایک خاص خاص مفہوم ہیں جو اوپر والے عام کلیات کے نیچے ہیں، اس واسطے جزئی حقیقی کو خاص اور اضافی کو عام کہتے ہیں۔

(۲) مفہوم اور اس کے جمیع اقسام کی جو جو تعریفیں تم پڑھ چکے ہو ان کی بنا پر وہ چیزیں منطقی کہلاتی ہیں اور ان کے معروضات کو طبعی، اور عارض ومعروض کے مجموعہ کو عقلی کہتے ہیں۔

مثلاً مفہوم کلی'' جس کا صدق کثیرین پر عقلا منع نہ ہو'' کو کلی منطقی، اور اس کے معروض انسان، حیوان وغیرہ کو کلی طبعی اور عارض ومعروض کے مجموعہ'' **الانسان الکلی**'' یا'' **الحیوان الکلی**'' وغیرہ کو کلی عقلی کہیں گے، اس طرح کلی کے تمام اقسام سمجھو۔

نسب اربعہ کا بیان

جس طرح انسانی افراد کے ہر دو شخصوں میں رشتہ، عدم رشتہ، دوستی دشمنی، اجنبیت وغیرہ کی کوئی نہ کوئی نسبت پائی جاتی ہے اسی طرح دو کلیوں میں تساوی، تباین، عموم خصوص مطلق، عموم خصوص من وجہ، میں سے کوئی نہ کوئی نسبت پائی جاتی ہے، جن کو نسب اربعہ کہتے ہیں اور جن کا جاننا بھی کلیات کی معرفت پر مزید روشنی ڈالنے کے لئے ضروری ہے۔

تساوی: یہ نسبت ایسی دو کلیوں میں پائی جاتی ہے جن میں سے ایک دوسرے کے تمام افراد پر صادق آتی ہو جیسے ''انسان وناطق'' کہ انسان ناطق کے تمام افراد پر اور ناطق انسان کے تمام افراد پر صادق آتا ہے ایسی کلیوں کی متساویین کہتے ہیں۔

تباین: یہ نسبت ایسی دو کلیوں میں پائی جاتی ہے، جن میں سے ہر ایک کلی دوسرے کے کسی فرد پر صادق نہ ہو سکے۔ جیسے ''انسان وفرس'' کہ نہ انسان فرس کے کسی فرد پر صادق آتا ہے اور نہ فرس انسان کے کسی فرد پر ایسی دو کلیوں کو متبائنین کہتے ہیں۔

عموم خصوص مطلق: یہ نسبت ایسی دو کلیوں میں پائی جاتی ہے جن میں سے ایک ''عام'' دوسری ''خاص'' کے تمام افراد پر صادق ہو مگر دوسری ''خاص''، پہلی ''عام'' کے صرف بعض افراد پر صادق ہو جیسے ''حیوان وانسان'' کہ حیوان تو انسان کے کل افراد پر صادق ہے مگر انسان، حیوان کے بعض افراد پر صادق ہے اور بعض پر نہیں، ایسی دو کلیوں کو عام خاص مطلق کہتے ہیں۔

عموم وخصوص من وجہ: یہ نسبت ایسی دو کلیوں میں پائی جاتی ہے جن میں سے ہر ایک دوسری کے بعض افراد پر صادق ہو اور بعض پر نہیں جیسے ''ابیض وحیوان'' کہ ابیض صرف بعض حیوان پر صادق ہے اور حیوان صرف بعض ابیض پر، ایسی دو کلیوں کو عام خاص من وجہ کہتے ہیں۔

نقشہ نمبر ۸ متعلق کلیات خمس۔
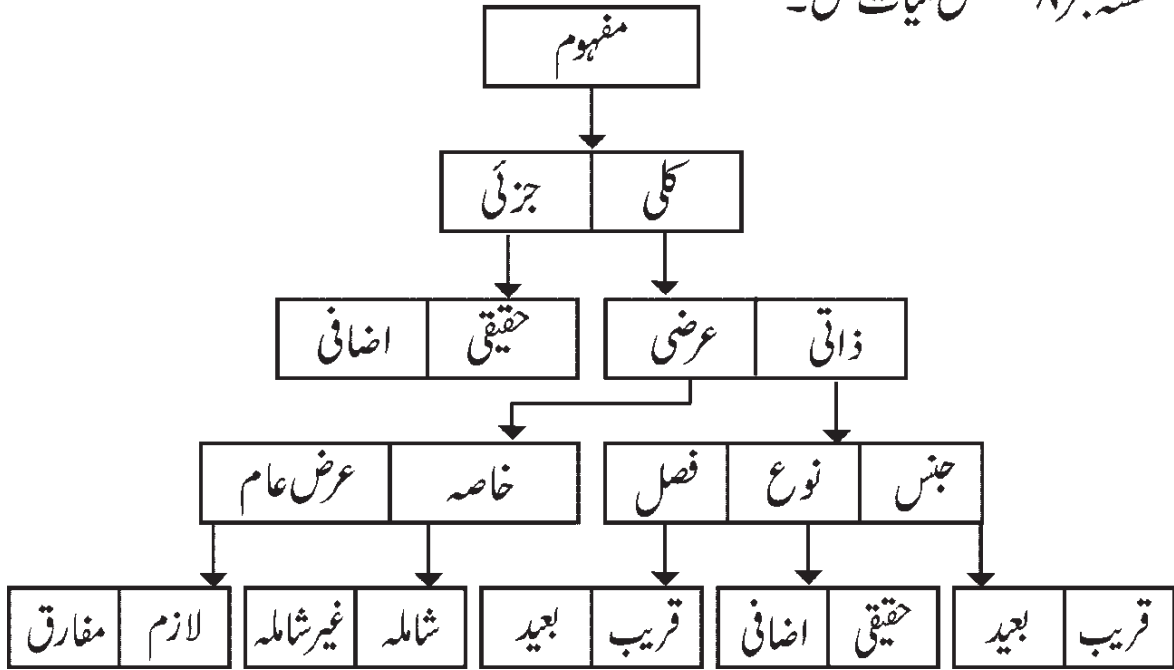
تعریفات

مفہوم: کسی چیز کی وہ صورت ہے جو ذہن میں آئے۔

جزئی حقیقی: وہ مفہوم اور صورت ذہنی ہے جس کا صدق کثیرین پر عقلاً منع ہو۔

جزئی اضافی: ہر وہ خاص مفہوم ہے جو کسی عام مفہوم کے نیچے ہو۔

کلی : وہ مفہوم ہے جس کا صدق کثیرین پر عقلاً درست ہو۔

کلی ذاتی: وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی ماہیات کا عین یا جز ہو۔

کلی عرض: وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی ماہیات کا نہ عین ہو نہ جز بلکہ ایک خارجی صفت ہو۔

جنس: وہ کلی ذاتی ہے جو اپنے افراد کی ماہیات کا جزو عام ہو، یا جو اپنے افراد کی ماہیات میں تمام جزو مشترک ہو یا جو مختلف الماہیات افراد پر ماہو کے جواب میں واقع ہو۔

نوع حقیقی: وہ کلی ذاتی ہے جو اپنے افراد کی ماہیات کا عین ہو، یا جو ایک یا متعدد متفق الحقائق جزئیات پر ماہو کے جواب میں بولی جائے۔

نوع اضافی: وہ کلی ذاتی ہے جو بلا واسطہ کسی جنس کے ماتحت مندرج ہو، یا وہ کلی ذاتی ہے جس کو

کسی ماہیت کے ساتھ اگر ماہو کے سوال میں ملائیں تو جواب میں جنس واقع ہو۔

جنس قریب: کسی ماہیت کی نسبت جنس قریب وہ کلی ہے کہ اگر اس کے مشارکات میں سے فرداً فرداً تمام مشارکات کو اس ماہیت کے ساتھ ماہو کے سوال میں ملاتے رہیں تو ہر ایک سوال کے جواب میں وہی کلی واقع ہوتی رہے۔

جنس بعید: کسی ماہیت کی نسبت جنس بعید وہ کلی ہے کہ اگر اس کے مشارکات میں سے فرداً فردا تمام مشارکات کو اس ماہیت کے ساتھ ماہو کے سوال میں ملاتے رہیں تو ہر ایک سوال کے جواب میں وہی کلی نہ آئے۔

فصل: وہ کلی ذاتی ہے جو اپنے افراد کی ماہیات کا جزو خاص ہو، یا جو مشارکات جنسی سے تمیز کے لئے ای شیئ ہو کے جواب میں واقع ہو۔

فصل قریب: وہ فصل ہے جو ماہیت کو مشارکات جنس قریب سے تمیز دے۔

فصل بعید: وہ فصل ہے جو ماہیت کو مشارکات جنس بعید سے تمیز دے۔

خاصہ: وہ کلی عرضی ہے جو صرف ایک ہی ماہیت کے افراد پر عرضی طور سے صادق آتی ہے۔

عرض عام: وہ کلی عرضی ہے جو مختلف ماہیات کے افراد پر عرضی طور سے صادق آتی ہو۔

عرض لازم: وہ عرض (صفت) ہے جو اپنے معروض سے جدا نہ ہو سکے۔

عرض مفارق: وہ عرض (صفت) ہے جو اپنے معروض سے جدا ہو سکے۔

کلی منطقی: کلی کے مفہوم (جس کا صدق کثیرین پر عقلا منع نہ ہو) کو کہتے ہیں۔

کلی طبعی: کلی منطقی کے معروض (انسان، حیوان، وغیرہ) کو کہتے ہیں۔

کلی عقلی: مفہوم کلی اور اس کے معروض کے مجموعے کو کہتے ہیں۔ جیسے الانسان الکلی وغیرہ۔

متساویین: ایسی دو کلیوں کو کہتے ہیں جن میں سے ہر ایک دوسرے کے کل افراد پر صادق ہو۔ ان میں جو نسبت پائی جاتی ہے اس کو تساوی کہتے ہیں۔

متبائنین: ایسی دو کلیوں کو کہتے ہیں جن میں سے ہر ایک دوسرے کے ایک فرد پر بھی صادق نہ ہو۔ ان میں جو نسبت پائی جاتی ہے اس کو تباین کہتے ہیں۔

عام خاص مطلق : ایسی دوکلیوں کو کہتے ہیں جن میں سے ایک (عام) دوسرے (خاص) کے کل افراد پر صادق ہومگر وہ اس کے صرف بعض افراد پر صادق ہو۔

عام خاص من وجہ: ایسی دوکلیوں کو کہتے ہیں جن میں سے ہرایک دوسرے کے بعض افراد پر صادق ہواور بعض پرنہیں۔

مُعَرِّف کی بحث

تمہید: تم پڑھ چکے ہوکہ منطق سے اصل غرض معلومات کے ذریعہ سے مجہولات کا حصول اور ناواقفیت کی وجہ سے اس میں جوغلطیاں واقع ہوتی ہیں ان سے محفوظ رہنا ہے حصول مجہولات کے قواعد وضوابط کو آسانی کے ساتھ منضبط ومحفوظ کرنے کیلئے ساری معلومات کے دو حصے کئے گئے ہیں، موصل تصوری اور موصل تصدیقی۔

موصل تصوری وہ تصورات معلومہ ہیں جن سے تصورات مجہولہ حاصل کئے جاتے ہیں جن کو معرف وقول شارح بھی کہتے ہیں، اور موصل تصدیقی وہ تصدیقات معلومہ ہیں جن سے تصدیقات مجہولہ حاصل کئے جاتے ہیں جن کو حجۃ اور دلیل بھی کہتے ہیں، چونکہ تصدیقات اپنی موجودیت میں تصورات کے محتاج ہوتے ہیں اس لئے موصل تصوری کی بحث موصل تصدیقی پر مقدم کی جاتی ہے۔

تحصیل مجہولات کا طریقہ اور اس کے شرائط

ذہن تمام معلومات کے لئے بمنزلہ ایک خزانہ اور کارخانہ کے ہے کہ جب کسی چیز کی معرفت وماہیت مطلوب ہوتی ہے تو انہی ذہنی معلومات میں سے مناسب معلومات کو ترتیب دے کر مطلوب ماہیت حاصل کی جاتی ہے۔

کسی چیز کی تعریف کرنے کا عام طریقہ یہ ہے کہ اپنی ذہنی معلومات میں سے معرَّف کے ساتھ مناسبت رکھنے والے ایسے دو معلومات لئے جاتے ہیں کہ جن میں سے ایک معرَّف سے عام (جنس) ہواور دوسرا اس کے ساتھ خاص اور مساوی (فصل) ہو۔اب ان ہردو معلومات کو ملاکر معرَّف پر حمل کرتے ہیں جس سے اس کا نامعلوم تصور حاصل ہوجاتا ہے، مثلاتم کو انسان کی

نامعلوم ماہیت مطلوب تھی، تو تم نے اپنے ذہنی معلومات میں سے انسان کے ساتھ حیوان (جنس) اور ناطق (فصل) کو مناسب پایا، اس لئے ان دونوں کو ملا کر انسانی ماہیت کے حصول کے لئے اُس پر حمل کر کے یوں کہا کہ انسان حیوان ناطق ہے، پس انسان محدود اور معرَّف کہلائے گا اور ''حیوان ناطق'' اس کی ماہیت ومعرِّف کہلائے گی، جس کے حمل کرنے سے اس کی ماہیت (کہ وہ عقلمندی سے بولنے والا جاندار ہے) معلوم ہوئی۔

چونکہ معرَّف کی معرفت معرِّف کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اس لئے معرِّف میں مندرجہ ذیل شرائط کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

(۱) معرِّف معرَّف کی نسبت وجود وتحقیق میں مساوی، جامع ومانع، اور حصول امتیاز ومعرفت کے لئے اس پر محمول ہو۔

(۲) معرَّف ومعرِّف میں تبائن واجنبیت نہ ہو۔ جیسے انسان وفرس۔

(۳) معرِّف معرَّف کی نسبت نہ عام ہو نہ خاص بلکہ دونوں مساوی ہوں۔

(۴) معرِّف معرَّف کی نسبت معرفت وممتاز ہونے میں نہ کم ہو نہ برابر بلکہ واضح تر ہو۔

(۵) تعریف میں الفاظ مشترکہ یا مجازیہ بلاقرینے مستعمل نہ ہوں، اور نیز ایسے الفاظ بھی نہ ہوں، جن کے معانی مخاطب کے نزدیک غیر ظاہر الدلالۃ ہوں۔

معرِّف کی تقسیم

تعریف کی دو قسمیں ہیں حد اور رسم پھر ان میں ہر ایک دو قسم پر ہے تام اور ناقص اس طرح تعریف کی چار قسمیں ہوئیں حد تام، حد ناقص، رسم تام، رسم ناقص، کسی بھی تعریف کے حد یا رسم ہونے کا دارومدار جزء ممیّز پر ہے۔ اگر تعریف میں جزء ممیّز ذاتی (فصل) ہو تو تعریف کو حد کہیں گے اور اگر عرضی (خاصہ) ہو تو رسم، پھر ان میں ہر ایک اگر جنس قریب پر مشتمل ہو تو تام ہو گی ورنہ ناقص۔

تعریفات وفوائد

معرِّف یا قول شارح: وہ قول ہے جو کسی چیز پر اس غرض کے لئے بولا جائے کہ اس سے

اس کے نامعلوم معنی حاصل ہو جائیں۔

حدتام: وہ تعریف ہے جو معرَّف کی جنس قریب وفصل قریب پر مشتمل ہو جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق سے۔

حد ناقص: وہ تعریف ہے جو معرَّف کی فصل قریب یا جنس بعید وفصل قریب پر مشتمل ہو جیسے انسان کی تعریف ناطق یا جسم ناطق سے۔

رسم تام: وہ تعریف ہے جو معرَّف کے خاصہ اور جنس قریب پر مشتمل ہو جیسے انسان کی تعریف حیوان ضاحک سے۔

رسم ناقص: وہ تعریف ہے جو معرَّف کے خاصہ سے یا خاصہ اور جنس بعید پر مشتمل ہو جیسے انسان کی تعریف ضاحک سے یا جسم ضاحک سے۔

فائدہ: تعریف کے متعلق جو بحث تم نے پڑھی یہ تمام تعریف حقیقی کی بحث تھی یعنی معرِّف وتعریف کے ذریعہ سے نامعلوم شے کو ذہن میں حاصل کرنا، اس کے علاوہ تعریف کی ایک اور قسم ہے جس میں تعریف کے ذریعہ سے ذہن میں نئے معنی حاصل نہیں ہوتے بلکہ لفظ کے مدلول کا تعین ہوتا ہے، اس کو تعریف لفظی کہتے ہیں، مثلاً تم شیر کے معنی سمجھتے ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ عربی میں شیر کو اسد کہتے ہیں اب تم نے کسی سے لفظ غضنفر سنا تو تم نے پوچھا کہ "**ماالغضنفر**" تو اس نے جواب دیا کہ اَسَدٌ، اس تعریف سے تم کو شیر کے نئے معنی حاصل نہ ہوئے بلکہ صرف غضنفر کے جو معنی مبہم تھے وہ اس تعریف سے معین ہو گئے، گویا غیر مشہور لفظ کے معنی کو مشہور لفظ کے ذریعہ سے معین کر دیا اس واسطے تعریف لفظی کی تفسیر یوں بھی کی جاتی ہے کہ **هُوَ تَفْسِيرُ اللَّفْظِ بِاَشْهُرِ مُرادِفِهٖ**۔

تصدیقات

قضایا کی بحث

موصل تصوری (معرِّف) کی بحث ختم ہوئی اب موصل تصدیقی (حجۃ) کی بحث شروع

ہوئی، مگر جس طرح معرِّف کی ترکیب کلیات سے ہوتی تھی اس لئے معرف سے پہلے بطور مبادی کلیات کی بحث ضروری تھی اسی طرح حجۃ کی ترکیب چونکہ قضایا سے ہوتی ہے اس لئے حجۃ سے پہلے بطور مبادی قضایا کا بیان ضروری ہے۔

مختلف جہات سے قضایا کی کئی تقسیمیں کی جاتی ہیں مگر انضباط قواعد کی سہولت کو ملحوظ رکھتے ہوئے بحث قضایا پہلے دو حصوں میں منقسم کی جاتی ہے بحث ''حملیات'' اور ''شرطیات'' پھر ہر ایک کی بحث میں ان کے مخصوص حالات واقسام بیان کئے جائیں گے۔

حملیات کی بحث

حملیہ وہ قضیہ ہے جس میں ثبوت شی للشی یا نفی شی عن شی کا حکم کیا گیا ہو یا وہ قضیہ کہ جس میں دو چیزوں میں اس طرح حکم کیا گیا ہو کہ یہ چیز وہ ہے یا یہ وہ نہیں یا وہ قضیہ کہ جس کا انحلال مفردین کو ہو، جیسے زید انسان ہے، یا زید حجر نہیں، دیکھو ان میں ثبوت انسانیت کا زید کے لئے یا سلب حجریۃ کا زید سے حکم کیا گیا ہے، اور اگر ان میں سے نسبت رابطی نکال دی جائے تو زید اور انسان یا حجر مفردین رہ جائیں گے۔

حملیہ کے جزء اول کو موضوع اور جزء دوم کو محمول اور نسبت رابطی پر دلالت کرنے والی چیز کو رابط کہتے ہیں، عجمی لغت کا کوئی قضیہ اس رابط سے خالی نہیں ہوتا مگر عربی محاورات میں حرکات اعرابیہ پر اکتفا کر کے اکثر رابط کو تلفظ سے حذف کرتے ہیں، تو جس قضیہ میں یہ رابط صراحۃً موجود نہ ہو اس کو ثنائیہ کہتے ہیں۔ جیسے زیدٌ قائمٌ اور جس میں رابط موجود ہو جیسے زید'' هُوَ قَائِم'' تو اس کو ثلاثیہ کہتے ہیں۔

اب بحث حملیات تین تقسیمات کے ضمن میں بیان کی جاتی ہے۔ تقسیم حملیہ باعتبار نفس موضوع، باعتبار وجود موضوع، اور باعتبار جہتہ۔

تقسیم حملیہ باعتبار نفس موضوع

حملیہ باعتبار نفس موضوع کے چار قسم پر ہے: شخصیہ یا مخصوصہ، طبعیہ، محصورہ اور مُہملہ؛ اگر

حملیہ کا موضوع شخص معین ہو جیسے زید انسان ہے۔زید پتھر نہیں تو اس کو شخصیہ یا مخصوصہ کہیں گے، اور اگر موضوع کلی ہو مگر حکم اس کے افراد پر نہ ہو بلکہ نفس طبیعت اور ماہیت موضوع پر ہو جیسے انسان نوع ہے، حیوان جنس ہے، تو اس کو طبعیہ کہیں گے، اور اگر حکم افراد موضوع پر ہو تو قضیہ میں جن افراد پر حکم کیا گیا ہو اگر ان کی کمیۃ کلًا یا بعضا بیان کی گئی ہو تو اس کو محصورہ یا مسورہ کہیں گے، اور اگر کمیۃ افراد مذکورہ نہ ہو تو اس کو مہملہ کہیں گے، جیسے انسان بے صبر ہے، طلبا کاہل نہیں ہوتے، مہملہ کی یہ تعریف متاخرین کے نزدیک ہے، اور قدماء منطقیین کے نزدیک مہملہ وہی طبعی ہے، دونوں میں صرف اعتباری فرق ہے کہ طبعیہ میں موضوع، طبعیت مطلقہ (طبیعت بشرط لاشی) ہوتی ہے اور مہملہ میں موضوع "مطلق طبیعت" (طبیعت لا بشرط شی) ہوتی ہے یعنی موضوع طبعیہ میں اطلاق کی قید ملحوظ ہوتی ہے اور مہملہ میں اطلاق کی قید بھی ملحوظ نہیں ہوتی، ان چاروں قضایا میں سے اس فن میں صرف محصورات ہی سے بحث کی جاتی ہے اس لئے ذیل میں محصورات کا مفصل بیان درج کیا جاتا ہے۔

قضیہ محصورہ کا بیان

چونکہ قضیہ محصورہ میں محمول کا موضوع کے کل یا بعض افراد کے لئے ثبوت یا نفی کا حکم کیا جاتا ہے۔اس لئے اس میں ایسے ادات اور علامات ہونی چاہیئے جو ایجاب وسلب اور کمیۃ افراد پر دلالت کرسکتی ہوں ایسے ادات کو سُور کہتے ہیں، اور جو قضیہ اس سور پر مشتمل ہوتا ہے وہ مسورہ اور محصورہ کہلاتا ہے، محصورہ میں اگر محمول کو تمام افراد موضوع کے لئے ثابت کیا گیا ہو تو اس کو موجبہ کلیہ کہتے ہیں اور اگر بعض افراد کے لئے ثابت کیا گیا ہو تو اس کو موجبہ جزئیہ، اور اگر محمول کی تمام افراد موضوع سے نفی کی گئی ہو تو اس کو سالبہ کلیہ کہتے ہیں اور اگر بعض افراد سے نفی کی گئی ہو تو اس کو سالبہ جزئیہ، موجبہ کلیہ کا سور لفظ کل، الف لام استغراقیہ ہیں یا جو لفظ ان کا ہم معنی ہو خواہ کسی لغت

سے ہو جیسے کل انسان حیوان، وغیرہ، موجبہ جزئیہ کا سور لفظ بعض، واحد ہے یا جوان کا ہم معنی ہو، جیسے بعض الحیوان انسان سالبہ کلیہ کا سور لفظ لا شے، لا واحد ہے یا جوان کا ہم معنی ہو جیسے لا شیء من الانسان بحجر ،سالبہ جزئیہ کا سور لیس کل، لیس بعض، بعض لیس ہے یا جو اس کا ہم معنی ہو، جیسے بعض الحیوان لیس بانسان۔

معدولہ ومحصلہ کا بیان

قضیہ میں ایجاب وسلب کا دارومدار نسبت رابطی پر ہے۔ اگر نسبت رابطی ایجابی ہو تو قضیہ موجبہ ہوگا اور اگر سلبی ہو تو سالبہ ہوگا، طرفین خواہ کیسے بھی ہوں، اسی واسطے حرف سلب کی اصلی وضع اس غرض کے لئے ہے کہ نسبت رابطی کو رفع کرے مگر بعض وقت وہ اپنی اصلی وضع سے عدول کر کے (ہٹ کر کے) طرفین میں سے کسی ایک یا دونوں کا جز ہو جاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے وہ طرف تو نفی ہو جاتا ہے مگر قضیہ اس وقت تک بدستور موجبہ رہتا ہے، جب تک رفع نسبت رابطی کے لئے اس پر دوسرا حرف سلب داخل نہ ہو، تو جس قضیہ میں اس طرح حرف سلب موضوع، یا محمول، یا دونوں کا جز ہو گیا ہو اس کو معدولہ کہتے ہیں، جس کی تین قسمیں ہیں۔ معدولۃ الموضوع جس میں حرف سلب موضوع کا جز ہو گیا ہو، جیسے کُلُّ لَاعَالِم" جَاھِل" یا جیسے محاورے میں کہتے ہیں، بے غیرت ہمیشہ خوش رہتا ہے معدولۃ المحمول جس میں حرف سلب محمول کا جز ہو گیا ہو۔ جیسے کل جاہلِ لاعالم" یا زید بے مروت ہے معدولۃ الطرفین جس میں حرف سلب موضوع ومحمول دونوں کا جز ہو گیا ہو جیسے کُلُّ غیر ذِی دین غیر ذی امانت، یا ہر بے دین بے مروت ہوتا ہے، اور ہر بے شرم بے غیرت ہوتا ہے، یہ تینوں معدولے موجبے ہیں، اگر ان کو سالبے بنانا ہوں تو رفع نسبت کے لئے ایک اور حرف سلب لا کر یوں کہیں گے، بے غیرت کبھی کامیاب نہیں ہوتا، زید بے مروت نہیں ہے، ہر بے شرم بے دولت نہیں ہوتا۔

اور اگر حرف سلب ان میں سے کسی کا جز نہ بنایا گیا ہو تو اس کو محصلہ کہتے ہیں خواہ حرف سلب ہی نہ ہو۔ جیسے زید" قائم"، یا حرف سلب ہو مگر رافع نسبت ہو جیسے زید لیس بقائم، کبھی دونوں میں فرق کے لئے موجبہ کو تو محصلہ ہی کہتے ہیں مگر سالبہ کو یا تو سالبہ محصلہ کہتے ہیں یا بسیطہ۔

تقسیم حملیہ باعتبار وجود موضوع

ہر موجبہ حملیہ میں موضوع کا موجود ہونا ضروری ہے، کیونکہ کسی معدوم محض کے لئے ثبوت محمول کا حکم ممکن نہیں، اسی وجود موضوع کے اعتبار سے حملیہ کی تین قسمیں ہیں خارجیہ، ذہنیہ، اور حقیقیہ، حملیہ موجبہ کے موضوع ومحمول میں اتحاد وثبوت کا جو حکم کیا جاتا ہے، اس میں اگر موضوع کے وجود خارجی کی حالت کوملحوظ رکھ کر حکم کیا گیا ہو جیسے ہر حبشی کالا ہوتا ہے اور ہر رومی گورا ہوتا ہے تو اس کو خارجیہ کہیں گے اور اگر موضوع کے وجود ذہنی کوملحوظ رکھ کر حکم کیا گیا ہو جیسے انسان کلی ہے یا حیوان جنس ہے تو اس کو ذہنیہ کہیں گے اور اگر موضوع کے وجود ذہنی اور خارجی کی خصوصیت سے قطع نظر مطلق نفس الامری وجود کوملحوظ رکھ کر حکم کیا گیا ہو جیسے الاربعۃ زوج، یا جیسے کہتے ہیں کہ مثلث کے تین زاوئے دو قائموں کے برابر ہوتے ہیں تو اس کو حقیقیہ کہتے ہیں۔

تقسیم حملیہ باعتبار جہۃ

تمہید: ہر حملیہ کی نسبت خواہ ایجابی ہو یا سلبی نفس الامر میں کیفیت امکان، دوام، ضرورت، فعلیت وغیرہ میں کسی نہ کسی کیفیت سے موصوف ہوتی ہے چاہے قضیہ میں اس کی تصریح موجود ہو یا نہ ہو، اسی کیفیت نفس الامری کو مادۃ القضیہ کہتے ہیں، اور قضیہ میں جو لفظ اس پر دلالت کرتا ہو اس کو جہۃ القضیہ کہتے ہیں، اور جو قضیہ اس جہۃ پر مشتمل ہو اس کو موجہہ، اور جو قضیہ اس جہۃ پر مشتمل نہ ہو اس کو مطلقہ الجہۃ کہتے ہیں؛ قضیہ موجہہ اگر صرف ایک ہی ایجابی یا سلبی نسبت پر مشتمل ہو اس کو بسیطہ اور جو ایسے دو مختلف الکیف قضیوں سے مرکب ہو جن میں پہلا قضیہ تو صریحی ہو مگر دوسرا کسی مختصر لفظ کے ضمن میں سمجھا جاتا ہو تو اس کو مرکبہ کہتے ہیں، اس فن میں ایسے پندرہ موجہات مستعمل ہیں جن میں آٹھ بسائط اور سات مرکبات ہیں؛ اور موجہات کے بیان سے قبل بطور تمہید ومقدمہ چند امور کا جاننا ضروری ہے تا کہ موجہات کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

مقدمۂ موجہات

ہر قضیہ کے موضوع ومحمول میں ذات اور وصف کی دو دو اعتبار متصور ہو سکتے ہیں، مثلاً "کل انسان حیوان" میں ذات انسان (انسانی افراد) وصف انسان (انسانیت) ذات حیوان (حیوانی

افراد) وصف حیوان (حیوانیت) چار احتمالات متصور ہو سکتے ہیں مگر عام طور سے متعارف قضایا میں موضوع سے ذات اور محمول سے وصف مراد لیا جاتا ہے مثلاً کل انسان حیوان سے ذات انسان (انسانی افراد) کے لئے وصف حیوانیت کا ثبوت مراد ہوگا، رہا ذات محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لئے یا وصف محمول کا ثبوت وصف موضوع کے لئے۔ تو یہ اس واسطے مراد نہیں لے سکتے کہ دونوں کی ذاتوں میں محض اتحاد۔ اور دونوں کے وصفوں میں محض تغایر ہے حالانکہ حمل میں من وجہ (خارجاً) اتحاد اور من وجہ (ذہناً) تغایر چاہئے۔

اب یہ امر بحث طلب ہے کہ ذات موضوع کے لئے نسبت وصف موضوع اور وصف محمول کی کیا کیفیت ہونی چاہئے۔ تو ثبوت وصف موضوع میں ذات موضوع کے لئے فارابی اور شیخ میں اختلاف ہے، فارابی کے نزدیک ہر وہ شئے موضوع کا مصداق ہو سکتی ہے جس کے لئے وصف موضوع کا ثبوت ممکن ہو، اور شیخ اس امکان کے ساتھ فعلیت ثبوت کو بھی شرط مانتا ہے، مثلاً کل اسود جسم کا حکم فارابی کے نزدیک آدمی کو بھی شامل ہوگا کیونکہ رومی نفس الامر میں اگرچہ سواد سے موصوف نہیں ہوتا مگر موصوف ہونا ممکن ہے۔ اور شیخ چونکہ فعلیت اتصاف کو شرط مانتا ہے اور رومی ازمنہ ثلاثہ میں کبھی بھی سواد سے موصوف نہیں ہوتا، لہذا اس کے نزدیک اس حکم میں رومی داخل نہ ہوگا۔ اہل فن نے جب شیخ کا مسلک عقلا و عرفا درست پایا کہ جو شے نفس الامر میں کبھی بھی وصف موضوع سے متصف نہ اس کو افراد موضوع میں شمار کرنا ہی لغو ہے، اس لئے وہ اپنے فن میں وہی قضایا استعمال کرتے ہیں جو مذہب شیخ کے مطابق ہوں۔

اب رہی کیفیت اتصاف ذات موضوع وصف محمول کے ساتھ تو وہ باعتبار اختلاف مواد مختلف صورتوں سے متحقق ہوتی ہے اور اسی کیفیت کی تحقیق پر تمام بحث موجہات کا دارومدار ہے۔ لہذا پہلے ان الفاظ کی تشریح ضروری ہے جو موجہات میں ان کیفیات پر دلالت کرنے کے لئے مستعمل ہیں، یاد رکھو کہ تمام مفاہیم کیفیت وجود کے اعتبار سے تین قسم پر ہے۔ وجوب، امتناع، امکان

واجب: اس کو کہتے ہیں جس کا وجود ضروری اور عدم محال ہو جیسے باری تعالیٰ عزاسمہٗ۔

ممتنع: اس کو کہتے جس کا عدم ضروری اور وجود محال ہو جیسے شریک الباری اور اجتماع نقیضین۔

ممکن: (خاص) اس کو کہتے ہیں، جس کا نہ وجود ضروری ہو نہ عدم، جیسے اللہ کے سوا باقی ساری موجودات۔

واجب چونکہ اپنے ذاتی وجود سے خود موجود ہے، اور ممتنع کبھی موجود ہی نہیں ہوسکتا اس لئے یہ دونوں اپنی موجودیت میں کس علۃ الوجود کے محتاج نہیں ہوتے۔

مگر ممکن کا چونکہ نہ وجود ضروری ہوتا ہے نہ عدم اس لئے وہ اپنی موجودیت میں کسی نہ کسی علۃ الوجود (پیدا کرنے والے) کا ضرور محتاج ہوتا ہے، پھر اختلاف اقتضاء علل سے بعض ممکنات کیفیت فعلیت سے موصوف ہوتے ہیں، بعض دوام، اور بعض ضرورت کے ساتھ، موجہات میں یہی جہۃ امکان، فعلیت، دوام، ضرورت یا ان کے سوالب مستعمل ہوتے ہیں، فعلیت کے معنی کسی ممکن کا ازمنہ ثلاثہ میں سے کسی زمانہ میں موجود ہونا ہے خواہ ایک ہی سکنڈ کے لئے کیوں نہ ہو۔

دوام کے معنی کسی شئی کا ہمیشہ موجود ہونا ہے، خواہ فی نفسہ ممکن العدم ہی کیوں نہ ہو۔

ضرورت کے معنی کسی شئی کا اس طرح ہمیشہ موجود ہونا ہے کہ اس پر عدم کا آنا ممکن ہی نہ ہو، اس لئے زیادہ تر اس کا استعمال وجوب کے مادہ میں ہوتا ہے۔

دوام کا استعمال دو طرح سے آتا ہے۔ دوام ذاتی اور وصفی اور ضرورت کا چار طرح سے، ضرورت ذاتی، وصفی، ضرورت وقتی معین، اور غیر معین (منتشر)۔

یہ یاد رکھو کہ کسی قضیہ میں جہۃ امکان خاص کے آنے کا یہ مطلب سمجھنا چاہئے کہ قضیہ کی نہ موجودہ نسبت ضروری ہے اور نہ اس کا جانب مخالف؛ دوام ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ نسبت اس وقت تک ہمیشہ رہے گی جب تک ذات موضوع موجود ہوگی؛ دوام وصفی کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ نسبت اس وقت تک ہمیشہ رہے گی جب تک ذات موضوع وصف موضوع کے ساتھ موصوف ہوگی؛ ضرورت ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ نسبت اس وقت تک ضرور ہمیشہ رہے گی جب تک ذات موضوع موجود ہوگی۔ ضرورت وصفی کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ نسبت اس وقت تک ضرور ہمیشہ رہیگی جب تک ذات موضوع وصف موضوع سے موصوف ہوگی۔ ضرورت وقتی معین کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ نسبت اس وقت تک ضرور ہمیشہ رہے گی جب تک ذات موضوع اپنی موجودیت کے کسی خاص وقت میں موجود ہو، ضرورت وقتی منتشر کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ نسبت اس وقت تک ضرور ہمیشہ رہے گی جب تک ذات موضوع اپنی موجودیت کے کسی غیر معین

وقت میں موجود ہو۔موجہات کے متعلق تمام ضروری امور تم پڑھ چکے اور یہ بھی سمجھ گئے کہ اس فن میں آٹھ بسائط اور سات مرکبات کل پندرہ موجہہ قضایا مستعمل ہیں۔اب حملیہ کی ہر سہ تقسیمات کے متعلق ضروری امور اور ان کی تعریفات ترتیب وار لکھی جاتی ہیں۔ان کو خوب سمجھ کر یاد کرو۔

نقشہ نمبر ۹
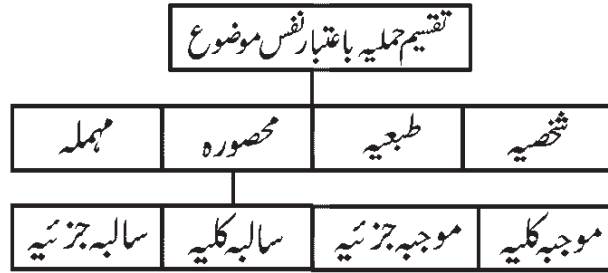
نقشہ نمبر ۱۰
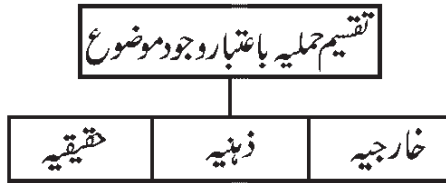
نقشہ نمبر ۱۱
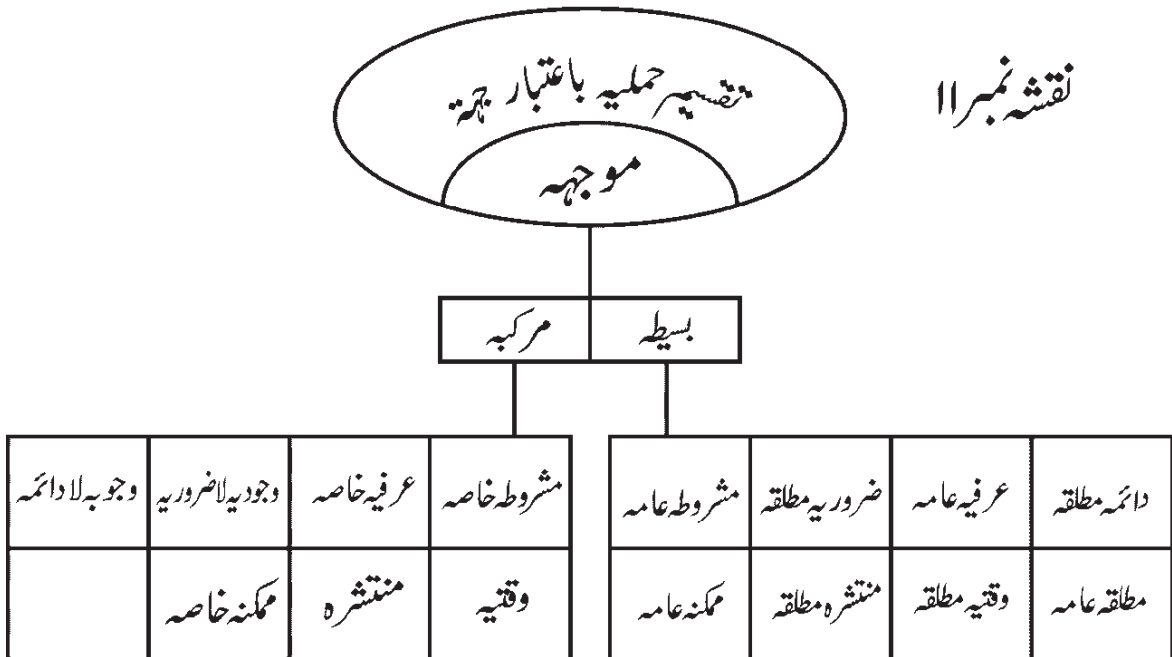
تعریفات

حملیہ : وہ قضیہ ہے جس میں دو مفردین کے درمیان اتحاد یا عدم اتحاد کا حکم کیا گیا ہو یا جس کا انحلال مفردین کو ہو، جیسے زید قائم ہے۔

شخصیہ: یا مخصوصہ وہ قضیہ ہے جس کا موضوع شخص معین ہو جیسے زید قائم ہے۔

طبعیہ: وہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی اور حکم موضوع کی نفس ماہیت وطبیعت پر ہو جیسے انسان نوع ہے

مہملہ: وہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی اور حکم افراد موضوع پر ہو مگر جن افراد پر حکم کیا گیا ہو ان کی کمّیّۃ مذکور نہ ہو جیسے انسان بے صبر ہے۔

سُور: اس لفظ کو کہتے ہیں جو افراد موضوع کی کمیۃ پر دلالت کرتا ہو جیسے، کل، بعض، ال، وغیرہ۔

محصورہ: یا مسورہ وہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی اور حکم موضوع کے ان افراد پر ہو کہ جن کی کمیۃ قضیہ میں بیان کی گئی ہو جیسے ہر انسان جاندار ہے۔

مہملہ قدمائیہ: وہی طبعیہ ہے، فرق صرف یہ ہے کہ طبعیہ کے موضوع میں اطلاق کی قید ملحوظ رہتی ہے اور مہملہ میں نہیں۔

معدولہ: اس قضیہ کو کہتے ہین جس میں حرف سلب موضوع یا محمول یا دونوں کا جز بنایا گیا ہو جیسے بے محنت طلبہ فیل ہوتے ہیں۔

محصلہ: وہ قضیہ ہے جس میں یا تو حرف سلب ہی نہ ہو اور اگر ہو تو نسبت کا رافع ہو جیسے زید قائم ہے، زید قائم نہیں (اس سالبہ کو بسیطہ بھی کہتے ہیں)

خارجیہ: وہ قضیہ ہے جس میں محمول کا حکم موضوع کے وجود خارجی کے لحاظ سے کیا گیا ہو جیسے ہر حبشی کالا ہوتا ہے، اور ہر رومی گورا۔

ذہنیہ: وہ قضیہ ہے کہ جس کے موضوع پر اس کے وجود ذہنی کے لحاظ سے محمول کا حکم کیا گیا ہو جیسے انسان کلی ہے۔

حقیقیہ: وہ قضیہ ہے جس میں محمول کا حکم وجود ذہنی یا خارجی سے قطع نظر کر کے مطلق موضوع کیلئے کیا گیا ہو جیسے چار جفت ہوتے ہیں۔

موجہات

مادۃ القضیہ: ہر قضیہ کی نسبت واقع میں کسی نہ کسی کیفیت سے متصف ہوتی ہے اسی کیفیت نفس الامری کو مادۃ القضیہ کہتے ہیں۔

جہۃ القضیہ : قضیہ میں وہ لفظ جو مادۃ القضیہ (کیفیت نسبت) پر دلالت کرتا ہے۔ اس کو جہۃ القضیہ کہتے ہیں۔

موجہہ: اس قضیہ کو کہتے ہیں جس میں جہۃ القضیہ مذکور ہو۔

مطلقۃ الجہۃ: وہ قضیہ ہے جس میں جہۃ القضیہ مذکور نہ ہو۔

بسائط

دائمہ مطلقہ: وہ قضیہ ہے جس میں دوام ذاتی کا حکم کیا گیا ہو یعنی موجودہ ایجابی یا سلبی حکم اس وقت تک دائمی ہوگا جب تک ذات موضوع موجود ہوگی جیسے دائما کل انسان حیوان۔

عرفیہ عامہ: وہ قضیہ ہے جس میں دوام وصفی کا حکم کیا گیا ہو یعنی موجودہ ایجابی یا سلبی حکم اس وقت تک دائمی ہوگا جب تک ذات موضوع وصف موضوع سے متصف ہو جیسے دائما کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا۔

ضروریہ مطلقہ: وہ قضیہ ہے جس میں ضرورت ذاتی کا حکم کیا گیا ہو یعنی موجودہ ایجابی یا سلبی حکم اس وقت تک ضرور دائمی رہے گا جب تک ذات موضوع موجود ہو جیسے بالضرورۃ کل انسان حیوان۔

مشروطہ عامہ: وہ قضیہ ہے جس میں ضرورت وصفی کا حکم کیا گیا ہو، یعنی موجودہ ایجابی یا سلبی حکم اس وقت تک ضرور دائمی رہے گا جب تک ذات موضوع وصف موضوع سے متصف ہوگی جیسے بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا۔

وقتیہ مطلقہ: وہ قضیہ ہے جس میں ضرورت وقتی (معین) کا حکم کیا گیا ہو یعنی موجودہ ایجابی یا سلبی حکم وجود موضوع کے کسی خاص وقت میں ضروری ہے۔ جیسے کل قمر منخسف بالضرورۃ وقت حیلولۃ الارض بینہ وبین الشمس.

منتشرہ مطلقہ: وہ قضیہ ہے جس میں ضرورت وقتی (منتشر) کا حکم کیا گیا ہو۔ یعنی موجودہ ایجابی یا سلبی حکم وجود موضوع کے کسی غیر معین وقت میں ضروری ہے جیسے بالضرورۃ کل حیوان متنفس وقتاما۔

مطلقہ عامہ: وہ قضیہ ہے جس میں فعلیت نسبت کا حکم کیا گیا ہو یعنی موجودہ ایجابی یا سلبی حکم

ازمنہ ثلاثہ میں سے کسی زمانہ میں موجود ہے جیسے کل انسان متنفس بالفعل.

ممکنہ عامہ: وہ قضیہ ہے جس میں سلب ضرورت کا جانب مخالف سے حکم کیا گیا ہو مثلا کل انسان کاتب بالامکان العام" کا مطلب یہ ہوگا کہ انسان سے نفی کتابت ضروری نہیں۔

مرکبات

موجہہ مرکبہ: وہ قضیہ ہے جو موجہات بسیطہ میں سے ایسے دو قضیوں سے مرکب ہو کہ کیف اور جہتہ کے اختلاف کے علاوہ دونوں قضیے ہر حیثیت سے متحد ہوں، اور جن میں پہلا قضیہ صریحی ہو اور دوسرا لا دوام یا لا ضرورت کے ضمن میں سمجھا جاتا ہو۔

لاضرورۃ: اس لفظ سے قضیہ ممکنہ عامہ مراد لیا جاتا ہے، یعنی قضیہ مرکبہ میں لفظ لاضرورۃ سے ایسا ممکنہ عامہ سمجھنا چاہئے جو مصرحہ قضیہ سے موضوع ومحمول میں موافق اور کیف میں مخالف ہو۔

لا دائمہ: اس لفظ سے قضیہ مطلقہ عامہ مراد لیا جاتا ہے، یعنی قضیہ مرکبہ میں لفظ لا دائمہ سے ایسا مطلقہ عامہ سمجھنا چاہئے جو مصرحہ قضیہ سے موضوع ومحمول میں موافق اور کیف وجہتہ میں مخالف ہو۔

مشروطہ خاصہ: یہ وہی مشروطہ عامہ ہے جو لا دوام ذاتی سے مقید ہو، اس کی ترکیب مشروطہ عامہ (مصرحہ) اور مطلقہ عامہ (ضمنیہ) سے ہوتی ہے جیسے بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا لا دائما (لاشيء من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل)

عرفیہ خاصہ: یہ وہی عرفیہ عامہ ہے جو لا دوام ذاتی سے مقید ہو، اس کی ترکیب عرفیہ عامہ (مصرحہ) اور مطلقہ عامہ (ضمنیہ) سے ہوتی ہے۔ جیسے دائما کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتباً لادائماً (لاشيء من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل)

وجودیہ لاضروریہ: یہ وہی مطلقہ عامہ ہے جو لاضرورۃ ذاتی سے مقید ہو، اس کی ترکیب مطلقہ عامہ (مصرحہ) اور ممکنہ عامہ (ضمنیہ) سے ہوتی ہے جیسے کل انسان متنفس بالفعل لابالضرورۃ (لاشيء من الانسان بمتنفس بالامکان العام)

وجودیہ لا دائمہ: یہ وہی مطلقہ عامہ ہے جو لا دوام ذاتی سے مقید ہو۔ اس کی ترکیب دو مطلقہ

عامہ سے ہوتی ہے جن میں ایک مصرحہ اور ایک ضمنیہ ہوتا ہے۔ جیسے **کل انسان متنفس بالفعل لادائما (لاشيء من الانسان متنفس بالفعل)**

وقتیہ: یہ وہی وقتیہ مطلقہ ہے جو لادوام ذاتی سے مقید ہو، اس کی ترکیب ایک وقتیہ مطلقہ (مصرحہ) اور مطلقہ عامہ ضمنیہ سے ہوتی ہے۔ جیسے **بالضرورۃ کل قمر منخسف وقت حیلولۃ الارض بینہ وبین الشمس لادائما (لاشيء من القمر بمنخسف بالفعل)**

منتشرہ: یہ وہی منتشرہ مطلقہ ہے جو لادوام ذاتی سے مقید ہو، اس کی ترکیب منتشرہ مطلقہ (مصرحہ) اور مطلقہ عامہ (ضمنیہ) سے ہوتی ہے جیسے **بالضرورہ کل انسان متنفس وقتا مالا دائماً لاشيء من الانسان متنفس بالفعل)**

ممکنہ خاصہ: یہ وہ قضیہ ہے جس میں سلب ضرورت طرفین کا حکم کیا گیا ہو، اس کی ترکیب دو مختلف الکیف ممکنوں عاموں سے ہوتی ہے جو دونوں لفظ امکان خاص کے ضمن میں سمجھے جاتے ہیں جیسے **بالامکان الخاص کل انسان کاتب یعنی کل انسان کا تب بالامکان العام ولا شيء من الانسان بکاتب بالامکان العام۔**

شرطیات کی بحث

قضیہ شرطیہ بظاہر ایسے دو قضیوں سے مرکب قول ہوتا ہے جن میں ربط واتصال یا منافات وانفصال کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ اس کے پہلے جزء کو مقدم، اور ثانی کو تالی اور دونوں میں اتصال یا انفصال پر جو حروف دلالت کرتے ہیں ان کو ادات اتصال یا انفصال کہتے ہیں؛ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں متصلہ اور منفصلہ پھر متصلہ کی دو قسمیں ہیں لزومیہ اور اتفاقیہ، اور منفصلہ کی تین قسمیں ہیں؛ حقیقیہ، مانعۃ الجمع، اور مانعۃ الخلو، پھر ان میں سے ہر ایک دو قسم پر ہے عنادیہ اور اتفاقیہ، اس طرح شرطیہ کی آٹھ قسمیں ہوئیں، پھر ہر ایک میں اگر ایجاب وسلب کا بھی اعتبار کریں تو شرطیہ میں کل سولہ قضیے متصور ہو سکتے ہیں، جن کا ضروری بیان حصہ اول میں تم پڑھ چکے ہو، بقیہ حالات معلوم کرنے کے لئے مندرجہ ذیل امور خوب سمجھ کر یاد کرلو۔

(۱) تمام شرطیات کا تحقق ہر ایک کے ادات کے مطابق متکلم کے قصد و فیصلے پر موقوف ہے۔ اگر شرطیہ کی دو نسبتوں میں متکلم نے ادات اتصال کے ذریعہ ربط واتصال کا حکم کیا ہو تو قضیہ متصلہ ہوگا اور اگر انفصال کا حکم کیا ہو تو منفصلہ ہوگا، پھر اگر واقع میں بھی ان میں وہ اتصال یا انفصال موجود ہو تو قضیہ صادقہ ہوگا ورنہ کاذبہ، دیکھو **ان کانت الشمس طالعة فالليل موجود**" قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ اور " **اِمّا ان يكون الشيء انسانا او حيوانا** " منفصلہ موجبہ ہے۔ حالانکہ واقع میں دونوں کاذبہ ہیں، اسی طرح باقی قضایا کو سمجھو۔

(۲) شرطیہ کے صدق کا دارومدار طرفین پر نہیں بلکہ واقعی اتصال یا انفصال پر ہے، مثلاً " **ان كان زيد"حمارا كان ناهقا**" متصلہ صادقہ ہے حالانکہ طرفین حماریۃ وناہقیت زید) کاذب ہیں۔

(۳) تمام قضایا کے اسماء ان کے موجبات کے اعتبار سے مقرر کئے گئے ہیں اور سوالب اپنے موجبات کے ساتھ چونکہ طرفین میں مشابہ ہیں اس واسطے وہ بھی اپنے موجبات کے اسماء سے نامزد کئے جاتے ہیں مثلاً متصلہ کو اس واسطے متصلہ کہتے ہیں کہ اس کے مقدمتین میں اتصال کا حکم کیا جاتا ہے اب اس کے سالبہ میں باوجود یکہ رفع اتصال کا حکم کیا جاتا ہے اور پھر بھی متصلہ کہلاتا ہے۔ کیونکہ وہ موجبہ کے ساتھ مقدمتین میں مشابہ ہے۔

(۴) شرطیہ میں مقدم کے اوضاع اور تقادیر ایسے ہیں جیسے حملیات میں افراد موضوع، یعنی جس طرح حملیہ افراد موضوع کے اعتبار سے شخصیہ، محصورہ، مہملہ آتا ہے اسی طرح شرطیہ تقادیر مقدم کے اعتبار سے شخصیہ، محصورہ، مہملہ آتا ہے، البتہ شرطیات میں طبعیہ اس واسطے نہیں آسکتا کہ یہاں کسی ماہیت اور طبیعت پر حکم نہیں ہوتا بلکہ اتصال یا انفصال نسبتین کا حکم ہوتا ہے۔

اوضاع اور تقادیر مقدم سے مقدم کے وہ حالات واوقات مراد ہیں جو مقدم کو تمام ممکن الاجتماع امور کی موجودگی میں حاصل ہوتے ہیں، مثلاً طلوع آفتاب کے وقت زید کا لکھنا عمر کا سونا احمد کا پڑھنا اور اس طرح ہر ممکن الوقوع واقعہ کا ہونا طلوع آفتاب کے تقادیر اور اوضاع ہیں۔ اب اگر شرطیہ میں اتصال یا منافات کا حکم جمیع تقادیر مقدم پر ہو۔ جیسے بہر حال جب آفتاب نکلے گا تو دن موجود ہوگا۔ تو شرطیہ کلیہ ہوگا اور اگر بعض غیر معین تقادیر پر ہو تو جزئیہ اور اگر بعض معین تقادیر پر ہو تو

شخصیہ ہوگا اور اگر کسی تقدیر کو اشارہ کئے بغیر حکم کیا گیا ہو تو مہملہ ہوگا۔

(۵) جس طرح حملیات میں کمیۃ افراد پر دلالت کرنے کے لئے سور مقرر ہیں، اسی طرح شرطیات ہیں کمیۃ اوضاع اور تقادیر مقدم پر دلالت کرنے کے لئے سور مقرر ہیں۔

چنانچہ متصلہ میں موجبہ کلیہ کے لئے لفظ کلما، مہما، متی سور مقرر ہے یا جو ان کے ہم معنی ہوں جیسے کلما، مہما، متی کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود' اور منفصلہ میں موجبہ کلیہ کے لئے دائما آتا ہے یا جو لفظ اس کے ہم معنی ہو جیسے دائما اما ان یکون العدوز وجا او فردا اور سالبہ کلیہ کا سور دونوں میں لیس البتۃ آتا ہے۔ جیسے" لیس البتۃ ان کانت الشمس طالعۃ فاللیل موجود" یا لیس البتۃ اما ان یکون ھذا الشيء انسانا أو حیوانا اور موجبہ جزئیہ میں دونوں کے لئے قد یکون آتا ہے؛ اور سالبہ جزئیہ میں دونوں کے لئے قد لا یکون آتا ہے یا جو اس کے ہم معنی ہو، مہملہ کی نشانی دخول لفظ اذا یا لو ہے مثلا اذا، لو کان الشئی انسانا کان حیوانا شخصیہ کی نشانی مخصوص تقدیر یا وقت کی تصریح ہے جیسے" ان جئتنی الیوم فاکرمک"۔

نقشہ نمبر۱۲ متعلق شرطیات
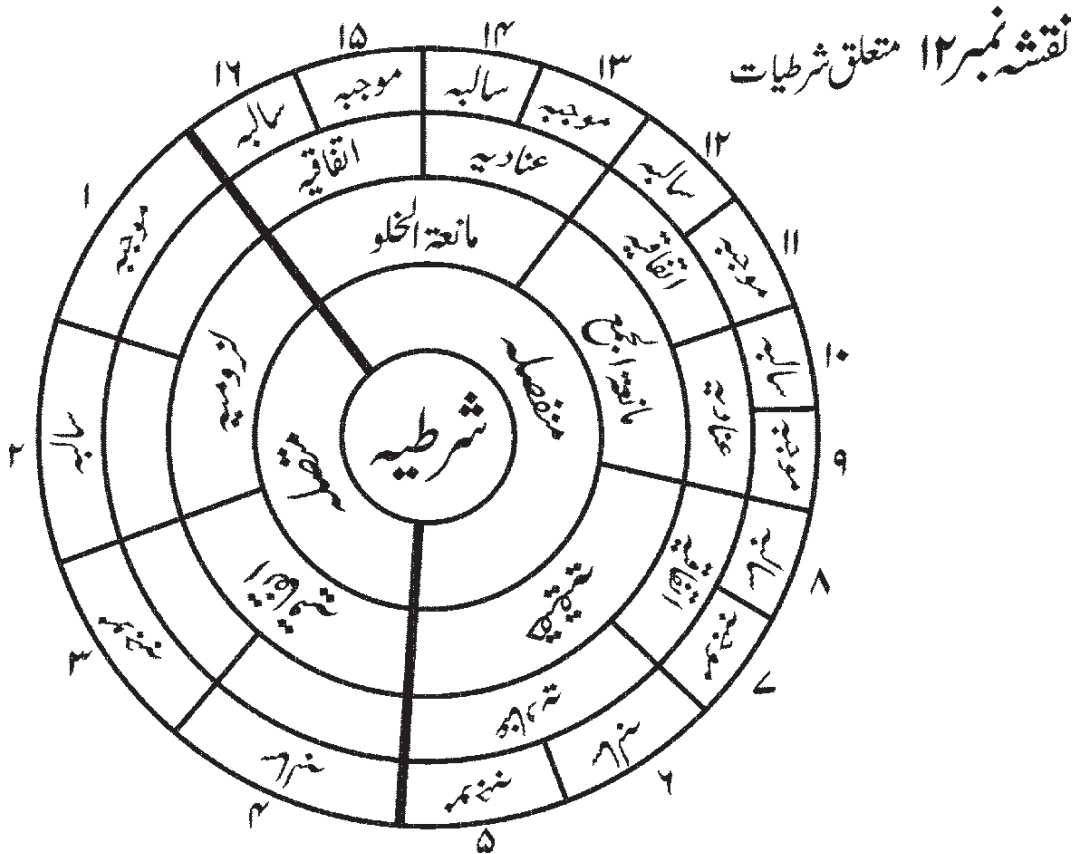
تعریفات

شرطیہ: وہ قضیہ ہے جس کا انحلال مرکبین کو ہو، یا جس میں اتصال یا انفصال یا ان کے سلب کا حکم کیا گیا ہو۔

متصلہ: وہ شرطیہ ہے جس میں دو نسبتوں کے درمیان اتصال یا رفع اتصال کا حکم کیا گیا ہو۔

منفصلہ: وہ شرطیہ ہے جس میں دو نسبتوں کے درمیان منافات یا سلب منافات کا حکم کیا گیا ہو۔

لزومیہ: وہ متصلہ ہے جس میں کسی علاقۂ رابط سے اتصال یا سلب اتصال کا حکم کیا گیا ہو۔

متصلہ اتفاقیہ: وہ متصلہ ہے جس میں بلا کسی علاقۂ رابط کے اتصال یا سلب اتصال کا حکم کیا گیا ہو۔

منفصلہ حقیقیہ: وہ منفصلہ ہے جس کے طرفین میں جمعا ومنعا دونوں منافات یا سلب منافات کا حکم کیا گیا ہو۔

مانعۃ الجمع: وہ منفصلہ ہے جس کے طرفین میں صرف جمعا منافات یا سلب منافات کا حکم کیا گیا ہو۔

مانعۃ الخلو: وہ منفصلہ ہے جس کے طرفین میں صرف خلوا منافات یا سلب منافات کا حکم کیا گیا ہو۔

منفصلہ عنادیہ: وہ منفصلہ ہے جس کے طرفین میں منافات کا حکم کسی علاقۂ تقابل سے کیا گیا ہو۔

منفصلہ اتفاقیہ: وہ منفصلہ ہے جس کے طرفین میں منافات کا حکم بغیر کسی علاقۂ تقابل کے کیا گیا ہو۔

متقابلین: ایسی دو چیزوں کو کہتے ہیں کہ ایک محل میں ایک ہی جہۃ سے جمع نہ ہو سکیں۔ جیسے سواد بیاض۔ ابوۃ بنوۃ۔ علم جہل۔ کتابت عدم کتابت۔

ہدایت: تعریفات میں اختصاراً امثلہ حذف کئے گئے ہیں اساتذہ کرام مناسب امثلہ کے ساتھ تعریفات یاد کرائیں۔

تناقض کی بحث

چونکہ تناقض اور عکس بھی بحث قضایا کے لواحقات واحکام سے ہیں، اور قیاسات ودلائل میں بسا اوقات ان کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے معرفت قضایا کے بعد تناقض اور عکس سے بحث کی جاتی ہے اور چونکہ مبحث عکس میں بھی اکثر تناقض سے کام لینا پڑتا ہے۔ اس لئے تناقض کی

بحث عکس سے مقدم کی جاتی ہے۔

تناقض لغۃً دو چیزوں کا آپس میں ایک دوسرے کا ضد ہونا، مخالف ہونا توڑنا ہے؛ عدالتوں میں وکلاء اور مدارس میں طلباء آپس کی بحث ومباحث میں زیادہ تر اسی تناقض سے کام لیتے ہیں، یعنی ہر ایک اپنے دعوے کے ثبوت کیلئے اکثر ایسا قول پیش کرتا ہے جو مقابل کے قول کو توڑتا ہو۔

تناقض کی معرفت کا عام اور آسان طریقہ یہ ہے کہ جس شئے کی نقیض مطلوب ہو اس پر حرف سلب داخل کرو، بس اسی کو اُس شئ کی نقیض سمجھو۔ یہی وہ مختصر تعریف ہے جو اس فن میں ''نقیض کل شئ رفعہ'' سے مشہور ہے اور جو تمام مفردات ومرکبات میں جاری ہوسکتی ہے مگر یہاں جو تناقض زیر بحث ہے وہ صرف تناقض قضایا ہے۔

(۱) یعنی دو قضیوں کا آپس میں صرف کم، کیف، جہۃ، کے اعتبار سے اس طرح مختلف ہونا کہ ان میں سے ہر ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو مستلزم ہو گویا متناقض قضیوں میں اگر کم، کیف، جہۃ، کے اختلاف سے قطع نظر کیا جائے تو باقی اجزا کے اعتبار سے محض ایک قضیہ کی تکرار نظر آتی ہو، جیسے زید عالم ہے، زید عالم نہیں، یا ہر انسان ضرور حیوان ہے، بعض انسان بالامکان العام حیوان نہیں، اس اختلاف کو تناقض اور ان میں ہر قضیہ کو دوسرے کی نسبت نقیض اور آپس میں ہر دو متناقض کہلاتے ہیں۔

(۲) دو متناقض قضیوں کا آٹھ امور میں متحد ہونا ضروری ہے جن کو وحدات ثمانیہ کہتے ہیں اور جن کو ایک شاعر نے نظم کیا ہے :

در تناقض ہشت وحدت شرط داں   وحدت موضوع ومحمول ومکاں
وحدت شرط واضافت جزو کل   قوت وفعل است در آخر زماں

ان میں سے اگر ایک وحدت کی بھی کمی آجائے تو تناقض کا تحقق نہ ہوسکے گا دیکھو ''زید قائم ہے، عمر قائم نہیں'' میں وحدتِ موضوع نہیں، زید قائم ہے زید کاتب نہیں میں وحدت محمول نہیں، احمد پڑھتا ہے (مدرسہ میں) احمد نہیں پڑھتا (بازار میں) اس میں وحدت مکان نہیں، ''زید کامیاب ہوگا (بشرط محنت) زید کامیاب نہ ہوگا (بشرط عدم محنت)'' میں وحدت شرط نہیں، ''زید بیٹا ہے

(اپنے باپ کی نسبت) زید بیٹا نہیں (غیر باپ کی نسبت)'' میں وحدت اضافت نہیں'' آم کھایا جاتا ہے، (گودا) آم نہیں کھایا جاتا ہے (چھلکے اور گٹھلی کے سمیت)'' اسمیں وحدت کلیہ یا جزئیت نہیں، '' یہ بچہ عالم ہے (بالقوہ) یہ بچہ عالم نہیں (بالفعل)'' ان میں وحدت قوت یا فعل نہیں، '' زید سوتا ہے (رات میں) زید نہیں سوتا (دن میں)'' ان میں وحدت زمانہ نہیں، اس لئے ان امثلہ میں تناقض نہیں بلکہ دونوں قضیے معاصادق یا کاذب ہوسکتے ہیں۔

(۳) کسی قضیہ پر حصول نقیض کے لئے جب حرف سلب داخل کیا جاتا ہے تو اس سے کبھی مروجہ قضایا میں سے صراحۃً کوئی قضیہ پیدا ہوتا ہے اور کبھی اس سے کوئی مروجہ قضیہ نہیں نکلتا، تو جہاں دخول حرف سلب سے کوئی مشہور قضیہ صراحۃً نہیں نکلتا وہاں مشہور قضایا میں سے ایسے قضیے کو نقیض مقرر کیا جاتا ہے جو اس سلب کا لازم یا مساوی ہو۔

(۴) تحقق تناقض کے لئے شخصیات میں وحدات ثمانیہ کی موجودگی اور کیف میں اختلاف ہی کافی ہے مگر محصورات میں اس کے ساتھ اختلاف کم بھی شرط ہے اور موجہات میں اس کے ساتھ اختلاف جہۃ بھی؛ غرض ہر قضیہ کی نقیض میں وحدات ثمانیہ کے علاوہ کم، کیف، جہۃ، میں کامل ضدیت و مخالفت ضروری ہے، مثلاً موجبہ شخصیہ کے لئے نقیض سالبہ شخصیہ اور موجبہ کلیہ کے لئے سالبہ جزئیہ اور موجبہ جزئیہ کے لئے سالبہ کلیہ آئے گی اسی طرح موجہات میں ضروریہ مطلقہ کے لئے ممکنہ عامہ اور دائمہ مطلقہ کے لئے نقیض مطلقہ عامہ آئے گی۔ اسی طرح باقی قضایا میں سمجھو۔

عکس کی بحث

عکس کے معنی الٹنے پلٹنے کے ہیں، مگر یہاں عکس سے وہ قضیہ مراد ہے جو کسی قضیہ کے الٹنے سے پیدا ہوا ہو، عکس کی دو قسمیں ہیں عکس مستوی اور عکس نقیض پہلے عکس مستوی سے بحث کی جاتی ہے پھر عکس نقیض کو بیان کیا جائے گا۔

عکس مستوی کی بحث

مستوی کے معنی سیدھے کے ہیں یعنی یہ سیدھا سادہ عکس ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ قضیہ کے ہر دو طرف ایک دوسرے کی جگہ منتقل کرنا، مگر اس پلٹنے میں یہ شرط ملحوظ رہنا چاہئے کہ عکس میں اصل قضیہ کی کیف اور صدق محفوظ رہے، یعنی اگر اصل قضیہ موجبہ تھا تو عکس بھی موجبہ ہوا اور اگر اصل کو سچا تسلیم کیا تھا تو عکس کو بھی سچا تسلیم کرنا پڑے گا۔ واقع میں کچھ بھی ہو اسی شرط کے اعتبار سے اہل فن نے تجربے کے بعد ہر قضیہ کے لئے جدا جدا عکس مقرر کئے ہیں۔ اور جہاں وہ ایسے عکس کے تعین پر کامیاب نہ ہوئے جو تمام امثلہ مواد میں برابر صادق آسکے تو وہاں یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس قضیہ کا عکس ہی نہیں آتا (اگرچہ بعض مواد میں اس کا صحیح عکس موجود بھی ہو)

اور جہاں ایک قضیہ کا عکس ایک مثال میں کلیہ صادق آتا ہو مگر دوسری مثال میں صرف جزئیہ صادق آتا ہو تو وہاں جزئیہ کو ہی عکس تسلیم کیا گیا ہے تاکہ عکس تمام امثلہ و مواد میں برابر صادق آسکے۔

مثلاً حملیات میں موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ تسلیم کیا گیا ہے۔ حالانکہ ہر انسان ناطق ہے کا عکس ہر ناطق انسان ہے کلیہ بھی صادق آتا ہے۔ مگر ہر انسان جاندار ہے، کا عکس ہر "جاندار انسان ہے" کلیہ غلط ہے، اور جزئیہ "بعض جاندار انسان ہیں" صحیح ہے۔ اسی طرح موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ اور سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ تسلیم کئے گئے ہیں کیونکہ یہ تمام مواد میں برابر صادق آتے ہیں۔

سالبہ جزئیہ کا عکس بعض مواد میں سالبہ جزئیہ صادق آتا ہے جیسے "بعض حیوان ابیض نہیں" کا عکس "بعض ابیض حیوان نہیں" صادق ہے۔ مگر "بعض جاندار انسان نہیں" کا عکس "بعض انسان جاندار نہیں" غلط ہے اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ سالبہ جزئیہ کا عکس لازماً نہیں آتا ہے، شرطیات میں صرف متصلہ لزومیہ کا عکس حملیات کی طرح آتا ہے یعنی موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ اور موجبہ جزئیہ کا بھی موجبہ جزئیہ، اور سالبہ کلیہ کا سالبہ کلیہ آتا ہے، اور سالبہ جزئیہ کا یہاں بھی لازما عکس نہیں آتا۔

ان کے علاوہ تمام اتفاقیات اور منفصلات کا یا تو عکس ہی نہیں یا مفید نہیں اس لئے ان سے بحث نہیں کی جاتی۔

اور موجّہات موجبہ میں، دائمتین ضروریہ مطلقہ، دائمہ مطلقہ اور عامتین۔(مشروطہ عامہ۔ عرفیہ عامہ) کا عکس حینیہ[۱] مطلقہ آتا ہے۔اور خاصتین (مشروطہ خاصہ،عرفیہ خاصہ) کا عکس حینیہ[۲] مطلقہ لا دائمہ آتا ہے۔ اور وقتیتان (وقتیہ۔منتشرہ) اور وجودتیان (وجودیہ لاضروریہ۔ وجودیہ لا دائمہ) اور مطلقہ عامہ کا عکس مطلقہ عامہ آتا ہے۔ ممکنتین (ممکنہ عامہ وخاصہ) کا عکس نہیں آتا۔

اور موجہات سوالب میں۔ دائمتین ضروریہ مطلقہ۔ دائمہ مطلقہ کا عکس دائمہ آتا ہے اور عامتین (مشروطہ عامہ وعرفیہ عامہ) کا عکس عرفیہ عامہ آتا ہے اور خاصتین (مشروطہ خاصہ۔عرفیہ خاصہ) کا عکس عرفیہ خاصہ آتا ہے مگر عکس کے آخر میں جو لا دوام آئے گا اس کے ضمن میں جو قضیہ آتا ہے وہ ہمیشہ جزئیہ ہی آئے گا ان کے سوا باقی سوالب کے عکس نہیں آتے۔

فائدہ(۱) تمام قضایا میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کسی قضیہ کے عکس میں کئی قضیے صادق آسکتے ہوں تو ان میں عکس اس قضیہ کو سمجھنا چاہئے جو سب میں اخص ہو مثلاً اگر ضروریہ مطلقہ کے عکس میں تمام بسائط صادق آتے ہیں تو ان سب میں ضروریہ مطلقہ کو ہی عکس سمجھنا چاہئے کیونکہ وہی تمام بسائط میں سب سے اخص ہے۔

(۲) ہر قضیہ کے عکس کی صحت پر جو دلائل لائے جاتے ہیں ان میں زیادہ مشہور اور کار آمد دلیل خلُف ہے۔جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہمارا عکس صحیح نہ ہوگا تو اس کی نقیض صحیح ہوگی۔لیکن اس کو جب اصل سے صحیح شکل کی صورت میں ملاتے ہیں تو نتیجہ غلط نکلتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا عکس صحیح تھا اور اس کی نقیض غلط تھی۔

مثلاً ہم نے دعویٰ کیا تھا کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے۔یعنی ''ہر انسان جاندار ہے'' کا عکس ''بعض جاندار انسان ہے'' آتا ہے۔اب اگر ہمارے اس عکس کو کوئی صحیح تسلیم نہ کرے تو اس کی نقیض ''کوئی جاندار انسان نہیں'' کو صحیح عکس تسلیم کرے گا لیکن جب اسکو اصل سے ملا کر یوں قیاس قائم کرتے ہیں کہ :

---

[۱] حینیہ مطلقہ وہ قضیہ ہے جس میں ذات موضوع کے لئے اوقات وصف موضوع میں اطلاق عام کے ساتھ حکم کیا گیا ہو۔

[۲] اسی کے آخر میں جب لا دوام کی قید لگائی جاتی ہے تو پھر حینیہ مطلقہ لا دائمہ کہلاتا ہے۔

ہر انسان جاندار ہے اور کوئی جاندار انسان نہیں

تو کوئی انسان انسان نہیں۔

نتیجہ غلط نکلتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا عکس صحیح تھا اور اس کی نقیض کو جو صحیح عکس تسلیم کیا گیا تھا وہ غلط تھا۔ اسی طرح بقیہ عکسوں کی درستی پر یہی دلیل خلف قائم کی جاسکتی ہے۔

نقشہ نمبر ۱۳ متعلق عکس حملیات و شرطیات

نوعیۃ اصل قضیہ	نوعیۃ عکس	امثلہ اصل	امثلہ عکس
حملیہ موجبہ کلیہ	حملیہ موجبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	بعض جاندار انسان ہیں
حملیہ موجبہ جزئیہ	حملیہ موجبہ جزئیہ	بعض طلبہ ذہین ہوتے ہیں	بعض ذہین طلبہ ہوتے ہیں
حملیہ سالبہ کلیہ	حملیہ سالبہ کلیہ	کوئی عالم جاہل نہیں	کوئی جاہل عالم نہیں
حملیہ سالبہ جزئیہ	حملیہ سالبہ جزئیہ اگرچہ لازما نہیں	بعض منطقی فلسفی نہیں ہوتے	بعض فلسفی منطقی نہیں ہوتے
شرطیہ متصلہ موجبہ کلیہ	شرطیہ متصلہ موجبہ جزئیہ	ہر آئنہ اگر آفتاب نکلا ہو تو دن موجود ہوگا	کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر دن موجود ہو تو آفتاب نکلا ہوگا۔
شرطیہ متصلہ موجبہ جزئیہ	شرطیہ متصلہ موجبہ جزئیہ	کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب انسان پڑھتا ہے تو وہ سمجھتا ہے۔	کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب انسان سمجھتا ہے تو وہ پڑھتا ہے۔
شرطیہ متصلہ سالبہ کلیہ	شرطیہ متصلہ سالبہ کلیہ	ہرگز ایسا نہیں کہ اگر آفتاب نکلا ہو تو رات ہوگی،	ہرگز ایسا نہیں کہ اگر رات ہوگی تو آفتاب نکلا ہوگا
شرطیہ متصلہ سالبہ جزئیہ	حملیہ کی طرح اس کا عکس بھی لازما نہیں آتا		

نقشہ نمبر۱۴ متعلق عکس موجہات

کیفیت اصل	نوعیۃ اصل	نوعیۃ عکس	امثلہ اصل	امثلہ عکس
موجبات	دائمتین عامتین	حینیہ مطلقہ	(بجہات چہارگانہ) ہر انسان جاندار ہے	بعض جاندار جاندار ہونیکے وقت اطلاق عام کیساتھ انسان ہیں۔
موجبات	خاصتین	حینیہ مطلقہ لا دائمہ	(بجہتین) ہر کاتب کتابت کے وقت متحرک الاصابع ہوتا ہے مگر دائمانہیں	بعض متحرک الاصابع تحرک صابع کیوقت کاتب ہوتا ہے باطلاق عام مگر دائمانہیں۔
موجبات	وقتیتین وجودیتین مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	(بجہات پنجگانہ) ہر جاندار متنفس ہوتا ہے مگر دائماً نہیں۔	بعض متنفس جاندار ہوتا ہے باطلاق عام
سالبات کلیہ	دائمتین	دائمہ مطلقہ	(بجہتین) کوئی انسان پتھر نہیں۔	دائما کوئی پتھر انسان نہیں
سالبات کلیہ	عامتین	عرفیہ عامہ	(بجہتین) کوئی کاتب کتابت کے وقت ساکن الاصابع نہیں۔	کوئی ساکن الاصابع سکون اصابع کے وقت کاتب نہیں۔
سالبات جزئیہ	خاصتین	عرفیہ عامہ مقید بلا دوام فی البعض	(بجہتین) کوئی کاتب کتابت کیوقت ساکن الاصابع نہیں دائما	دائما کوئی ساکن الاصابع سکون اصابع کے وقت کاتب نہیں لا دائما فی البعض
سالبات جزئیہ	خاصتین	عرفیہ خاصہ	(بجہتین) بعض کاتب کتابت کے وقت ساکن الاصابع نہیں ہوتے لا دائما	دائما بعض ساکن الاصابع سکون اصابع کے وقت کاتب نہیں ہوتے لا دائما۔
	بقیہ موجہات کے عکس نہیں آتے			

عکسِ نقیض کی بحث

عکس نقیض کا استعمال دوطریقہ سے کیا جاتا ہے (۱) بطریق متاخرین (۲) بطریق قدماء۔

متاخرین کا طریقہ یہ ہے کہ جزء ثانی کو نقیض سے بدل کر قضیہ کے پہلے جزء کی جگہ لے جاتے ہیں اور پہلے جزء کو بعینہ ثانی جزء کی جگہ لے جاتے ہیں اور عکس کو اصل سے کیف میں مخالف رکھتے ہیں مثلاً ''ہرانسان جاندار ہے'' کا عکس نقیض متاخرین کے نزدیک ''ہر غیر جاندار انسان نہیں'' آئے گا۔

قدماء کا طریقہ یہ ہے کہ قضیہ کے ہر دو اجزاء کو اپنی اپنی جگہ ان کے نقیضوں سے بدل کر پھر عکس مستوی کی طرح ہر دو نقیضین کو ایک دوسرے کی جگہ لے جاتے ہیں اور عکس کو اصل کے ساتھ کیف میں موافق رکھتے ہیں۔ مثلاً قدماء کے نزدیک ''ہرانسان جاندار ہے'' کا عکس نقیض ''ہر غیر جاندار غیر انسان ہے'' آئے گا چونکہ قدماء کا طریقہ نسبتاً آسان اور منضبط ہے اس لئے اہل فن زیادہ اسی کو استعمال کرتے ہیں۔ عکس نقیض کے بقیہ حالات اور دلائل عکس مستوی کے مطابق ہیں؛ صرف فرق یہ ہے کہ جو حالات مستوی میں موجبات کے تھے وہی حالات عکس نقیض کے سوالب میں ہیں؛ اور جو حالات مستوی میں سوالب کے تھے وہی حالات عکس نقیض کے موجبات میں ہیں۔

خاتمہ

قضایا کے متعلق کارآمد ضروری حالات تم پڑھ چکے ہو، اس لئے بحث قضایا اب ختم کی جاتی ہے، اس کے سوا شرطیات اور موجبات کے نقائض اور عکوس کے دلائل اور تلازم شرطیات کے ابحاث چونکہ بغایت دقیق اور طویل ہیں اس لئے تمہارے ذہن پر بار گذرنے کے خوف سے یہاں ذکر نہیں کیئے گئے اگر موقع میسر ہوا تو آئندہ بڑی کتابوں میں وہ تمام حالات مفصل پڑھو گے۔

حجت کی بحث

جن تصدیقات معلومہ سے تصدیقات مجہولہ حاصل کئے جاتے ہیں ان کو حجت اور دلیل کہتے ہیں، حجت لغۃً غلبہ کو کہتے اور چونکہ دلیل سے انسان اپنے مقابل پر غالب آتا ہے اس لئے اس کو حجت کہتے ہیں، حجۃ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ مطلوب تصدیق ونتیجہ پر مشتمل یا مستلزم ہو، تا کہ

وہ حصول مطلوب ونتیجہ کا ذریعہ بن سکے۔

حجۃ کی تین قسمیں ہیں قیاس۔ استقراء اور تمثیل۔ ان میں حصول مطلوب کا بہترین طریقہ قیاس ہے کیونکہ اگر مقدمات میں کسی قسم کا نقص نہ ہوتو وہ مفید یقین ہوتا ہے، برخلاف تمثیل واستقراء کے وہ اکثر مفید ظن غالب ہوتے ہیں؛ چونکہ مبتدیوں کے لئے جزئیات اور تمثیلات کی معرفت سے معانی اور کلیات کے حصول میں تدریجی ارتقاء دینا تعلیمی نقطہ نظر سے زیادہ مفید ومناسب ہے اس لئے قیاس سے استقراء وتمثیل کی بحث مقدم کی جاتی ہے۔

تمثیل

ایک جزئی کے حال سے کسی علۃ موثرہ مشترکہ کی وجہ سے دوسری جزئی کے حال پر دلیل لانے کو تمثیل، اور فقہا کی اصطلاح میں قیاس کہتے ہیں، جس کی بنا تین ارکان پر ہوتی ہے، اصل، فرع، اور علۃ جامعہ، تمثیل میں پہلی جزئی (جس سے حکم حاصل کیا جاتا ہے) کو اصل اور مقیس علیہ کہتے ہیں، دوسری جزئی (جس کا حکم حاصل کیا جاتا ہے) کو فرع اور مقیس کہتے ہیں، اور جس مشترک امر کی وجہ سے اصل کا حکم فرع پر لگایا جاتا ہے اس کو علۃ اور جامع کہتے ہیں، مثلاً تم کو شراب کی حرمت معلوم ہے اور تاڑی یا بھنگ کی حرمت معلوم نہیں تو تم شراب کی حرمت سے علۃ جامعہ (بے ہوشی) کی وجہ سے تاڑی یا بھنگ کی حرمت پر اس طرح دلیل قائم کرو کہ چونکہ شراب سُکر ہی کی وجہ سے حرام ہے؛ اور وہی سکر تاڑی اور بھنگ میں بھی موجود ہے، لہٰذا تاڑی اور بھنگ بھی حرام ہے؛ اس طرح تاڑی اور بھنگ کی حرمۃ تم نے تمثیل اور قیاس کے ذریعہ ثابت کرلی؛ اس بیان سے معلوم ہوا کہ تمثیل کا سارادارومدار علۃ جامعہ کی تعیین پر ہے جس کے لئے کئی طریقے مقرر ہیں، مگر سب میں عمدہ دو ہی طریقے ہیں۔ ایک کو دوران یا طرد وعکس کہتے ہیں اور دوسرے کو سبر یا تقسیم کہتے ہیں۔

دوران[1] کا مفاد یہ ہے کہ تمثیل میں جس علۃ جامعہ سے حکم لگایا جاتا ہے اس کا تعلق وارتباط

---

[1] دوران پھرنے کو کہتے ہیں چونکہ یہاں علۃ اور حکم وجوداً وعدماً ایک دوسرے کے ساتھ پھرتے ہیں اس لئے اس کو دوران کہتے ہیں۔

حکم کے ساتھ ایسا پختہ ہو کہ ان میں ہر ایک کا وجود دوسرے کے وجود کی دلیل اور ہر ایک کا عدم دوسرے کے عدم کی دلیل ہو جس طرح کہ مذکور مثال میں سکر اور حرمۃ کے درمیان اسی قسم کا تلازم پایا جاتا ہے۔

سبر[۲] وتقسیم کا طریقہ گویا علۃ کے تعین کی مشق اور آزمائش ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ اصل میں جتنے اوصاف ہوں ان کو اکٹھا کر کے ہر ایک وصف پر مذکور حکم کے ترتیب کا فرداً فرداً تجربہ کرتے جائیں اور جس وصف کو اس حکم کے ترتب کا اصلی باعث پائیں اسی کو اس حکم کی علۃ اور جامع قرار دیا جائے۔

مثلاً شراب کی حرمت تم کو معلوم تھی مگر یہ معلوم کرنا تھا کہ حرمۃ کس وصف سے ہے تو تم نے پہلے شراب کے تمام اوصاف جمع کر لئے کہ وہ انگور کا پانی ہے، اس میں سیلان ہے، شیشہ میں بھری ہے، ارغوانی رنگ ہے، بے ہوشی لاتی ہے، وغیرہ؛ پھر تم نے ہر وصف پر علت بننے کی آزمائش کی تو معلوم ہوا کہ انگور کا پانی ہونا تو حرمۃ کی دلیل اور علۃ نہیں ہوسکتی ہے ورنہ شیرۂ انگور اور سرکۂ انگور بھی حرام ہونا چاہئے حالانکہ وہ حلال ہیں، سیلان بھی حرمۃ کی علۃ نہیں ورنہ پانی بھی حرام ہو جائے؛ شیشہ میں ہونا بھی علۃ نہیں ورنہ شیشے کا شربت، پانی، شہد وغیرہ بھی حرام ہو جائے؛ ارغوانی رنگ ہونا بھی حرمت کی علۃ نہیں، ورنہ بہت سے شربت جو ارغوانی رنگ کے ہوتے ہیں وہ بھی حرام ہو جائیں؛ تو معلوم ہوا کہ بے ہوشی اور سکر ہی دراصل حرمۃ کی علۃ ہے۔ لہٰذا تاڑی، بھنگ اور ہر وہ چیز جس میں یہ علۃ (سکر) پائی جائے گی وہ شراب کے ساتھ اس علۃ جامعہ میں مشترک ہونے کی وجہ سے حرام سمجھی جائے گی۔

استقراء

استقراء کے معنی تتبع اور تلاش کے ہیں، یہاں استقراء سے مراد وہ حجت ہے جس میں کسی کلی کے حکم پر اسی کے جزئیات کے احکام سے استدلال کیا گیا ہو یا کسی کلی کے جزئیات کا اس لئے تتبع حالات کرنا تاکہ اس سے ان کی کلی کے حال پر حکم کیا جائے، مثلاً تم نے اکثر حیوانی افراد کے

---

[۲] سبر زخم میں سلائی ڈال کر زخم کی گہرائی کی آزمائش کرنا ہے یہاں چونکہ ہر وصف پر علۃ بننے کی آزمائش کی جاتی ہے اس لئے اس کو سبر کہتے ہیں۔

کھانے کا حال تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کھانے کے وقت نیچے کے جبڑے کو ہلاتے ہیں، اس سے تم نے تمام حیوانی افراد پر حکم کلی لگا کر یوں کہا کہ ہر حیوان کھاتے وقت نیچے کا جبڑا ہلاتا ہے بس یہی تتبع، استقراء ہوا جس سے یہ حکم کلی حاصل کیا گیا؛ یہ حکم استقرائی اگر اکثر جزئیات کی تتبع سے حاصل کیا گیا ہو تو اس کو استقراء ناقص کہیں گے جو صرف مفید ظن غالب ہوگا، کیونکہ شاید اس کلی کے بعض جزئیات ایسے ہوں جو تمہاری تلاش میں نہ آئے ہوں اور وہ کھاتے وقت اوپر کا جبڑا ہلاتے ہوں جیسے تمساح (نہنگ) کے متعلق ایسا ہی مشہور ہے، اور اگر تمام جزئیات کے تتبع وتلاش سے حاصل کیا گیا ہو تو اس کو استقراء تام کہیں گے جو مفید یقین ہوگا؛ جیسے کسی خاندان کے کل دس ہی افراد ہوں اور جستجو سے تم کو ہر فرد کے متعلق یہ تحقیق ہو چکی ہو کہ ان میں ہر ایک فرد نکما ہے اس پر تم اس خاندان کے متعلق حکم کلی لگا کر یوں کہو کہ یہ سارا خاندان ہی نکما ہے؛ حجۃ کے اقسام میں تمثیل اور استقراء ایسے دلائل ہیں کہ جن کو عوام بھی اپنے محاورات میں عموما استعمال کرتے ہیں؛ دیکھو ہر دیندار امانت دار ہوتا ہے۔ ہر بخیل دنیادار ہوتا ہے، ہر نیک خصلت وفادار ہوتا ہے، ہر بددین جفا کار ہوتا ہے، وغیرہ، یہ سب احکام استقرائیہ ہیں جو ان کے جزئیات کے تتبع سے حاصل کیے گئے ہیں۔

تعریفات

حجۃ: اور دلیل، وہ تصدیقات معلومہ ہیں جن سے تصدیقات مجہولہ حاصل کیے جائیں۔

قیاس: دو یا زائد قضایا سے ایسا مرکب قول ہے جس کے تسلیم کرنے سے دوسرا قول لازم آتا ہو۔

تمثیل: ایک جزئی میں دوسری جزئی کا حکم کسی علۃ موثرہ جامعہ سے ثابت کرنا۔

استقراء تام: وہ حجۃ ہے جس میں کسی کلی پر اس کے تمام جزئیات کے تتبع احوال سے حکم لگایا گیا ہو۔

استقراء ناقص: وہ حجۃ ہے جس مین کسی کلی پر اس کے اکثر جزئیات کے تتبع احوال سے حکم لگایا گیا ہو۔

قیاس کی بحث

قیاس دو یا زاید قضایا سے ایسا مرکب قول ہے جس کے تسلیم کرنے پر اس کی ذات سے

دوسرا قول لازم آئے اس دوسرے قول کو مطلوب اور نتیجہ کہتے ہیں۔

قیاس کی دو قسمیں ہیں، استثنائی اور اقترانی، اگر قیاس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ اپنی پوری شکل اور اجزاء کے ساتھ موجود ہو تو اس کو قیاس استثنائی کہتے ہیں ورنہ اقترانی جن کا امتیاز ان کے نقشوں سے معلوم ہو جائے گا۔

قیاس اقترانی کو اقترانی اس واسطے کہتے ہیں کہ اس کے اجزاء آپس میں مقترن (ملے ہوئے) ہوتے ہیں برخلاف استثنائی کے کہ ان میں حرف استثناء حائل ہوتا ہے قیاس اقترانی اگر خالص حملیات سے مرکب ہو تو اس کو اقترانی حملی ورنہ شرطی کہتے ہیں خواہ دونوں مقدمے اس کی شرطیے ہوں یا ایک۔ چونکہ قیاس اقترانی حملی حصول مطالب کا زیادہ مروج اور مفید طریقہ ہے اس لئے اس کی بحث مقدم کی جاتی ہے۔

قیاس اقترانی کی بحث

قیاس اقترانی کے سمجھنے کے لئے پہلے اس کے اجزاء ترکیبی اور طریقۂ استخراج مطلوب کا جاننا ضروری ہے؛ تو یاد رکھو کہ جس تصدیق کا حصول مطلوب ہو اس کے موضوع کو اصغر کہتے ہیں کیونکہ اکثر وہ محمول سے چھوٹا اور کم افراد والا ہوتا ہے اور محمول کو اکبر کہتے ہیں کیونکہ وہ اکثر زیادہ افراد والا ہوتا ہے اور قیاس کے مقدمتین میں سے جس میں اصغر ہوتا ہے اس کو صغریٰ اور جس میں اکبر ہوتا ہے اس کو کبریٰ کہتے ہیں اور دونوں مقدموں میں جو مکرر جزء واقع ہوتا ہے اس کو حد اوسط کہتے ہیں اور قیاس کے مقدمتین سے اسی حد اوسط کو نکال کر باقی اجزاء (اصغر و اکبر) کے جوڑنے سے جو قضیہ حاصل ہوتا ہے وہی نتیجہ ہے۔

قیاس اقترانی کے بنانے کی ترکیب

قیاس اقترانی کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے مطلوب تصدیق کے اجزاء (اصغر و اکبر) کو ذہن میں ممتاز طریقہ سے محفوظ کر لو، پھر مطلوبہ حکم کیلئے اپنے ذہنی معلومات میں سے ایسا امر تلاش کرو جو طرفین سے کسی مخصوص تعلق کی وجہ سے موجودہ حکم کا سبب اور باعث بن سکے؛ غور

کرنے پر جو امر تم کو ایسا معلوم ہو جائے کہ طرفین سے کسی مخصوص تعلق کی وجہ سے موجودہ حکم کا باعث ہوسکتا ہو تو اس کو بھی ذہن میں محفوظ کرلو، اب تمہارے ذہن میں تین چیزیں جمع ہو گئیں اصغر اکبر اور وہ امر جس کو تم نے حکم کا اصلی باعث سمجھ کر حاصل کیا تھا اور جس کو حداوسط کہتے ہیں اب ان تینوں سے اس طرح دو قضیے بناؤ کہ وہی حداوسط اصغر سے ملا کر ایک قضیہ بناؤ جس کو صغریٰ کہیں گے اور پھر اکبر سے ملا کر دوسرا قضیہ بناؤ جس کو کبریٰ کہیں گے یہی صغریٰ اور کبریٰ جب ملا کر کہو گے تو یہ قیاس کہلائے گا، اور پھر ان میں سے مکرر جزء (حداوسط) کو گرا کر بقیہ اجزاء (اصغر و اکبر) کے جوڑنے پر جو قضیہ پیدا ہوگا وہی نتیجہ اور مطلوب ہوگا جس کے حصول کے لئے تم نے قیاس قائم کیا تھا۔

نقشہ پر غور کر کے اس میں یہ اجزاء اور ان میں ترکیب کا طریقہ سمجھ کر یاد کرلو۔

قیاس اقترانی

اجزاء	صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ
موضوع	ہر انسان	ہر جاندار	ہر انسان
محمول	جاندار ہے	جسم ہے	جسم ہے

دیکھو یہ قیاس اقترانی ہے، جس میں کہ ''ہر انسان جسم ہے'' مطلوب اور نتیجہ ہے جو قیاس میں نہ خود پورے اجزاء اور ہیئت سے موجود ہے نہ اس کی نقیض، بلکہ ایک ٹکڑا (اصغر) حداوسط سے ملا کر صغریٰ بنایا گیا ہے اور دوسرا (اکبر) حداوسط سے ملا کر کبریٰ بنایا گیا ہے، اور پھر حداوسط (جاندار) کو دونوں مقدموں میں سے کاٹ کر بقیہ اجزاء کو ملا کر وہی نتیجہ نکالا گیا ہے جس کا حصول مطلوب تھا، اسی طرح قیاس اقترانی سے تمام مطالب کا استخراج سمجھو۔

ہدایت: اب تمہارے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ یہ تصدیق تو ہم کو پہلے سے حاصل تھی تو اس کے لئے قیاس قائم کرنے کی کیا ضرورت تھی اور نیز اس میں منطق نے ہم کو کیا فائدہ دیا، اور بالفرض اگر اس کو ہم پہلے نہیں جانتے تھے تو کسی کے سکھائے بغیر ہم کیونکر اسکو سمجھ گئے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ تم اس کو نہیں سمجھتے تھے کیونکہ تم نے اس پر غور نہیں کیا تھا اور اب بغیر کسی کے سکھائے ہوئے اس لئے سمجھ گئے کہ تم نے اس پر غور وفکر کیا۔

حقیقت یہ ہے قدرت نے انسان کی عقل اور ذہن کو حصول اور اجتماع اشیاء معلومہ کا ایک مرکز اور کارخانہ بنایا ہے، یہی اشیاء معلومہ حصول مطالب کے مواد واجزاء ہیں۔ اور انسان کا ان میں تدبر وتفکر حصول مطالب کیلئے شرط، اور اس کے بعد حصول مطالب کا فیضان قدرت کا معمول اور عادت ہے۔

جس طرح ہمارے گھروں میں ہماری رکھی ہوئی چیزیں موجود رہتی ہیں مگر ہماری بے توجہی پر خیال سے اتر جاتی ہیں پھر ضرورت پر توجہ وتلاش شروع کرتے ہیں جس کے بعد بغیر کسی کے دینے کے حاصل ہوجاتی ہیں، اسی طرح تمام مطالب کے مواد اور اجزاء بے ترتیب سے ہمارے ذہن میں موجود رہتے ہیں مگر ہماری بے توجہی یا طریقۂ ترکیب کی ناواقفیت سے بہت سے مطالب ہم سے مجہول رہتے ہیں پھر جب ہم اس پر غور کرتے ہیں اور اُن معلومات کو مناسب ترتیب دے کر مطالب کے حصول کا ذریعہ بناتے ہیں تو قدرت کی عادت ومعمول ہے کہ وہ ان مطالب کا ہمارے ذہنوں پر فیضان کر دیتی ہے۔

اس میں منطق کی صرف اس لئے ضرورت پڑتی ہے کہ وہ ذہنی معلومات سے مطالب کے حصول اور تلاش کا صحیح طریقہ تم کو بتلائے۔

صورت القیاس کی بحث

ہر مرکب شے (خواہ لفظ ہو یا غیر لفظ) میں دو چیزیں نمایاں طریقہ سے نظر آتی ہیں مادہ اور صورت۔

مادہ ان اجزاء کو کہتے ہیں جن سے اس مرکب کی ترکیب ہوتی ہے اور صورت اس ہیئۃ اجتماعی کو کہتے ہیں جو اجزاء کی مخصوص ترکیب سے اس کو حاصل ہوجاتی ہے۔

اگر ایک کاریگر کرسی بنانے کے لئے بازار سے لکڑی میخیں وغیرہ تمام ضروریات پانچ روپے میں خرید کر لائے اور گھر میں ان سے ایک خوبصورت کرسی بنا کر بازار میں دس روپے پر بیچے تو اس میں مادہ اور صورت کا فرق تم کو صاف نظر آئے گا کہ اس نے پانچ روپے میں کرسی کا مادہ خریدا

اور پانچ روپے کی صورت اس میں ملائی اور بازار میں وہی پانچ روپے کا مادہ اور پانچ روپے کی صورت ملا کر دونوں کو دس روپے میں بیچا اور اگر ایسا نہیں تو پانچ کی چیز دس کی کیوں ہوگئی؟

تو جس طرح کرسی کے اجزاء ترکیبی کرسی کے مواد ہیں اور ان اجزاء کو جو ہیئت ترکیبی اجتماعی حاصل ہوگئی ہے، وہ کرسی کی صورت ہے؛ ٹھیک اسی طرح جن قضایا سے قیاس مرکب ہوتا ہے وہ قیاس کے مواد ہیں اور ان قضایا کی ترکیب سے جو ایک مخصوص ہیئت اجتماعی حاصل ہو جاتی ہے وہ صورت القیاس ہے؛ یہاں قیاس کی صورت سے بحث کی جاتی ہے اس کے بعد قیاس کے مادہ سے بحث کی جائے گی۔

اشکال اربعہ کا بیان

تم نے ابھی پڑھا کہ قیاس کے بنانے سے قبل ذہن میں تین چیزیں ملحوظ رکھنی چاہئیں۔ اصغر (موضوع مطلوب) اکبر (محمول مطلوب) حداوسط (علۃ الحکم) اب ان تینوں اجزاء سے مندرجہ بالا طریقہ پر قیاس کے لئے جب تم دو قضیے بناؤ گے تو اصغر اور اکبر سے حداوسط کے مقدم یا مؤخر ملانے سے قیاس کی جو بھی صورت اور ہیئت حاصل ہوگی اس کو شکل کہیں گے جس کی چار صورتیں ہوسکتی ہیں۔

(۱) حداوسط محمول صغریٰ وموضوع کبریٰ ہو (۲) حداوسط محمول صغریٰ وکبریٰ ہو (۳) حداوسط موضوع صغریٰ وکبریٰ ہو (۴) حداوسط موضوع صغریٰ ومحمول کبریٰ ہو، یہی اشکال اربعہ ہیں جن میں سے ہر ایک کے ذریعہ سے تم اپنا مطلوب تصدیق حاصل کر سکتے ہو، البتہ ہر شکل کے لئے کچھ قیود وشرائط مقرر کی گئی ہیں جن کی پابندی کے بغیر صحت نتیجہ پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، جن کا بیان آگے آتا ہے، یہاں تمہاری سہولت کے لئے ایک نقشہ دیا جاتا ہے؛ اس میں صغریٰ اور کبریٰ کی دو متقاطع لائینیں دکھائی گئی ہیں جس کی چار شاخیں ہوگئی ہیں اور ہر شاخ میں صغریٰ اور کبریٰ کے موضوع ومحمول جدا جدا دکھائے گئے ہیں، اس کی جن دو شاخوں میں حداوسط (مکرر جزء) ہو ان کے کاٹنے پر بقیہ دو شاخوں کے اجزاء کو جوڑنے سے نتیجہ نکلتا ہے، چنانچہ شکل اول میں سامنے

دوشاخوں کے جوڑنے سے نتیجہ نکلے گا، اور ثانی میں دائیں شاخوں سے اور ثالث میں بائیں شاخوں سے اور رابع میں پچھلی شاخوں سے۔

اساتذہ کرام بطور تمرین طلبہ سے بورڈ یا سلیٹ پر خالی شکل بنوا کر مختلف امثلہ میں اشکال اربعہ کے اجزاء بھروائیں۔ نقشہ میں صرف شکل اول کی صورت دکھائی گئی ہے۔
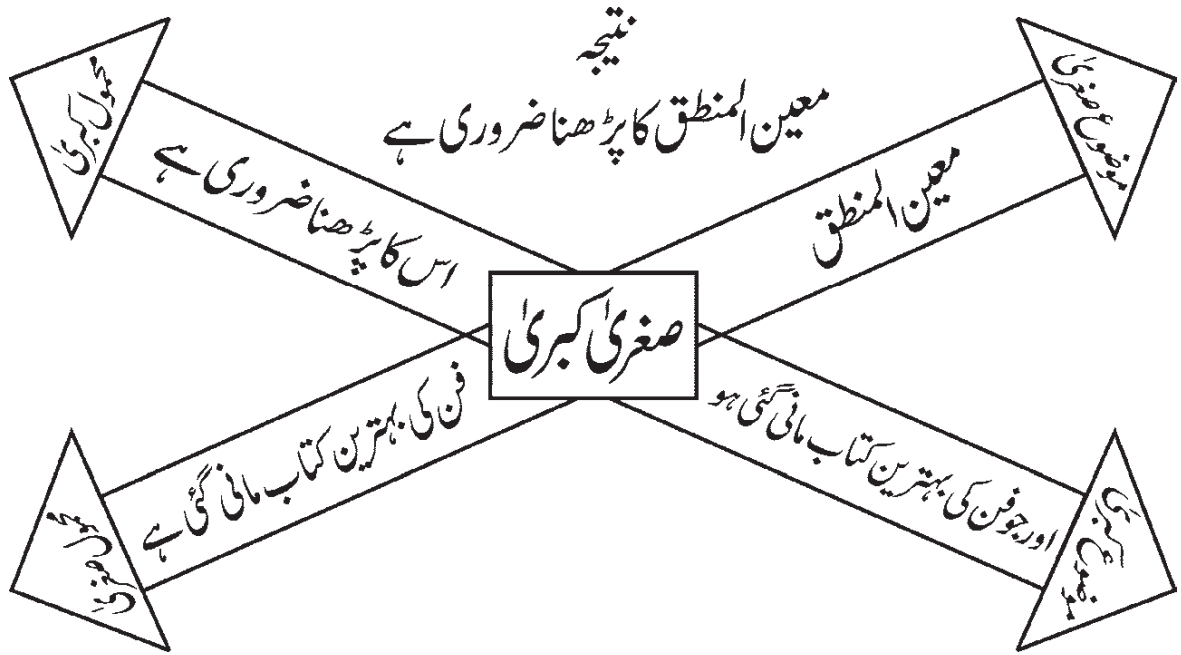
اشکال اربعہ کے شرائط وضوابط

شکل اول: میں کم وکیف کے اعتبار سے صغریٰ کا موجبہ اور کبریٰ کا کلیہ ہونا شرط ہے۔ اور جہۃ کے اعتبار سے صغریٰ کی فعلیت ضروری ہے یعنی صغریٰ اگر موجبہ ہو تو محض ممکنہ نہ ہو بلکہ اُن قضایا سے ہو جن کی موجودہ نسبت ازمنہ ثلاثہ میں سے کسی زمانے میں واقع ہوئی ہو۔ ان شرائط کے اعتبار سے اس کی صحیح نتیجہ دینے والی چار صورتیں (ضروب) آسکتی ہیں اس شکل کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے نتائج میں چاروں محصورے آسکتے ہیں بخلاف بقیہ اشکال کے کہ وہ ایسے نہیں آتے۔

شکل دوم: میں کم وکیف کے اعتبار سے کبریٰ کا کلیہ ہونا اور ایجاب وسلب میں دونوں مقدموں کا مختلف ہونا شرط ہے اور جہۃ کے اعتبار سے دو امر قابل لحاظ ہیں اولؔ یہ کہ صغریٰ دائمہ ہو یا ضروریہ اور

اگر صغریٰ ان میں سے کوئی نہ ہوتو پھر کبریٰ دائمتان، مشروطتان، عرفتیان، میں سے کوئی ایک موجہہ ہو، دوم یہ کہ ہر دو مقدمتین میں سے جونسا بھی ممکنہ آئے تو دوسرا ضرور ضروریہ ہونا چاہے، مگر اس میں اتنی بات یاد رہے کہ اگر کبریٰ ممکنہ ہوتو صغریٰ صرف ضروریہ آسکے گا لیکن اگر صغریٰ ممکنہ ہوتو کبریٰ ضروریہ بھی آسکے گا، اور مشروطہ عامہ خاصہ بھی؛ اس شکل میں بھی صحیح نتیجہ دینے والی چار ہی ضروب ہیں مگر اس کے مقدمتین میں سے چونکہ کسی ایک مقدمہ کا سالبہ آنا ضروری ہے اس لئے اس کے چاروں نتیجے سالبے آئیں گے جن میں دو سالبے کلیے اور دو جزیئے ہوں گے۔

شکل سوم: میں کم وکیف کے اعتبار سے صغریٰ کا موجبہ ہونا اور دونوں مقدموں میں سے کسی ایک کا کلیہ ہونا شرط ہے، اور جہۃ کے اعتبار سے شکل اول کی طرح فعلیت صغریٰ شرط ہے، اس کی ضروب منتجہ چھ ہیں جن کے نتائج تین موجبے جزیئے اور تین سالبے جزیئے آتے ہیں۔

شکل چہارم: میں کم وکیف کے اعتبار سے دو امروں میں سے ایک کا ہونا لازمی ہے (۱) دونوں مقدموں کے موجبہ ہونے کے ساتھ صغریٰ کا کلیہ ہونا (۲) دونوں مقدموں کا ایجاب وسلب میں مختلف ہونے کی صورت میں کسی ایک کہ کلیہ ہونا، یہ شکل باوجود کثرت اشکال ودقت شرائط کے بہت ہی کم مستعمل ہوتی ہے اس لئے جہۃ کے اعتبار سے اس کے شرائط کا بیان مبتدیوں کے حق میں غیر مفید سمجھ کر نظر انداز کیا گیا ہے۔

اس شکل میں ضروب منتجہ آٹھ ہیں جن میں سے دو ضروب کے نتیجے موجبے جزیئے ایک کا سالبہ کلیہ بقیہ کے نتیجے سالبے جزیئے آتے ہیں، اب مزید تشریح اور تمرین کے لئے نیچے ایک نقشہ لکھا جاتا ہے۔ جن میں محصورات اربعہ میں سے ہر ایک صغریٰ کے ساتھ چاروں محصورات کے کبریات ملانے سے سولہ احتمالات پیدا ہوگئے ہیں یہی سولہ صورتیں ضروب کہلاتی ہیں ان ضروب میں ہر شکل کے شرائط کے مطابق جتنی ضروب صحیح نتیجہ دینے والی ہیں ان میں منتج کی نشانی لگائی گئی ہیں، اور جو شرائط کی عدم موجودگی کی وجہ سے غیر منتج عقیم ہیں وہ خالی چھوڑ دی گئی ہیں۔

اساتذہ کرام طلبہ سے ہر ضرب کے انتاج اور عقم کی وجہ دریافت کر کے شرائط کی مشق کرائیں۔

نقشہ نمبر ۱۵ متعلقہ ضروب محتملہ منتجہ وعقیمہ اشکال اربعہ									
ضروب محتملہ		شکل اول		شکل دوم		شکل سوم		شکل چہارم	
صغریات	کبریات	منتجہ وعقیم	نوعیہ منتجہ	منتجہ وعقیم	نوعیہ منتجہ	منتجہ وعقیم	نوعیہ منتجہ	منتجہ وعقیم	نوعیہ منتجہ
موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	منتجہ	مک			منتجہ	مج	منتجہ	مج
〃	موجبہ جزئیہ					منتجہ	مج	منتجہ	مج
〃	سالبہ کلیہ	منتجہ	سک	منتجہ	مک	منتجہ	سج	منتجہ	سج
〃	سالبہ جزئیہ					منتجہ	سج	منتجہ	سج
موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	منتجہ	مج			منتجہ	مج		
〃	موجبہ جزئیہ								
〃	سالبہ کلیہ	منتجہ	سج	منتج	سج	منتجہ	سج	منتجہ	سج
〃	سالبہ جزئیہ								
سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ			منتج	سک			منتجہ	سک
〃	موجبہ جزئیہ							منتجہ	سج
〃	سالبہ کلیہ								
〃	سالبہ جزئیہ								
سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ			منتجہ	سج			منتجہ	سج
〃	موجبہ جزئیہ								
〃	سالبہ کلیہ								
〃	سالبہ جزئیہ								
شرائط اشکال اربعہ		ایجاب صغریٰ کلیۂ کبریٰ		اختلاف مقدمتین درایجاب وسلب وکلیۂ کبریٰ		ایجاب صغریٰ وکلیۂ احد المقدمتین		احد الامرین یا موجبہ بودن ہر دو با کلیۂ صغری یا اختلاف ہردو درکیف و کلیۂ کبرے	

رموز: مک سے موجبہ کلیہ، مج سے موجبہ جزئیہ، سک سے سالبہ کلیہ، اور سج سے سالبہ جزئیہ مراد ہے۔

اشکال اربعہ میں ضروب منتجہ اورعقیمہ کے دلائل

چونکہ شکل اول میں اصغر اوسط میں اور اوسط اکبر میں مندرج ہوتا ہے جس کی وجہ سے اصغر کا حکم اکبر میں مندرج ہونا اور اس سے مذکور نتائج کا پیدا ہونا ظاہر تھا، اسلئے یہ شکل نہ صرف نتائج کے لحاظ سے بدیہی الانتاج تسلیم کی گئی بلکہ دوسری اشکال کی صحت نتائج کے لئے بھی معیار مانی گئی ہے، اس کے علاوہ بقیہ اشکال میں جو شکل موافقت مقدمات کی وجہ سے جس قدر اس کے قریب ہوگی اسی قدر اس میں خفاء اور احتیاج دلائل بہ نسبت اس شکل کے کم ہوگی جو عدم موافقت مقدمات کی وجہ سے اس سے بعید ہوگی، مثلاً شکل دوم چونکہ اسی شکل اول کے ساتھ اشرف المقدمتین (صغریٰ) میں موافق ہے اس لئے اس کے نتائج میں اس قدر خفاء اور احتیاج دلائل نہیں جس قدر سوم و چہارم میں ہے، بلکہ جس کو قدرت نے فطرت سلیمہ عطا کی ہے وہ شکل اول کی طرح شکل دوم کے نتائج میں بھی دلائل کا محتاج نہیں ہوتا۔

اور شکل سوم چونکہ اول کے ساتھ ایک مقدمہ (کبریٰ) میں موافق ہے اس لئے اس میں خفاء اور احتیاج دلائل چہارم کی نسبت کم ہے، اور چہارم چونکہ اول سے ہر دو مقدمتین میں مخالف ہے اس لئے اس میں خفاء اور دلائل کی احتیاج سب سے زائد ہے، اور اسی وجہ سے اہل فن اس کو بہت ہی کم استعمال کرتے ہیں۔

تم نے ابھی پڑھا کہ اشکال اربعہ میں سے ہر شکل میں سولہ احتمالات (ضروب) نکلتے ہیں جن میں سے بعض تو شرائط کی موجودگی کی وجہ سے منتج ہیں اور بعض شرائط کی عدم موجودگی کی وجہ سے غیر منتج اور عقیم ہیں، اب ہر ایک ضرب کی کیفیت اگر مستقل دلیل سے ثابت کی جائے تو اس سے کتاب کی شان کے خلاف طوالت آنے کے ساتھ تمہارے ذہن پر بھی بار گذریگا اس لئے سہولت ضبط کیلئے یہاں صرف تین دلائل بیان کئے جاتے ہیں۔ ایک دلیل (اختلاف) تمام ضروب عقیمہ کے لئے اور دو دلائل (خلف و عکس) تمام ضروب منتجہ کے لئے۔ ان کی روشنی میں تم تمام ضروب کو دلائل سے ثابت کرسکو گے۔

(۱) تمام ضروب عقیمہ کے غیر منتج ہونے کی عام طور سے ایک ہی دلیل مشہور ہے جس کو اختلاف نتائج کہتے ہیں اس کی بنا دو امر پر ہے اول یہ کہ نتیجہ کی یہ خصوصیت ہونی چاہئے کہ وہ اپنے قیاس کے ساتھ لازم غیر منفک ہو جس کو قیاس کی تعریف میں تم پڑھ چکے ہو۔ مگر ان ضروب عقیمہ میں کم وکیف کے اعتبار سے ایسا کوئی قضیہ نہیں ملتا جس کو اگر نتیجہ مقرر کریں تو وہ تمام مواد وامثلہ میں اپنے قیاس کے ساتھ ہمیشہ لازم آتا ہو۔ دوم یہ کہ اس فن کی بنا قواعد کلیہ پر ہے، مگر ان ضروب میں کسی خاص قضیہ کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ تمام مواد میں ان ضروب کا یہی نتیجہ آئے گا اور بالفرض اگر کسی مثال میں صحیح نتیجہ دیکھ کر یہ فیصلہ کر لیتے ہیں تو دوسرے مادے میں وہ نتیجہ غلط ثابت ہوتا ہے جس سے اس قاعدہ کی کلیہ ٹوٹ جاتی ہے اور انہیں وجوہ سے یہ ضروب غیر منتج عقیم مانی گئی ہیں، مثلاً اگر شکل اول کے صغریٰ میں ایجاب نہ رہے تو نتیجہ میں اختلاف پیدا ہوگا۔ یعنی قاعدہ سے تو نتیجہ سالبہ آئے گا مگر بعض مواد میں سالبہ ہی صادق ہوگا اور بعض میں موجبہ اور اختلاف غیر انتاج اور عقم کی دلیل ہے، دیکھو کوئی انسان پتھر نہیں، اور ہر پتھر جماد ہے، تو نتیجہ (کوئی انسان جماد نہیں) سالبہ آیا اور سچا بھی آیا مگر اس قیاس کے کبریٰ میں اگر کچھ تبدیلی کر کے یوں قیاس قائم کریں کہ کوئی انسان پتھر نہیں اور ہر پتھر جسم ہے'' تو نتیجہ سالبہ'' کوئی انسان جسم نہیں آتا ہے'' حالانکہ صحیح موجبہ ہے یعنی ''ہر انسان جسم ہے''

اس سے ثابت ہوا کہ شکل اول کے صغریٰ میں ایجاب ضروری ہے ورنہ نتائج میں اختلاف پیدا ہوگا اور اختلاف نتائج غیر انتاج اور عقم کی دلیل ہے اسی دلیل سے تمام اشکال کی وہ ضروب عقیمہ سمجھو جو ان کے شرائط کے مطابق نہ ہوں۔

اب اشکال اربعہ کی وہ ضروب جو شرائط کی موافقت کی وجہ سے منتج ہیں ان کے انتاج کی زیادہ تر دو ہی دلیلیں مستعمل ہیں خلف اور عکس

(۲) خلف کے معنی محال اور خلاف مفروض کے ہیں جس شئی کو ہم نے صحیح تسلیم کر لیا تھا وہ غلط نکلی۔ یہاں دلیل خلف سے یہ مطلب ہے کہ ہمارا نتیجہ صحیح ہے اور اگر یہ صحیح نہ ہو تو اس کی نقیض صحیح ہوگی، اور جب اس کو قیاس کے مقدمتین میں سے ایسے مقدمہ کے ساتھ ملائیں جس سے شکل اول

کی صورت پیدا ہو سکے تو اس سے جو نتیجہ نکلے گا وہ قیاس کے اس مقدمہ کے خلاف ہوگا جس کے ساتھ یہ نقیض نہ ملائی گئی تھی؛ اب یہ محال اور خرابی یا تو قیاس کی صورت سے پیدا ہوئی ہوگی یا مادہ سے، صورت سے تو اس واسطے پیدا نہیں ہوئی کہ صورت شکل اول کی ہے جس کو بدیہی الانتاج تسلیم کر چکے ہیں۔

تو ضرور یہ خرابی قیاس کے مادہ سے آئی ہوگی، مادہ میں بھی ایک مقدمہ صحیح تسلیم کر چکے تھے تو معلوم ہوا کہ یہ قیاس کے دوسرے مقدمہ یعنی ہمارے نتیجہ کی نقیض سے آئی ہے، لہٰذا ہمارا نتیجہ صحیح اور اس کی نقیض غلط ہے۔

مثلاً شکل دوم کے اسی ضرب اول کو لے لو کہ "ہر انسان جاندار ہے" کوئی پتھر جاندار نہیں" کا نتیجہ "کوئی انسان پتھر نہیں" صحیح ہے اور اگر یہ نتیجہ صحیح نہ ہو تو اسکی نقیض (بعض انسان پتھر ہیں) صحیح ہوگی اب اس کو صغریٰ بناؤ اور مذکور قیاس کے کبریٰ کو اس کی کلیۃ کی وجہ سے کبریٰ بنا کر اس طرح قیاس قائم کرو کہ بعض انسان پتھر ہیں" اور کوئی پتھر جاندار نہیں" تو نتیجہ نکلے گا کہ بعض انسان جاندار نہیں" حالانکہ یہ نتیجہ مذکورہ بالا قیاس کے صغریٰ ہر انسان جاندار ہے کے خلاف بلکہ مناقض ہے، تو معلوم ہوا کہ ہمارا نتیجہ کوئی انسان پتھر نہیں صحیح تھا اور اس کی نقیض بعض انسان پتھر ہے غلط تھی یہی دلیل خلف ہے جو تمام ضروب منتجہ میں جاری ہو سکتی ہے۔

(۳) دلیل عکس، یہ دلیل ہر شکل میں جدا جدا طریقہ پر خاص خاص ضروب میں جاری ہو سکتی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شکل کے ضروب منتجہ کی صحت انتاج پر یہ دلیل لانی ہو تو پہلے یہ غور کرو کہ وہ شکل شکل اول سے کس مقدمہ میں مخالف ہے، پھر اس کا جونسا مقدمہ شکل اول سے مخالف پاؤ اس کو اسی کے عکس سے بدل ڈالو جس سے یقیناً شکل اول کی صورت بن جائیگی، اب[۱]

فائدہ [۱]: یہاں تمہارے ذہن میں قدرتی طور سے یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب شکل اول سے بلا کسی خدشہ کے صحیح نتیجہ نکل سکتا ہے تو بقیہ اشکال کی کیا ضرورت ہے باوجودیکہ ان کے نتائج کی تصحیح میں پھر شکل اول کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ تو اس سوال کے دو جواب ہیں اول یہ کہ اگر ایک ہی شکل کو حصول مقصود کا ذریعہ مقرر کرتے تو مستدل کے لئے حصول مطالب کا میدان بہت تنگ ہو جاتا جو ایک گونہ دقت کا موجب تھا۔ دوم یہ کہ موضوع و محمول میں اگرچہ اتحاد ہوتا ہے مگر پھر بھی ان میں

اس شکل اول سے اگر وہی نتیجہ نکلا جو اس سے قبل تم نے نکالا تھا تو اس سے ثابت ہو جائے گا کہ پہلے جو نتیجہ تم نے نکالا تھا وہ صحیح تھا، بس یہی دلیل عکس کا خلاصہ ہے، مگر اس دلیل کے اجراء کے وقت دو امور کو ملحوظ رکھنا چاہئے (۱) یہ کہ جس مقدمہ کا عکس نکالنا مقصود ہو اس کا عکس آسکتا ہو (یعنی وہ سالبہ جزئیہ نہ ہو) (۲) یہ کہ وہ عکس اس طور سے نکلتا ہو کہ اگر اس کو قیاس کے دوسرے مقدمہ سے ملانا چاہیں تو اس سے شکل اول کی صورت بن سکتی ہو۔ بس اسی ترکیب سے تمام ضروب منتجہ میں سے جن ضروب کی صحت انتاج پر دلیل عکس کا قیام ممکن ہوگا ان کو ان قواعد کی روشنی میں تم قائم کرسکو گے تمہاری سہولت کے لئے شکل دوم میں اس کے اجراء کی مشق نیچے لکھی جاتی ہے۔ اسی پر بقیہ ضروب منتجہ میں دلیل عکس کا اجراء قیاس کرو۔

دیکھو شکل دوم۔ شکل اول سے کبریٰ میں (حد اوسط کے محمول ہونے سے مخالف ہے، اور اس کی ضروب منتجہ چار ہیں جن میں سے دو کے کبریٰ سالبہ کلیہ ہیں، اور دو کے موجبہ کلیہ، موجبہ کلیہ کا عکس چونکہ موجبہ جزئیہ آتا ہے جو شکل اول کا کبریٰ ہونے کی قابلیت نہیں رکھتا، اور نیز اس صورت میں صغریٰ سالبہ ہی ہوگا جو شکل اول کا صغریٰ بننے کی قابلیت نہیں رکھتا، لہٰذا معلوم ہوا کہ دلیل عکس شکل دوم کی ان دو ضروب میں جاری نہیں ہوسکتی جن میں صغریٰ سالبہ اور کبریٰ موجبہ ہیں۔

بقیہ دو میں چونکہ صغریٰ موجبہ ہے جو شکل اول کا صغریٰ بننے کی قابلیت رکھتا ہے، اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہے جس کا عکس سالبہ کلیہ ہی آئے گا جو شکل اول کا کبریٰ ہونے کی قابلیت رکھتا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ دلیل عکس شکل دوم کی ان دو ضروب میں جاری ہوسکتی ہے جن میں صغریٰ موجبہ اور کبریٰ

صفحہ نمبر ۱۱۷ کا بقیہ حاشیہ

بعض طبعاً موضوع کے لئے موزوں ہوتے ہیں اور بعض محمول کے لئے مثلاً (زید کاتب ہے) ایسا قضیہ ہے کہ اس میں زید ایک ذات ہونے کی وجہ سے موضوع کے لئے موزوں ہے اور کاتب وصف ہونے کی وجہ سے محمول کے لئے۔ اب اگر کوئی قضیہ قیاس میں اس طور سے صغریٰ واقع ہو جائے کہ اس میں حد اوسط محمول ہونے کے لئے موزوں نہ ہو تو مجبوراً کسی اور صورت سے قیاس قائم کرنیکی ضرورت پڑیگی، اور اس طرح اشکال کی چار صورتیں مقرر کی گئیں۔

سالبہ کلیہ ہیں، مزید تشریح کے لئے اس کی ایک ضرب میں دلیل عکس کا اجراء بھی کرایا جاتا ہے؛ اسی پر بقیہ ضروب میں اس کے اجراء کو قیاس کرو۔ مثلاً ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ شکل دوم میں ضرب اول، ''ہر انسان جاندار ہے، کوئی پتھر جاندار نہیں'' کا نتیجہ کوئی انسان پتھر نہیں'' صحیح ہے۔

کیونکہ اگر ہم کبریٰ ''کوئی پتھر جاندار نہیں'' کے عکس ''کوئی جاندار پتھر نہیں'' کو صغریٰ ''ہر انسان جاندار ہے'' سے شکل اول کی صورت سے ملا کر یوں کہیں کہ ہر ''انسان جاندار ہے'' اور کوئی جاندار پتھر نہیں'' تو یقیناً اس کا وہی نتیجہ ''کوئی انسان پتھر نہیں'' نکلے گا جو اس سے قبل شکل دوم کی صورت سے ہم نکال چکے تھے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ شکل دوم سے جو نتیجہ ''کوئی انسان پتھر نہیں'' ہم نکال چکے تھے وہ صحیح تھا۔

اسطرح شکل سوم چونکہ اول سے صغریٰ میں مخالف ہے اس لئے اس میں دلیل عکس کا اجرا شکل اول میں لانے کے لئے بعکس صغریٰ ہوگا۔ اور چونکہ اس کا صغریٰ ہمیشہ موجبہ آتا ہے جس کا عکس بھی موجبہ ہوگا اس لئے اس کا عکس صغریٰ تو بہر حال شکل اول کے صغریٰ بننے کی قابلیت رکھتا ہے، مگر اس کی چھ ضروب منتجہ میں سے صرف تین ہی ضروب ایسی ہیں جن کا کبریٰ کلیۃ کی وجہ سے شکل اول کے کبریٰ بننے کی قابلیت رکھتا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ شکل سوم میں دلیل عکس کا اجرا صرف ان تین ضروب میں ہوسکتا ہے جن کا کبریٰ کلیہ ہے۔

شکل چہارم میں چونکہ ہر دو مقدمتین شکل اول کے مخالف ہیں، اس لئے اس میں دلیل عکس کا اجرا صرف دو صورتوں سے کرتے ہیں (۱) ہر دو مقدمتین کے عکس سے، مگر اس کی آٹھ ضروب منتجہ میں سے یہ دلیل صرف ان دو ضروب میں جاری ہوسکتی ہے جن کا صغریٰ موجبہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہے، (۲) ہر دو مقدمتین کی تبدیلی سے یعنی صغریٰ کو کبریٰ کی جگہ اور کبریٰ کو صغریٰ کی جگہ منتقل کرنا اور پھر اس سے جو نتیجہ نکلے اس کو معکوس کرنا جس سے نتیجہ کی وہی صورت پیدا ہوگی جو اصل شکل سے پیدا ہوتی ہے، یہ دلیل صرف ان چار ضروب میں جاری ہوسکے گی جہاں صغریٰ کلیہ ہے اور کبریٰ موجبہ۔

ہدایت: یہ یاد رکھو کہ کم و کیف کے اعتبار سے نتیجہ اخص المقدمتین کا تابع ہے یعنی قیاس کے مقدمتین میں سے جونسا بھی مقدمہ جزئیہ ہو تو نتیجہ جزئیہ آئے گا اور جونسا بھی سالبہ ہو تو نتیجہ سالبہ آئے گا۔

(۲) شکل سوم کے تمام نتائج جزئیہ آتے ہیں حالانکہ اس کی بعض ضروب میں ہر دو مقدمتین کلیہ ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں دلیل عکس کا اجرا صغریٰ کے عکس سے کیا جاتا ہے، اور چونکہ اس شکل کا صغریٰ ہمیشہ موجبہ آتا ہے اور موجبہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے، اسی لئے اس کے صغریٰ کو ہمیشہ موجبہ جزئیہ ہی سمجھ کر اس کے مطابق نتیجہ بھی ہمیشہ جزئیہ لایا جاتا ہے۔

(۳) شکل دوم وسوم میں مندرجہ بالا طریقہ کے علاوہ دلیل عکس کا ایک اور بھی طریقہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان میں جو شکل جس مقدمہ میں شکل اول کے مطابق ہو۔ اسی مقدمہ کو اس کے عکس سے بدل دیا جائے تاکہ شکل اول سے ہر دو مقدمتین میں مخالفت کی وجہ سے شکل چہارم بن جائے اور پھر اس میں دلیل عکس کا وہ طریقہ استعمال کیا جائے جو شکل چہارم میں بیان کیا گیا ہے۔ مگر یہ طریقہ تطویل لاطائل سے خالی نہیں۔

(۴) ضروب منتجہ کی صحت انتاج کے لئے مندرجہ بالا خلف اور عکس کے علاوہ ایک اور دلیل بھی استعمال کی جاتی ہے جس کو دلیل افتراض کہتے ہیں مگر وہ بھی دقت وطوالت سے خالی نہیں اس لئے وہ بھی یہاں بیان نہیں کی گئی اگر موقع ملا تو بڑی کتابوں میں یہ تمام امور مشرح طریقہ پر تمہارے پڑھنے میں آجائیں گے۔

اب مزید تشریح کیلئے نیچے اشکال اربعہ میں سے ہر ایک شکل کے متعلق جدا جدا نقشہ دیا جاتا ہے۔ ان میں ہر ایک کے متعلق جو جو حالات تم پڑھ چکے ہو ان کے مطابق ہر ایک نقشہ کو سمجھ کر یاد کر لو۔

نقشہ ۱۶ متعلقہ شکل اول ضروب منتجہ وامثلہ وشرائط

ضروب منتجہ			امثلہ			شرائط
صغریات	کبریات	نتائج	صغریات	کبریات	نتائج	
موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	ہر انسان جاندار ہے	ہر جاندار جسم ہے	ہر انسان جسم ہے	ایجاب صغریٰ وکلیۂ کبریٰ
موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	ہر انسان جاندار ہے	کوئی جاندار پتھر نہیں	کوئی انسان پتھر نہیں	
موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	بعض طلبہ محنتی ہوتے ہیں	ہر محنتی کامیاب ہوتا ہے	بعض طلبہ کامیاب ہوتے ہیں	
موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض طلبہ بدشوق ہوتے ہیں	کوئی بدشوق کامیاب نہیں ہوتا	بعض طلبہ کامیاب نہیں ہوتے	

نقشہ ۱۷ متعلقہ شکل دوم مع ضروب منتجہ وامثلہ وشرائط

ضروب منتجہ			امثلہ			شرائط
صغریات	کبریات	نتائج	صغریات	کبریات	نتائج	
موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	ہر انسان جاندار ہے	کوئی پتھر جاندار نہیں	کوئی انسان پتھر نہیں	اختلاف مقدمتین در کیف وکلیۂ کبریٰ
سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	کوئی پتھر جاندار نہیں	ہر انسان جاندار ہے	کوئی پتھر انسان نہیں	
موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض جاندار انسان ہیں	کوئی پتھر انسان نہیں	بعض جاندار پتھر نہیں	
سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض انسان نیک نہیں ہوتے	ہر شریف نیک ہوتا ہے	بعض انسان شریف نہیں ہوتے	

نقشہ ۱۸ متعلقہ شکل سوم مع ضروب منتجہ وشرائط

ضروب منتجہ			امثلہ			شرائط
صغریات	کبریات	نتائج	صغریات	کبریات	نتائج	
موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	ہر انسان ناطق ہے	بعض جاندار ناطق ہیں	ایجاب صغریٰ وکلیۂ احد المقدمتین
موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	بعض انسان کالے ہیں	بعض جاندار کالے ہیں	
موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	کوئی انسان حمار نہیں	بعض جاندار حمار نہیں	
موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	بعض انسان خوبصورت نہیں	بعض جاندار خوبصورت نہیں	
موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	بعض انسان کاتب ہیں	ہر انسان سمجھدار ہے	بعض کاتب سمجھدار ہیں	
موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض جاندار کالے ہیں	کوئی جاندار پتھر نہیں	بعض کالے پتھر نہیں	

نقشہ ۱۹ متعلقہ شکل چہارم مع ضروب منتجہ و امثلہ و شرائط

ضروب منتجہ			امثلہ			شرائط
صغریات	کبریات	نتائج	صغریات	کبریات	نتائج	
موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	ہر سمجھدار انسان ہے	بعض جاندار سمجھدار ہیں	احد الامرین یا موجبہ بودن ہر دو مقدمتین با کلیہ صغریٰ یا اختلاف ہر دو در کیف با کلیہ احد المقدمتین
موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	بعض گورے انسان ہیں	بعض جاندار گورے ہیں	
موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	کوئی حمار انسان نہیں	بعض جاندار حمار نہیں	
موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	بعض کالے انسان نہیں	بعض جاندار کالے نہیں	
سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	کوئی انسان پتھر نہیں	ہر ناطق انسان ہے	کوئی پتھر ناطق نہیں	
سالبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	کوئی انسان پتھر نہیں	بعض کالے انسان ہیں	بعض پتھر کالے نہیں	
موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض جاندار انسان ہیں	کوئی پتھر جاندار نہیں	بعض انسان پتھر نہیں	
سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض جاندار انسان نہیں	ہر مولوی جاندار ہے	بعض انسان مولوی نہیں	

قیاس اقترانی شرطی کی بحث

تم نے اوپر پڑھا ہے کہ قیاس اقترانی اگر خالص حملیات سے مرکب ہو تو اس کو اقترانی حملی کہتے ہیں ورنہ شرطی، اقترانی حملی کی بحث تم پڑھ چکے اب اقترانی شرطی کے متعلق مختصر سی بحث کی جاتی ہے۔

اقترانی شرطی میں بلحاظ نوعیت مقدمات آٹھ احتمالات متصور ہو سکتے ہیں:

(۱) صغریٰ و کبریٰ دونوں شرطیہ متصلہ ہوں۔

(۲) دونوں شرطیہ منفصلہ ہوں۔

(۳) صغریٰ حملیہ کبریٰ متصلہ ہو۔

(۴) صغریٰ متصلہ کبریٰ حملیہ ہو۔

(۵) صغریٰ حملیہ کبریٰ منفصلہ ہو۔

(۶) صغریٰ منفصلہ کبریٰ حملیہ ہو۔

(۷) صغریٰ متصلہ کبریٰ منفصلہ ہو۔

(۸) صغریٰ منفصلہ کبریٰ متصلہ ہو۔

مذکورہ بالا چاروں اشکال اس میں بھی جاری ہو سکتی ہیں مگر بخوف طوالت ان کی تفصیل ترک کی گئی اور صرف شکل اول کی صورت میں مندرجہ آٹھ احتمالات مع امثلہ ایک نقشہ کے ذریعہ سے نیچے لکھے جاتے ہیں ان کو خوب سمجھ کر یاد کر لو۔

نقشہ نمبر ۲۰ متعلقہ قیاس اقترانی شرطی مع امثلہ

نوعیت مقدمتین		امثلہ		
صغریات	کبریات	صغریات	کبریات	نتائج
متصلہ	متصلہ	ہر آئینہ اگر آفتاب نکلا ہو تو دن موجود ہوگا	ہر آئینہ اگر دن موجود ہوگا تو زمین روشن ہوگی	ہر آئینہ اگر آفتاب نکلا ہو تو زمین روشن ہوگی
منفصلہ	منفصلہ	یہ عدد طاق ہوگا یا جفت	دائما جفت عدد یا جفت کا جفت ہوگا یا طاق کا جفت	دائما عدد یا طاق ہوگا یا جفت کا جفت یا طاق کا جفت ہوگا
حملیہ	متصلہ	یہ شے انسان ہے	ہر آئینہ یہ شے اگر انسان ہوگی تو جاندار ہوگی	یہ شئے جاندار ہوگی
متصلہ	حملیہ	جب یہ شے انسان ہوگی تو جاندار ہوگی	ہر جاندار جسم ہے	یہ شئے اگر انسان ہوگی تو جسم ہوگی
حملیہ	منفصلہ	یہ گنتی ہے	دائما گنتی زوج ہوگی یا فرد	یہ زوج ہوگی یا فرد
منفصلہ	حملیہ	یہ عدد فرد ہوگا یا زوج	ہر زوج منقسم بمتساوبین ہوگا	یہ عدد یا فرد ہوگا یا منقسم بمتساوبین ہوگا
متصلہ	منفصلہ	اگر یہ شے تین ہوں تو عدد ہوگی	دائما عدد زوج ہوگا یا فرد	اگر یہ شئے تین ہوں تو زوج ہوگی یا فرد
منفصلہ	متصلہ	یہ عدد فرد ہوگا یا زوج	ہر آئینہ اگر وہ زوج ہوگا تو منقسم بمتساوبین ہوگا	یہ عدد فرد ہوگا یا منقسم بمتساوبین

قیاس استثنائی کی بحث

قیاس اقترانی کی بحث ختم ہوئی اب قیاس استثنائی سے بحث کی جاتی ہے تم پڑھ چکے ہو کہ قیاس استثنائی وہ ہے جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ اپنی پوری ہیئت اور اجزاء کے ساتھ موجود ہو، اس کو استثنائی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ حرف استثناء (لکن) پر مشتمل ہوتا ہے۔

یہ قیاس ایسے دو قضیوں سے مرکب ہوتا ہے جن میں پہلا قضیہ تو پورا شرطیہ ہوتا ہے۔ اور دوسرا اسی شرطیہ کے مقدمتین یا ان کی نقیضین میں سے ایک مقدمہ بصورت قضیہ حملیہ حرف استثناء (لکن) کے بعد واقع ہوتا ہے؛ چونکہ اقسام شرطیات میں اس کی ترکیب اور استخراج نتائج کے مختلف طریقے ہیں، اس لئے ہر ایک شرطیہ میں اس کے بنانے کی ترکیب اور طریقۂ استخراج نتائج الگ الگ نیچے لکھا جاتا ہے۔

متصلہ لزومیہ میں اس کے بنانے کی یہ ترکیب ہے کہ پہلے پورے متصلہ لزومیہ کو (بطور مقدمہ اولیٰ) رکھو اس کے بعد حرف استثناء (لکن) رکھو اس کے بعد اسی متصلہ کے یا مقدم کو بعینہ رکھو جس کو وضع مقدم بھی کہتے ہیں یا نقیض (نفی) تالی رکھو جس کو رفع تالی بھی کہتے ہیں بہر حال اس کو مقدمہ ثانیہ سمجھو جس سے یہ قیاس تیار ہو چکا اب اس سے نتیجہ نکالنے کا یہ طریقہ ہے کہ اگر قیاس میں تم وضع مقدم کر چکے تھے تو نتیجہ بعینہ تالی کو سمجھو اور اگر رفع تالی کر چکے تھے تو نتیجہ رفع (نقیض) مقدم کو سمجھو؛ قیاس استثنائی متصلہ سے صرف یہی دو نتیجہ دے سکتا ہے۔

اور منفصلہ حقیقیہ سے بھی اسکے بنانے کی یہی ترکیب ہے، البتہ یہاں حرف استثناء کے بعد وضع مقدم رفع مقدم وضع تالی رفع تالی چاروں استثناء کر سکتے ہو جن سے چار نتیجے نکال سکو گے۔ یعنی استثناء میں جس مقدمہ کا وضع کرو گے تو دوسرے مقدمہ کے رفع کو نتیجہ سمجھو اور جس کا رفع کرو گے تو دوسرے کے وضع (عین) کو نتیجہ سمجھو، اور مانعۃ الجمع میں دو ہی استثناء کر سکتے ہو جن کے دو ہی نتیجے نکال سکو گے، یعنی استثناء میں جس مقدمہ کا وضع کرو گے تو دوسرے مقدمہ کی نقیض کو نتیجہ سمجھو؛ اور مانعۃ الخلو میں بھی دو ہی استثناء سے دو ہی نتیجے نکال سکو گے یعنی قیاس میں جس

مقدمہ کے رفع کا استثناء کروگے تو نتیجہ دوسرے مقدمہ کے عین کو سمجھو۔

ان امور کی مزید تشریح کے لئے آگے ایک نقشہ دیا جاتا ہے اس میں متصلہ سے دو نتیجے منفصلہ حقیقیہ سے چار (اختصارا دو خانوں میں لکھے گئے ہیں)

مانعۃ الجمع سے دو اور مانعۃ الخلو سے بھی دو کل دس نتائج مع امثلہ و تطبیق دکھائے گئے ہیں ان کو خوب سمجھ کر یاد کرلو۔

نقشہ نمبر ۲۱ متعلقہ قیاس استثنائی

اقسام شرطیہ	قیاس استثنائے		نتائج	تطبیق
	شرطیہ (مقدمہ اولیٰ)	استثناء (مقدمہ ثانیہ)		
متصلہ ۲	ہر آئینہ اگر آفتاب نکلا ہوتو دن موجود ہوگا	لیکن آفتاب نکلا ہے	تو دن موجود ہوگا	متصلہ میں استثناء عین مقدم سے نتیجہ عین تالی نکلا
	〃 〃	لیکن دن موجود نہیں	تو آفتاب نکلا نہ ہوگا	متصلہ میں استثناء نقیض تالی سے نتیجہ نقیض مقدم نکلا
منفصلہ حقیقیہ ۲	دائما عدد زوج ہوگا یا فرد	لیکن وہ زوج ہے / نہیں	تو وہ فرد نہ ہوگا / فرد ہوگا	منفصلہ حقیقیہ میں استثناء عین یا نقیض مقدم سے نتیجہ نقیض یا عین تالی نکلا
	〃 〃	لیکن وہ فرد ہے / نہیں	تو زوج نہ ہوگا / ہوگا	حقیقیہ متصلہ میں استثناء عین یا نقیض تالی سے نتیجہ نقیض یا عین مقدم نکلا
مانعۃ الجمع ۲	دائما یہ شئے یا انسان ہوگی یا حمار	لیکن وہ انسان ہے	تو وہ حمار نہ ہوگی	مانعۃ الجمع میں استثناء عین مقدم سے نتیجہ نقیض تالی نکلا
	〃 〃	لیکن وہ حمار ہے	تو وہ انسان نہ ہوگی	مانعۃ الجمع میں استثناء عین تالی سے نتیجہ نقیض مقدم نکلا
مانعۃ الخلو ۲	دائما زید دریا میں ہوگا یا غرق نہ ہوگا	لیکن وہ دریا میں نہیں ہے	تو وہ غرق نہ ہوگا	مانعۃ الخلو میں استثناء نقیض مقدم سے نتیجہ عین تالی نکلا
	〃 〃	لیکن وہ غرق ہوا	تو وہ دریا میں ہوگا	مانعۃ الخلو میں استثناء نقیض تالی سے نتیجہ عین مقدم نکلا

قیاس استثنائی میں صحت انتاج کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کوملحوظ رکھنا ضروری ہے:

(۱) اصل قضیہ شرطیہ (مقدمہ اولیٰ) موجبہ ہو، کیونکہ سالبہ کلیۃً صحیح نتیجہ نہیں دیتا۔

(۲) اصل شرطیہ اگر متصلہ ہو تو لزومیہ ہونا چاہئے اور اگر منفصلہ ہو تو عنادیہ کیونکہ اتفاقیات صحیح نتائج نہیں دے سکتے۔

(۳) اصل شرطیہ (مقدمہ اولیٰ) یا استثناء (مقدمہ ثانیہ) میں سے کم از کم ایک کا کلیہ ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر دونوں جزئیہ ہوں تو صحت نتیجہ پر اعتماد نہیں کیا جاسکے گا۔

مادۃ القیاس کی بحث

تم پڑھ چکے ہو کہ قیاس جن قضایا سے مرکب ہوتا ہے ان کو مادۃ القیاس اور جس شکل اور ہیئت سے مرکب ہوتا ہے اس کو صورۃ القیاس کہتے ہیں: اور جس طرح مکان، میز ٹیبل، کرسی، وغیرہ تمام مرکبات کی پائیداری اور خوبصورتی ان کے اجزاء اور مواد کی پائیداری اور خوبصورتی پر موقوف ہے، اسی طرح انکی ہیئت اور شکل کی موزونیت اور درستی پر بھی موقوف ہے، اس لئے ہر منطقی کے لئے جہاں قیاس کی شکل وصورت کی درستی پر نظر رکھنا ضروری ہے وہاں قیاس کے مواد و اجزاء کی پختگی و بہتری پر بھی غور کرنا لازمی ہے، تاکہ حصول تصدیقات میں وہ اپنا قیاس اور فکر صوری اور مادی غلطیوں سے بچا سکے اور مقابل کے غلط دلائل کی آسانی سے تردید کر سکے، قیاس کی صورت کے متعلق ضروری بحث تم پڑھ چکے، اب اس کے اجزاء اور مادہ کے متعلق بحث شروع کی جاتی ہے؛ قیاس کے اجزاء اور مواد ایسے قضایا ہوتے ہیں جن میں بعض تو یقینی ہوتے ہیں مگر بعض ظنی، وہمی، تخیلی، وغیرہ بھی ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو قیاس یقینیات سے مرکب ہوگا اس کا نتیجہ بھی یقینیہ ہوگا جیسا کہ ظنیات۔ وہمیات۔ وغیرہ کا نتیجہ ظنیہ وہمیہ وغیرہ ہوگا، اس لئے اہل فن نے انہی مقدمات و مواد کے اعتبار سے قیاس کی پانچ قسمیں کی ہیں، برہان، جدل، خطابہ، شعر، اور مغالطہ، جن کو صناعات خمس کہتے ہیں۔

صناعات خمس کا بیان اس فن کی اہم ترین بحث ہے جس سے واقفیت ہر انسان کو اپنے نفس ناطقہ کی تکمیل اور روزمرہ کے تمدنی معاشرتی امور میں بغایت کار آمد اور ضروری ہے، اسلئے قدماء کی

کتابوں میں اس پر سب سے زائد توجہ کی جاتی تھی چنانچہ ان کا مقولہ ہے کہ انسان کو اپنے نفس ناطقہ کی ذاتی اصلاح کے لئے برہان کی ایسی ضرورت ہے جیسے بدنی اصلاح کے لئے غذا کی، اور بقیہ قیاسات کو عرضی اصلاحات کے لئے ایسی ضرورت ہے جیسے زہر اور دیگر مضر اشیاء کی شناخت کی، تاکہ ان سے خود محترز رہے، اور معاند مقابل کی آسانی سے مدافعت کر سکے اور حقیقۃً انسان کو روزمرہ کے مخاطبات میں عالم سے بھی سابقہ پڑتا ہے اور جاہل سے بھی، محقق سے بھی اور معاند سے بھی جن کے ساتھ ایک ہی قسم کا مکالمہ غیر مفید بلکہ اکثر مضر ہوتا ہے۔

اس لئے ہر انسان کو یقینی، ظنی، وہمی، وغیرہ ہر قسم کے دلائل سے واقفیت ہونا ضروری ہے تاکہ حسب موقع آسانی سے اس کو استعمال کر سکے؛ دیکھئے! مقابل کے اسی اختلاف حال کے مطابق کلام الٰہی میں [1] ابھی صناعات خمس میں سے چند اقسام کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر مقابل میں برہان کے سمجھنے کی قابلیت موجود ہو تو اس کو کلمہ حق کی طرف برہان کے ذریعہ سے دعوت دو ورنہ صحیح مقبولات (خطابۃ) اور موعظہ حسنہ سے اور اگر وہ معاند بن کر غلط دلائل سے پیش آئے تو اس کو غلط دلیل کا مشہورات صحیحہ (مجادلہ) سے مقابلہ کرو۔

صناعات خمس کی اس اہمیت کو دیکھتے ہوئے مناسب ہے کہ اس کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کے لئے پہلے بطور تمہید و مقدمہ تصور و تصدیق کے اقسام اور ان کے مراتب بیان کئے جائیں تاکہ فن کے سمجھنے میں تمکو کسی قسم کی دقت باقی نہ رہے۔

علم کے اقسام اور انکے مراتب

علم اگر اعتقاد ہو نسبت تامہ خبری کا تو تصدیق ہے ورنہ تصور۔ اس اجمال کی تفصیل یوں سمجھو کہ علم اگر کسی مفرد شے سے متعلق ہو جیسے زید، انسان، درخت، پتھر، وغیرہ یا نسبت ناقصہ سے جیسے غلام زید، خوبصورت کتاب، معین المنطق وغیرہ یا نسبت تامہ انشائی سے جیسے مدرسہ جاؤ، کاہل

---

[1] علامہ شیرازی نے شرح حکمۃ الاشراق میں اور شیخ نے شفائے منطق میں وادعُ اِلی سَبِیْلِ ربّکَ بالحکمۃِ وَالمُوعِظَۃِ الحَسنَۃِ وَجادِلْھُم بالتی ھِیَ اَحْسَنُ (الایۃ) کا یہی مطلب بیان کیا ہے دیکھو شرح مرقات للعلامۃ خیر آبادی ص: ۱۹۱

نہ بنو، کاش وہ کامیاب ہوتا وغیرہ۔ یا نسبت خبری سے جیسے احمد کامیاب ہوا۔ مگر اس نسبت کے متعلق ذہن میں ایسا تردد ہو کہ کامیاب ہونے اور نہ ہونے کے دونوں پہلو برابر ہوں جس کو شک بھی کہتے ہیں، تو ان چاروں صورتوں میں اس علم کو تصور کہیں گے کیونکہ ان میں نسبت تامہ خبری کا اعتقاد نہیں پایا جاتا، اور اگر اس نسبت خبری پر اس طور سے علم آئے کہ ایک جانب (احمد کامیاب ہوا) غالب و راجح ہو اور دوسری جانب (احمد کامیاب نہ ہوا) مغلوب و مرجوح احتمال ہو۔ تو راجح کو ظن کہیں گے جو تصدیق کی قسم ہے اور مرجوح کو وہم جو تصور کی قسم ہے۔

اور اگر ذہن میں جانب مخالف کے متعلق ایک مرجوح احتمال بھی نہ ہو تو پھر دیکھنا چاہئے کہ اگر اس علم اور اعتقاد کے خلاف کوئی شخص دلائل پیش کرے یا شک ڈالنے کی سعی کرے تو اس سے یہ علم و اعتقاد زائل ہو سکتا ہے، یا وہ ایسا پختہ اعتقاد ہے کہ کسی کے دلائل اور تشکیک سے کسی طرح اثر پذیر نہیں ہوتا تو اگر وہ کسی کی تشکیک اور دلائل سے زائل ہونے کی قابلیت رکھتا ہو تو اس کو تقلید کہتے ہیں جیسے تمام انسانوں کے اپنے اپنے بزرگوں اور پیشواؤں کے اقوال پر اعتقادات، اور اگر وہ پختگی کی وجہ سے کسی کی تشکیک و دلائل سے زائل نہ ہو سکتا ہو تو پھر اس پختگی کے باوجود اگر وہ اعتقاد واقع اور نفس الامر کے مطابق بھی ہو تو اس کو یقین کہتے ہیں۔ جو تصدیق بلکہ تمام علوم کی اعلیٰ قسم ہے جیسے مسلمانوں کا اللہ کی وحدانیت، رسول کی رسالت، اور تمام احکام شرعیہ پر اعتقاد، اور اگر واقع کے خلاف ہو تو اس کو جہل مرکب کہتے ہیں، جیسے ادیان باطلہ والوں کے غلط عقائد، اس سے معلوم ہوا کہ تصدیق کے اقسام چہارگانہ میں سے سب سے عمدہ اور اعلیٰ قسم یقین پھر جہل مرکب پھر تقلید اور پھر ظن ہے؛ اس کے بعد تمام تصورات کا رتبہ ہے جن کے اقسام پنجگانہ میں صرف ایک قسم مفرد سے متعلق ہے اور بقیہ تصور مرکب ناقص، مرکب انشائی، مرکب خبری شکی، وہمی، چاروں قسمیں نسبت سے متعلق ہوتی ہیں، اس تمہید کے ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ قیاس جن قضایا و مقدمات سے مرکب ہوتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں یقینیہ اور غیر یقینیہ مقدمات یقینیہ۔ چھ ہیں اولیات، مشاہدات، متواترات، مجربات، حدسیات، فطریات: اور غیر یقینیہ بھی چھ ہیں: مشہورات، مسلمات، مقبولات، وہمیات، مخیلات، جن کا بیان صناعات خمس کے تحت میں ذکر ہوگا؛ اب صناعات خمس کی بحث شروع کی جاتی ہے اسے خوب سمجھ کر یاد کرو۔

صناعات خمس کی بحث

تم نے ابھی پڑھا کہ باعتبار مادہ قیاس کی پانچ قسمیں ہیں، برہان، جدل، خطابہ، شعر، مغالطہ، جن کا بیان جدا جدا نیچے لکھا جاتا ہے۔

بُرہان

برہان وہ قیاس ہے جو یقینی مقدمات سے مرکب ہونے کی وجہ سے یقینی نتیجہ کو مستلزم ہو، اور اسی وجہ سے برہان صناعات خمس کی اعلیٰ اور عمدہ قسم تسلیم کی گئی ہے۔

جن قضایا اور مقدماتِ یقینیہ بدیہیہ سے برہان مرکب ہوتا ہے، وہ چھ ہیں: اولیات، مشاہدات، متواترات، تجربیات، حدسیات، اور فطریات جن کا بیان نیچے ترتیب وار لکھا جاتا ہے۔

اولیات: وہ قضایا اور مقدمات ہیں جن کے مضمون پر یقین کرنے کے لئے تصور طرفین کے سوا کسی دلیل کی حاجت نہ ہو۔ جیسے کل جزء سے بڑا ہوتا ہے ظاہر ہے کہ جو شخص کل اور جزء کا غور سے تصور کرے گا تو وہ اس قضیہ کے مضمون پر بلا کسی توقف کے یقین کرے گا کہ کل واقعی اپنے جزء سے بڑا ہی ہوتا ہے۔

مشاہدات: وہ قضایا ہیں جن کے مضمون پر یقین یا بواسطہ حس ظاہر کے حاصل ہو جیسے آفتاب روشن ہے، آگ جلاتی ہے وغیرہ جن کو حسیات بھی کہتے ہیں یا بواسطہ حس باطن کے حاصل ہو جیسے ہمیں بھوک، پیاس لگتی ہے، یا غم وخوشی ہے جن کو وجدانیات بھی کہتے ہیں۔

متواترات: وہ قضایا ہیں جن کے مضمون پر یقین بواسطہ اخبار ایسی جماعت کثیرہ کے حاصل ہو جنکا جھٹلانا عقلاً محال ہو جیسے مکہ، مدینہ، کابل، طہران، بغداد، انگور کی موجودگی کا علم، یا جیسے رسول اللہ سے ہم تک قرآن واحادیث کے منقول ہونے پر یقین۔

تجربیات: وہ قضایا ہیں جن کے مضمون پر یقین بواسطہ کثرت تجربہ اور تکرار مشاہدہ حاصل ہو، جیسے حکماء کے وہ اقوال جو تجربات کے بعد کہے گئے ہیں مثلاً سقمونیا صفرا کا مسہل ہے، بنفسہ یا اسطوخودس نزلہ کا دافع ہے، املتاس یا سنا مکی دست آور ہے، زہر قاتل ہے وغیرہ۔

تنبیہ: یاد رہے کہ تجربیات میں یقین کے لئے تجربہ کلیہ صادقہ کی ضرورت ہے ورنہ مفید ظن ہوگا نہ کہ یقین کا۔

حدسیات: وہ قضایا ہیں جن کے مضمون پر یقین ایسے دلائل سے حاصل ہو جن میں حرکت فکری کی ضرورت نہ ہو بلکہ مضمون اور دلیل ایک ساتھ ذہن میں حاصل ہوں جیسے سورج سے قرب وبعد پر ہمیشہ چاند میں اختلاف اشکال مشاہدہ کرنے سے ہم کو اس قول پر یقین آنا کہ چاند کی روشنی آفتاب سے حاصل ہے چونکہ حدس اور نظر میں امتیاز ابتداً مبتدیوں کے لئے دشوار ہوتا ہے اس لئے دونوں کا فرق اس طرح سمجھو کہ جب مطلوب شئ کا ذہن میں ایک اجمالی خاکہ آجاتا ہے تو ذہن اس کی دلیل کے اجزاء اور مواد کی طرف حرکت کرنے لگتا ہے اور جب دلیل کے اجزاء مل جاتے ہیں تو ان میں مناسب ترتیب دینے کے بعد حصول مطلوب کی طرف دوسری مرتبہ حرکت کرتا ہے جس سے مطلوب شئ حاصل ہوجاتی ہے۔

بس یہی دو حرکتیں اگر آہستہ آہستہ اور تدریجی ہوں تو ان کو نظر وفکر کہتے ہیں، اور اگر یکلخت اور دفعۃً موجود ہوں تو ان کو حدس، چنانچہ نظر وفکر کی تعریف ''مجموع انتقالین تدریجین'' سے کی جاتی ہے اور حدس کی ''مجموع انتقالین دفعتین'' سے، مثلاً ہر فن کے مضامین ابتداء آہستہ آہستہ اور تدریجاً حاصل کئے جاتے ہیں اور حصول مہارت اور تجربہ پر دفعۃً حاصل ہوتے ہیں تو مبتدی کی نسبت وہ مضامین نظری کہلائیں گے اور ماہر کی نسبت بدیہی اور حدسی؛ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک ہی مضمون ایک شخص کی نسبت نظری اور دوسرے کی نسبت بدیہی وحدسی ہوسکتا ہے بلکہ ایک ہی شخص کی نسبت یہی ایک مضمون ایک وقت میں نظری اور دوسرے وقت میں بدیہی وحدسی ہوسکتا ہے۔

فطریات: جن کو قضایا قیاساتہا معہا بھی کہتے ہیں، یہ وہ قضایا ہیں جن کے مضامین پر یقین ایسے دلائل سے حاصل ہو جو تصور طرفین کے وقت ذہن میں حاضر ہوں جیسے چار جفت ہے اور تین طاق ہے، جن کے دلائل چار اور جفت، یا تین اور طاق کے تصورات کے ساتھ ذہن میں موجود ہیں کہ چار دو پر برابر بلا کسر تقسیم ہوسکتا ہے اور جو عدد کہ بلا کسر دو پر برابر تقسیم ہوسکے وہ جفت ہوتا ہے، لہٰذا چار جفت ہے یا یہ کہ تین دو پر بلا کسر برابر تقسیم نہیں ہوتا ہے اور جو عدد کہ دو پر بلا کسر برابر تقسیم نہ

ہوسکے وہ طاق ہوتا ہے، لہٰذا تین طاق ہے؛ بس یہی وہ چھ یقینی قضایا ہیں جن سے برہان مرکب ہوتا ہے۔

فائدہ: برہان کی دو قسمیں ہیں لمی اور انی تم پڑھ چکے ہو کہ قیاس سے جو نتیجہ پر علم حاصل ہوتا ہے اس کی اصلی علۃ اور دلیل حداوسط ہوتی ہے۔ اب برہان میں یہ حداوسط جس طرح کہ ہم نے اپنے ذہن میں علۃ الحکم ٹھہرائی ہے ویسے ہی واقع میں بھی اگر وہ اس حکم کی علۃ ہو تو اس قیاس کو برہان لمی یا دلیل لمی کہیں گے کیونکہ لم علۃ کو کہتے ہیں اور اس قیاس میں بھی واقعی علۃ ہی سے استدلال کیا گیا ہے

اور اگر حداوسط اس حکم کے لئے واقع میں علۃ نہ ہو بلکہ معلولیت یا دیگر کسی علاقۂ رابطہ سے وابستہ ہو تو اس کو برہان انی یا دلیل انی کہیں گے کیونکہ ان وجود اور ثبوت کو کہتے ہیں اور اس قیاس میں ایسی شئی سے استدلال کیا گیا ہے جو محض ثبوت اور وجود حکم پر دلالت کرتی ہو نہ کہ علیت پر۔

مثلاً ہم فرض کرلیں کہ ہاتھ کی گرمی اور نبض کی تیزی بخار کی علۃ ہے اور یہ دونوں زید میں موجود ہیں تو ہم کہیں گے کہ زید کا ہاتھ گرم اور نبض تیز ہے اور جس کا ہاتھ گرم اور نبض تیز ہوتی ہے وہ بخار زدہ ہوتا ہے، لہٰذا زید بخار زدہ ہے تو یہ دلیل لمی ہوگی کیونکہ اس میں حداوسط (ہاتھ کی گرمی نبض کی تیزی) واقع میں بھی بخار کی علۃ ہے؛ اور اگر ہم یوں کہیں کہ زید بخار زدہ ہے اور جو بخار زدہ ہوتا ہے اس کا ہاتھ گرم اور نبض تیز ہوتی ہے لہذا زید کا ہاتھ گرم اور نبض تیز ہے، تو یہ دلیل انی ہوگی کیونکہ اس میں حداوسط (بخار زدہ ہونا) واقع میں ہاتھ کی گرمی اور نبض کی تیزی کے لئے علۃ نہیں بلکہ معلول ہے۔

جدل

قیاس جدلی وہ ہے جو (سچے یا جھوٹے) مشہورات یا مسلمات سے مرکب ہو۔

مشہورات: وہ قضایا (سچے یا جھوٹے) ہیں جن پر اعتقاد بوجہ شہرت عوام یا خواص حاصل ہو۔ جیسے عدل وانصاف اچھا اور ظلم برا ہے یا جیسے ہنود کا قول ہے کہ حیوانات کا ذبح کرنا گناہ ہے اسی طرح ہر قوم اور جماعتوں میں مخصوص مخصوص مشہورات مقرر ہیں۔ بعض وقت یہ مشہورات نفوس میں ایسے اثر کر جاتے ہیں کہ بدیہیات اولیہ سے ملتبس ہو جاتے ہیں، مگر جب شہرت سے قطع نظر

کی جائے تو التباس اٹھ جاتا ہے، یعنی بدیہیات تو بدستور یقینیہ رہ جاتے ہیں مگر مشہورات کے اعتقاد میں فرق آجاتا ہے۔

مسلمات: یہ وہ (سچے یا جھوٹے) قضایا ہیں جن کو مناظرہ میں مقابل نے تسلیم کرلیا ہو، یا جن کا ثبوت دوسرے علم میں ہو چکا ہو اور یہاں (بطور اصول موضوعہ) تسلیم کرلئے گئے ہوں، جیسے عربی صرف ونحو یا اصول فقہ وغیرہ کے قواعد جن کو کلام عربی اور فقہی وغیرہ کے احکام میں (بطور اصول موضوعہ) تسلیم کیا کرتے ہیں۔

خطابہ

قیاس خطابی وہ ہے جو (سچے یا جھوٹے) مقبولات یا مظنونات سے مرکب ہو۔

مقبولات: یہ اولیاء اور حکماء کے وہ اقوال ہیں جن کو بوجہ حسن ظن لوگ تسلیم کرتے ہوں۔

مظنونات: وہ قضایا ہیں جن سے ذہن میں محض غالب گمان پیدا ہوسکے جیسے زید رات کو پوشیدہ طور سے گلیوں میں پھرتا ہے۔ اور جو رات کو پوشیدہ طور سے گلیوں میں پھرتا ہے وہ چور ہوتا ہے لہذا زید چور ہے۔ ظاہر ہے کہ رات کو پوشیدہ طور سے گلیوں میں پھرنے سے کسی پر چور ہونے کا شبہ یا ظن تو ہوسکتا ہے مگر یقین نہیں آسکتا اسی طرح دیوار سے مٹی گرنے سے اس کے منہدم ہونے پر دلیل لانا، وضع قطع کی پاکیزگی کو کسی کی شرافت ومہذب ہونے کی دلیل بنانا، کثافت وغربت کو دنائت کی دلیل بنانا وغیرہ یہ سب مظنونات ہیں۔

شعر

قیاس شعری وہ ہے جو محض تخّیلی قضایا سے مرکب ہو۔ اس میں مستدل اپنے کلام کی لفظی موزونیت سے کسی مدعا کے متعلق مخاطب کے ذہن میں رغبت یا نفرت پیدا کرنا چاہتا ہے؛ جیسے عام شعرا کے کلام میں میخانہ، شراب، ساقی، خد وخال وغیرہ کے متعلق رغبت، اور شہد، زاہد، مولوی، مسجد، تسبیح وغیرہ کے متعلق نفرت پائی جاتی ہے، شعری قضایا اکثر غلط اور خلاف واقع ہوتے ہیں لیکن چونکہ تخّیل کو نفس کے تاثر میں بڑا دخل ہے اس لئے شعری قضایا سے بہت جلد نفس اثر پزیر

ہوتا ہے خصوصا جب کہ سجع اور قوافی کی موزونیت کے ساتھ دل آویز نغمے سے ادا کئے جائیں۔

مغالطہ

مغالطہ وہ قیاس ہے جو صوری یا مادی غلطی کی وجہ سے غلط نتیجہ کو مستلزم ہو مادی غلطی اکثر دو صورتوں سے ہوتی ہے کہ قیاس یا وہمیات سے مرکب ہو یا مشبہات سے۔

وہمیات : وہ غلط قضایا ہیں جن پر عقل کے خلاف وہم حاکم ہو؛ حقیقت یہ ہے کہ نفس اپنے تاثر کے اعتبار سے بہ نسبت عقل وہم کے تاثر کو بہت جلد اور زیادہ قبول کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ باوجود سمجھ بوجھ کے مرقد العمر اکثر لوگ غلط اوہام میں مبتلا رہتے ہیں؛ مثلا وہم کا فیصلہ ہے کہ میت سے ڈرنا چاہئے چنانچہ اکثر لوگ اس میں مبتلا ہیں حالانکہ خود ان کی عقل بھی جانتی ہے کہ میت جماد ہے اور جماد سے نہ ڈرنا چاہئے۔

یہ وہ قضایا ہیں جن پر صادقات اور نفس الامری حقائق کے احکام اس لئے لگائے جاتے ہوں کہ یہ ان کے ساتھ صورۃ مشابہ ہیں جیسے گھوڑے کی تصویر کو یہ کہنا کہ یہ گھوڑا ہے اور گھوڑا ہنہناتا ہے تو یہ بھی ہنہناتا ہے؛ اسی طرح آگ کی صورت کے متعلق یہ کہنا کہ یہ جلاتی ہے، یا عقول، جن، فرشتوں کے متعلق یہ کہنا کہ یہ موجود اشیاء ہیں اور ہر موجودہ کو اشارہ کر سکتے ہیں تو ان کو بھی اشارہ کر سکتے ہیں وغیرہ۔

صوری غلطی اکثر دو صورتوں سے ہوتی ہے، حد اوسط کے عدم تکرار سے اور شرائط اشکال کی عدم موافقت سے جو غلطی کہ شرائط اشکال کی عدم موافقت سے ہوتی ہے وہ بحث اشکال اربعہ میں تم پڑھ چکے ہو۔

اور جو حد اوسط کے عدم تکرار سے ہوتی ہے وہ کبھی تو ظاہر ہوتی ہے اور کبھی ایسی خفی جس کا جاننا مشکل ہوتا ہے، اس کی وجہ اکثر یہ ہوتی ہے کہ حد اوسط سے (متکثر المعنی ہونے کی وجہ سے) ایک جگہ ایک معنی مراد لئے جاتے ہیں، اور دوسری جگہ دوسرے معنی۔

مثلا کوئی یوں کہے کہ "غلط غلَط" ہے اور "غلَط صحیح ہے" "تو نتیجہ نکلا کہ" "غلط صحیح ہے" حالانکہ یہ غلط ہے تو غور سے معلوم ہوا کہ صغریٰ میں حد اوسط غلط سے معنی مراد ہیں یعنی غیر صحیح، اور کبریٰ میں غلط سے محض لفظ غلط مراد ہے نہ کہ معنی اس لئے حد اوسط مکرر نہ ہوا یا عینک کے متعلق یوں کہے کہ یہ چشمہ

ہے اور چشمہ سے کھیتی سیراب کی جاتی ہے تو اس سے کھیتی سیراب کی جاتی ہے وغیرہ، یہ بھی یاد رکھو کہ مغالطہ میں مستدل اگر یہ جتلائے کہ وہ استدلال میں یقینی مقدمات سے حکیم کا مقابلہ کررہا ہے تو اس کو سوفسطائی اور اس کے مغالطہ کو سفسطہ کہیں گے اور اگر یہ جتلانا چاہے کہ وہ مشہورات سے مجادل کا مقابلہ کررہا ہے تو اس کو مشاغبی اور اس کے مغالطہ کو مشاغبہ کہیں گے۔

صناعات خمس میں برہان چونکہ صادقات جازمہ سے مرکب ہوتا ہے اس لئے وہ مفید جزم ویقین ہوتا ہے جو نفس ناطقہ کی تکمیل کے لئے بمنزلہ غذا کے ہے؛ جدل چونکہ اکثر مشہورات صادقہ سے مرکب ہوتا ہے اس لئے وہ مفید ظن اور غلبہ صدق ہوتا ہے؛ خطابہ اکثر مفید شک ہوتا ہے، شعر مفید تخیّل اور تأثّر غیر تصدیقیہ اور مغالطہ مفید تصدیق جازم ہوتا ہے مگر واقع کے خلاف۔

عزیزو! ان کو اچھی طرح سمجھ کر یاد کرلو تاکہ برہانیات پر خود عمل کرسکو اور دوسروں کو دعوت دے سکو اور تخیّلات اور مغالطات سے خود بچو اور دوسروں کو بچاسکو اور دنیا میں ہر شخص سے اس کی سمجھ اور لیاقت کے مطابق گفتگو کرسکو جس سے تم اپنے نفس کو اعلیٰ مراتب انسانی تک پہنچاسکو گے اور دنیا میں سُرخروی سے زندگی بسر کرسکو گے۔

وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ

sainiya\Sign_Muft not found.

۱۴ ر دسمبر ۱۹۳۷ء

ہماری اہم مطبوعات

نمبر شمار	کتابوں کے نام	ہدیہ
۱	فتاویٰ حسینیہ (گجراتی)	۵۰/-
۲	ہشت سورہ	۲۵/-
۳	معین الفرائض (اردو)	۲۲/-
۴	معین المنطق (حصہ اوّل، دوم-اردو)	۳۶/-
۵	معین الحکمت (اردو)	۱۸/-
۶	معین العقائد (اردو)	۱۸/-
۷	معین العقائد (گجراتی)	۱۸/-
۸	معلم النحو (اردو)	۶/-
۹	خطبۂ جمعہ	۵۰/-
۱۰	خطبۂ عیدین	
۱۱	اسماءِ بدریّین	۳/-
۱۲	اسماءِ محمدی تعویذ	۳/-
۱۳	حفاظتی تعویذ	۲/-
۱۴	معلم الصرف (چار حصّے مکمّل-اردو)	۲۴/-
۱۵	عمرہ کا طریقہ	۱۲/-
۱۶	فرض اور نفل نمازوں کی فضیلتیں اور برکتیں	۱۲/-
۱۷	تحفۃ الطلبہ (اضافہ شدہ)	۱۵/-
۱۸	ختم خواجگان	مفت
۱۹	حج اور زیارت کی مسنون دعائیں اور مسائل	مفت
۲۰	احکام المیت	مفت
۲۱	پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنتیں	مفت
۲۲	وصیت کر کے نقصان پہنچانا	مفت
۲۳	درود وسلام (گجراتی)	مفت
۲۴	درود وسلام (اردو)	مفت
۲۵	حج کے پانچ دن	مفت

کتاب ملنے کا پتہ: جامعہ حسینیہ، مورا بھاگل، راندیر، سورت

فون: 0261-2763303 فیکس: 0261-2766327

جامعہ حسینیہ

رانديركی عظیم درسگاہ

جامعہ حسینیہ محمدیہ عربیہ اسلامیہ، راندیر، سورت جس کو حضرت مولانا حسین بن مولانا قاری اسماعیلؒ نے اشاعتِ اسلام وترویجِ سنتِ نبویہ واصلاحِ اخلاقِ عامۃ المسلمین کے لئے عمومًا اور گجرات کے مسلمانوں میں تعلیم پھیلانے کے لئے خصوصًا ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۷ء میں قائم کیا تھا جو نہایت کامیابی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور مسلمانوں کی امداد واعانت پر جاری ہے۔ (اَدَامَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی)